مکارم اخلاق

(جلد اوّل)

مؤلفہ

علامہ الشیخ رضی الدین الطبرسی

ترجمہ

ڈاکٹر میر ولی الدین

منشی فاضل (پنجاب) ایم اے (علیگ) پی، ایچ ڈی (لندن)

سابق پروفیسر صدر شعبۂ فلسفہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد

باہتمام ناظم صاحب

ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ مطابق مئی ۱۹۷۵ء

بار اوّل

قیمت مجلد :- انیس ۱۹ روپے

قیمت غیر مجلد :- سولہ ۱۶ روپے

کاتب :- شاہد وجیہہ رامپوری

باہتمام منیجر صاحب ندوۃ المصنفین دہلی

جمال پرنٹنگ پریس، دہلی میں طبع کرائی گئی

فہرست مضامین مکارمِ اخلاق (جلد اوّل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

کتابے کامل اصفی من الروح
کزو ابواب راحت گشت مفتوح

پیش نظر کتاب علامہ شیخ رضی الدین ابو نصرؒ ابن امام ابو علی فضل اللہ طبرسیؒ کی کتاب "مکارم الاخلاق" کا ملخص ترجمہ ہے۔ عصر حاضر کی ضروریات و اقتضاآت کو پیشِ نظر رکھ کر کتاب کے بعض اجزاء کا ترجمہ نہیں کیا گیا، اس پر بھی کتاب کافی ضخیم ہوگئی اور دو جلدوں پر منقسم کرنا پڑا۔

مصنف کتاب کا تذکرہ کتابوں میں نہیں ملتا۔ البتہ ان کے والد ماجد امام امین الدین ابو علی طبرسی کا تذکرہ کتاب تذکرۃ العلماء والسادات میں ملتا ہے۔ علامہ تفسیر مجمع البیان کے شہرۂ آفاق مصنف تھے ۵۴۸ھ میں مشہد میں وفات پائی۔ دولت صفویہ کے زمانہ میں عبداللہ خاں افغانی نے حملہ کیا تھا اور اسی ہنگامہ میں امام نے جام شہادت نوش کیا۔ آپ کا مزار مشہد میں مرجع خاص و عام ہے۔ تذکرۃ العلماء کے مصنف نے صرف اتنا ذکر کیا ہے کہ امام امین الدین کے فرزند علامہ رضی الدین بھی بہت بڑے عالم تھے اور انھوں نے کتاب مکارم الاخلاق لکھی۔ (تذکرۃ العلما والسادات صـ ۱۴۵)

ہمیں اس کتاب کی ایک خاص خصوصیت نمایاں نظر آتی ہے اور وہ مصنف علام

کی اہلبیت کی طرف خاص توجہ اور ان کے اقوال کا اپنی کتاب میں پیش کرنا ہے حضور انورصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انی تارک فیکم الثقلین ۔ کتاب اللہ وعترتی "میں تم میں دو بھاری چیزیں یا نفیس چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ایک تو اللہ کی کتاب اور دوسرے میرے اہل بیت "۔ شارحین میں سے بعض کا خیال ہے کہ ثقلین اس لیے کہا کہ ان دونوں پر عمل کرنے سے دین و دنیا دونوں کی اصلاح، درستی اور آبادی ہوتی ہے، جیسے ثقلین ۔ یعنی جن و انس سے دُنیا کی آبادی ہے۔ ہمارے مطاع محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت اور نصیحت پر عمل انہوں نے کیا جنہوں نے قرآن و اہلبیت دونوں کو سنبھالا اور ان کی تعداد بہت کم رہی ہے، بعض تو (مثلاً خارجی اور ناصبی) اہلِ بیت کے دشمن بن گئے، اور بعض نے زبانی اہل بیت کی محبت کا اظہار کیا لیکن عملاً ان کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی، روافض نے اہلِ بیت کو تو لیا لیکن قرآن کو پسِ پشت ڈال دیا۔

علامہ رضی الدین نے صحیح مسلک اختیار کیا ہے، وہ اپنی اس کتاب میں قرآن حکیم کو پیش کرتے ہیں، پھر حدیث کو جو سردارِ اہلِ بیت کا ارشاد ہے، پھر اہلِ بیت کے اقوال و افعال کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے اقوال و اجتہادات کو فقہا و مجتہدین کے اقوال و اجتہادات پر مقدم رکھتے ہیں۔ خود صحابہ کرام کو بھی اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو وہ حضرت علیؓ کا قول اختیار فرماتے، کیونکہ آپ کو دوہری فضیلت حاصل ہے، صحابی بھی ہیں اور اہلِ بیت بھی۔

پیش نظر کتاب میں دین و دنیا کے حسنات کے طالب کو وہ سب کچھ مل جاتا ہے جس کا وہ طالب ہے۔ کتاب کے ہر باب سے راحت کا ایک باب مفتوح ہوتا ہے بارہ ابواب میں دنیا اور دین کے متعلق تمام ضروری معلومات فراہم کیے گئے ہیں۔ ہماری رائے میں دسواں اور گیارھواں باب خاص طور پر دلچسپ ہے جس میں نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی وہ نصائح پیش کی گئی ہیں جو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابوذر غفاریؓ کو فرمائی تھیں۔ یہ دونوں ابواب کتاب کی دوسری جلد میں آئیں گے۔

میں اپنے رفیق کار محترم سید احمد نقوی کا رہین منت ہوں کہ انھوں نے اس کتاب کے ترجمہ میں میری اعانت فرمائی۔ رفیقِ محترم ڈاکٹر ابو نصر خالدی، ایم اے (عثمانیہ) ڈی لٹ (قاہرہ)، ریڈر شعبہ تاریخ، جامعہ عثمانیہ کا میں صمیم قلب سے ممنون ہوں کہ انھوں نے سارے مسودے کو اوّل سے آخر تک بامعان نظر دیکھا اور مفید مشورے دیئے۔ میں ان احباب کا شکر گزار ہوں۔

میں نظام ریلیجس ٹرسٹ اور میرے محترم دوست جناب حبیب اللہ میر کا صمیم قلب سے شکر گذار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے لیے میری مدد فرمائی۔

میر ولی الدین

فتح دروازہ

حیدرآباد (انڈیا)

۲۸ رفروری ۱۹۶۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افتتاحیہ

ساری تعریف اُس خدائے واحد، واحد و بے نیاز کے لیے ہے "جو نہ کسی کو جنا نہ کسی سے جنا گیا، اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے" اور درود و سلام محمدؐ پر جو اس کے برگزیدہ بندے اور منتخب رسول ہیں، جن کو اس نے سارے عالم کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ وہ اللہ کی طرف اسی کے حکم سے بلانے والے ہیں اور روشن چراغ ہیں اور درود و سلام ان کے اہلِ بیت پر جو ہدایت کے پیشوا ہیں اور تاریکی میں چراغ، یہ وہ لوگ ہیں جن سے خدا نے ناپاکی دور کی اور ان کو پاکیزہ اور برگزیدہ کر دیا، اور سلام ہر اس شخص پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

عرض یہ ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی کریم کی زندگی کو ہمارے لیے نمونہ بنایا، اس کو اپنے لیے رضامندی کی کلید قرار دیا اور اپنی جنّت کی طرف آنے کا راستہ جیسا کہ خود فرمایا ہے:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ	تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ	جو اللہ سے اور روزِ آخرت سے ڈرتا ہو،
يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ	رسول اللہؐ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔
(سورۂ احزاب)	(ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی)

اور آپؐ کی پیروی واتباع کو اپنی محبت کا سبب بنایا، اور اپنی رحمت کا وسیلہ گردانا جیسا کہ ارشاد ہے:-

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔

تو اس عظیم بشارت نے، جس کو میں ایک عظیم کامیابی سمجھتا ہوں، مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں ایک ایسی کتاب مرتب کروں جو اس نبی محترمؐ کے کریمانہ اخلاق اور محاسن آداب، اور جو کچھ آپ نے اپنی امت کو احکام دیئے ان سب پر مشتمل ہو۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: " اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ، یعنی میں اس لیے مبعوث ہوا ہوں کہ مکارم اخلاق کی تکمیل کروں۔

بات یہ ہے کہ ہر شے کا علم عمل پر مقدم ہوتا ہے۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام میں وہ چیز پائی جو سیرت انبیاء کی ساری حقیقت پر حاوی ہے اور وہ یہ ہے کہ بہمہ وجوہ خلق سے کٹ کر امید وخوف کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ ہی سے قائم کر لیا جائے اور دنیا و آخرت سے منقطع ہو کر صرف اسی ایک کے ہو جائیں، اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سیرت کے کمال میں خاص طور پر امتیاز رکھتے ہیں جو اپنی پیروی پر راغب اور برانگیختہ کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے فرمایا:-

"جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ صرف خدا ہی سے امید رکھتا ہے، لیکن اپنے عمل سے اس کو ثابت نہیں کرتا تو اس کا یہ دعویٰ بھی باطل ہے، اس کا خدا کے سوا کسی دوسرے سے امید وخوف رکھنا ایک قسم کی بیماری ہے، ایک روگ ہے اور یہ بھی غلط ہے کہ ہم بڑی باتوں میں تو صرف خدا ہی سے امید رکھیں اور چھوٹی باتوں میں بندوں سے امید رکھیں۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ بندے شاید ہمیں وہ چیزیں دے سکیں جو خدا نہیں دینا چاہتا۔ اسی وجہ سے ایسا شخص بندوں کی تعظیم و

محبت اس طرح کرتا ہے کہ خدا کی بھی نہیں کرتا، کیونکہ وہ ڈرتا ہے کہ جو امیدیں اس نے خدا سے وابستہ کر رکھی ہیں کہیں وہ جھوٹی نہ ہو جائیں، اسی طرح وہ اس کے بندوں سے جتنا ڈرتا ہے خدا سے بھی نہیں ڈرتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بندوں کے عطار بخشش کو نقد دم سمجھتا ہے۔ اور خدا کی عطار بخشش کو اُدھار، اسی طرح وہ شخص جس کی نظر میں دنیا کی عظمت اس کے خالق سے زیادہ ہوتی ہے اس کے دل میں بھی اسی کا اثر زیادہ گہرا ہوتا ہے اس لیے وہ اسی کی دھن میں لگا رہتا ہے اور اسی کا بندہ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور اسوہ اس کے لیے کافی ہیں۔ اور دنیا کے مذموم ہونے اور اس کے اندر عیب اور کثرت سے رسوائیوں اور برائیوں کے پائے جانے کی دلیل یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ انسان کو اپنا دودھ پلا کر پالتی ہے پھر بھی اس کی طرف سے آنکھیں پھیر لیتی ہے اور اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے سے محبت کرنے لگتی ہے، اگر تم چاہو تو موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی مدح کرو کیونکہ وہ فرماتے ہیں۔

رَبِّ اِنِّیْ بِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ	اے میرے پروردگار جو نعمت بھی
مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ○	آپ مجھ کو بھیج دیں میں اس کا حاجت
(قصص)	مند ہوں۔

مگر اس کے باوجود وہ اپنے رب سے کیا مانگتے ہیں؟ صرف ایک روٹی، اور وہ کھایا کرتے تھے! زمین کی خود روتر کاری، اس حد تک دبلے تھے کہ ان کے پیٹ کے پردے گنے جا سکتے تھے۔ ان کا گوشت روز بروز گھلتا جا رہا تھا۔

اگر تم چاہو تو داؤد علیہ السلام کی ثنا کرو جو صاحب مزامیر تھے، اور اہل جنت کے قاری۔ وہ اپنے ہاتھ سے اُون کے کمبل بُنا کرتے تھے اور اسی پر اُن کی گذر بسر تھی، اس کی قیمت سے وہ صرف جو کی روٹی خریدا کرتے تھے، اگر

تم چاہو تو عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی تعریف کرو جن کا تکیہ پتھر تھا، اور لباس ٹاٹ کی قسم کا موٹا کپڑا، اُن کا سالن بھوک، اُن کا چراغ رات کا چمکتا چاند، ان کی آرامگاہ درخت کا سایہ، ان کا پھل وہ گھاس تھی جس کو جانور چرا کرتے تھے، ان کی کوئی بیوی نہ تھی جو ان کا غم دور کرتی، اُن کا کوئی بیٹا نہ تھا جو ان کی خدمت کرتا۔ نہ ان کے پاس روپیہ پیسہ تھا جس سے وہ دنیا اور اس کی چیزیں خرید سکتے، نہ ان کو حرص ہی تھی جو اُن کو ذلیل کرتی، ان کا گھوڑا اُن کے دو پاؤں تھے، ان کے خادم ان کے ہاتھ پاؤں، پھر تم نمونہ بناؤ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بہت پاک اور سب سے زیادہ پاک عادتوں کے مالک تھے، ان کی ذات میں ایک نمونہ ہے۔ نمونہ بنانے والے کے لیے اور نسبت ہے نسبت چاہنے والے کے لیے، اللہ تعالیٰ کے پاس سب سے زیادہ محبوب وہ بندہ ہے جو اپنے نبی کے کردار کو اپنے عمل کے لیے نمونہ بنالے اور اسی کی پیروی کرے، جو دُنیا کی خواہشات کا گلا کاٹ کر رکھ دے اور اس کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ جو دنیا والوں میں سب سے زیادہ محروم ہو اور دنیا میں سب سے زیادہ بھوکے پیٹ والا ہو، جب یہ دُنیا پیش بھی کی جائے تو اس کے قبول کرنے سے انکار کر دے۔ وہ پہلے جان لے کہ خدائے تعالیٰ جس چیز سے نفرت کرتا ہے، خود بھی اس سے نفرت کرے، وہ جس چیز کو حقیر سمجھے اس کو وہ خود بھی حقیر جانے، اگر ایسا ہو کہ جن چیزوں سے خدائے تعالیٰ نفرت کرتا ہے ہمارے دل میں ان کی محبت، اور جن چیزوں کو خدا حقیر سمجھتا ہے ہمارے دل میں ان کی تعظیم ہو تو گویا یہ خدائے تعالیٰ سے جھگڑا کرنا ہوا اور اس کے حکم سے سرتابی، ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زمین ہی پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور اپنے غلاموں کے برابر بیٹھ جاتے تھے، اپنا جوتہ اپنے ہاتھ سے سیلتے، اپنے کپڑوں کو اپنے ہاتھ سے پیوند لگاتے، گدھے پر بغیر زین و پالان بھی سواری کرتے، تنہا ہوں

یا کسی کے ساتھ آپ کے گھر کے دروازے پر جو پردہ پڑا رہتا ہے اگر اس پر تصاویر ہوتیں تو فرماتے :-

"اے بیوی (کسی اپنی بیوی کا نام لے کر) نکالو ان کو میری آنکھوں کے سامنے سے کیوں کہ یہ دُنیا کی تعیشات کی چیزیں ہیں، ان کی طرف دیکھنے سے دُنیا کی محبت بھڑک اٹھتی ہے۔ اس کی زیب و زینت میں دل لگ جاتا ہے۔"

اس طرح آپؐ نے اپنے دل سے دُنیا کو خالی کر دیا۔ اپنے نفس کے اندر اس کی یاد کو مردہ بنا دیا، اور چاہتے تھے کہ اس کی زینت بھی آپ کی آنکھ کے سامنے حاضر و موجود نہ رہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دُنیا قلب میں جاگزیں ہونے کا بہانہ ڈھونڈھ لے اس لیے آپؐ نے اس کی جڑ کو اکھاڑ پھینکا اور ہوتا بھی ایسا ہی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی چیز کو پسند نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے نمونہ میں تمہیں وہ سب ہدایتیں مل جائیں گی جو دُنیا کی بُرائیوں اور عیبوں پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ وہ باوجود مقدرت اور قوت کے بھوکے رہنا پسند فرماتے تھے، اور باوجود دنیا سے قریب ہونے کے اس کی زیب و زینت سے دُور رہتے تھے۔ اب ناظر کو اپنی عقل سے دیکھنا چاہیئے کہ خدا نے ان باتوں کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت کی یا اہانت ؟ اہانت کہنا تو صریحاً غلط اور افترا ہے، اور جو کہتا ہے کہ عزّت کی، تو اسے جان لینا چاہیئے کہ حضورؐ کی خلاف ورزی کرنے کے باوجود اگر کسی کے پاس دُنیا آتی ہے اور افراط سے آتی ہے تو یہ اس کی عزّت ہے یا اہانت کیونکہ جو لوگ خدا کے زیادہ قریب ہوتے ہیں وہ دُنیا سے زیادہ بعید ہوتے ہیں، لہذا ایسے شخص کو نبی اکرمؐ کے عمل ہی کو اپنا نمونہ بنانا چاہیئے اور اُنہی کی پیروی کرنی چاہیے، ورنہ وہ ہلاکت سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ ہمیں قیامت کی خبر دی، جنت کی بشارت

سنائی اور عذاب سے ڈرایا، جس نے ایسا کیا وہ دنیا سے تو ٹوٹا ہوا جا سکتا ہے، مگر آخرت میں وہ صحیح و سالم ہو گا، تو کیا ہم پر خدا کا یہ بہت بڑا احسان نہیں ہے جس نے ہمیں ایسا ہادیٔ اعظم عطا کیا، جس کی اتباع ہمارے لیے آخرت کو سنوارنے کا ذریعہ ہے؟ دیکھو میرا یہ قمیص جس پر بیسیوں پیوند لگے ہیں، جس کے پہننے سے میرا نفس شرماتا تھا، اور کسی نے تو مجھ سے یہاں تک کہدیا کہ اے علی اسے پھینک کیوں نہیں دیتے؟ مگر میں دنیا والوں کی مخالفت میں اسی کو پہنے رہا، خدا کے دوست جو صبح کے وقت پوشیدہ طور پر خدا کی حمد کرتے ہیں، ان کے لیے یہ پیوند لگا قمیض کافی ہے "

یہ تھا خطبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جو بطریق اختصار ہمارے مقصود کے لیے کافی ہے۔

اب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ کا ذکر کریں گے، سفر و حضر میں ان کے احوال و عادات، اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے وغیرہ کے متعلق جو سچی روایتیں ہم تک پہنچی ہیں ان کو پیش نظر رکھیں گے نیز دوسرے قابلِ تقلید سچے بزرگوں کے احوال کا بھی کچھ ذکر کریں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتے ہیں جو ہر چیز پر قادر ہے اور وہی مشکل کام کو آسان بنا سکتا ہے۔ اس کتاب کے بارہ باب ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

باب اول :۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عام اخلاق و احوال کے ذکر میں، اور اس کی پانچ فصلیں ہیں۔

فصل (۱) آپ کی سیرت و شمائل اور رفیقوں کے ساتھ حُسنِ کردار کا ذکر۔

فصل (۲) آپ کے وہ اخلاق و اوصاف جو آپ کی عظمت و شرف اور آپ کے اہلِ بیت کی بزرگی پر دلالت کرتے ہیں۔

نوٹ

باب اول تا باب نہم پر جلد اول اور باب دہم تا
باب دوازدہم پر جلد دوم مشتمل ہے۔

باب اوّل

نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق شمائل و اور دیگر احوال و عادات کا بیان

فصل اوّل

آپ کے اخلاق و عادات اور رفیقوں کے ساتھ آپ کا سلوک اور آپ کے شمائل

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ (بروایت طالقانی) فرماتے ہیں:۔ "میں نے ایک دن اپنے ایک رشتہ کے ماموں، ہند بن ابی ہالہ تمیمی، سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک دریافت کیا تو انھوں نے اس کی تفصیل اس طرح بیان کی:۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت موٹے تھے نہ دُبلے، اوسط جسم اور میانہ قد کے تھے، البتہ کچھ بھرے ہوئے جسم کے ضرور تھے، آپ کا چہرہ نہایت پروقار اور روشن تھا، گویا چودھویں رات کا چاند ہے کہ چمک رہا ہے، آپ کے بال باریک اور ریشم کی طرح ملائم تھے۔ اگر آپ انگلیوں سے ان کو پھیلا دیتے تو فوراً پھیل جاتے تھے، اور وہ صرف کان کی لو تک لانبے تھے۔ آپ کے رنگ میں ایک چمک تھی، پیشانی کشادہ اور چمکدار

تھی، ابرو گھنے اور تلوار کی طرح لوکدار تھے، مگر ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ تھے، غصّہ کے وقت آپ کو پسینہ آجاتا تھا۔ پسینہ کے قطرے آپ کی مقدس پیشانی پر ایسے معلوم ہوتے تھے گویا شبنم کے قطرے ہیں جو گلاب کی پتیوں پر ٹھہر گئے ہیں۔ آپ کی داڑھی گھنی تھی مگر خوشنما۔ آپ کے رخسار بھرے ہوئے تھے اور سنجیدہ۔ منہ ذرا پھیلا ہوا تھا مگر خوشنما۔ دانتوں میں موتیوں کی سی چمک اور صفائی تھی، گردن صراحی دار اور چاندی کی سی چمک لیے ہوئے تھی، جیسا کہ میں نے کہا آپ قدرے موٹاپے کی طرف مائل تھے۔ مگر آپ کے پیٹ یا سینے پر لٹکنے والا یا پھیلا ہوا گوشت نہ تھا۔ سینۂ مبارک چوڑا تھا، آپ کی ہتھیلیاں صاف اور کشادہ تھیں۔ اسی طرح پاؤں اور تلوے بھی نفیس اور خوبصورت تھے، آپ کی چال ذرا تیز تھی، چلتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا پہاڑی کی ڈھلوان پر سے اُتر رہے ہیں۔ لوگوں کے ساتھ گفتگو کے وقت سب کی طرف برابر متوجہ ہوتے تھے اور ہر شخص یہ محسوس کرتا تھا گویا آپ مجھ ہی سے مخاطب ہیں، آپ کی نظر بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔ اور دوستوں کا احاطہ کر لیتی تھی اور آپ ہمیشہ ہی سلام میں ہر شخص کے ساتھ پہل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔"

پھر میں نے اُن سے پوچھا: "آپ کی گفتگو کا طرز کیسا تھا" فرمایا "اکثر تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ سوچ رہے ہیں، کوئی گہری سوچ، اور کبھی تو ایسا کہ اُداس سے ہیں اور بے چین بے چین، مگر یہ بے چینی کسی دُنیاوی تکلیف کے رنج یا اندیشے کی وجہ سے نہ تھی۔ بلکہ آپ صرف قوم کی حالت سے متفکر اور اس کی بھلائی کی فکر میں لگے رہتے۔ آپ کی حالت اُس کشتی بان کی سی تھی جو اپنی کشتی کو مصائب کے طوفان سے بچانے کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ عمیق تفکر کا نتیجہ یہ تھا کہ بات چیت کم کی جاتی تھی، مگر جب کی جاتی تھی تو پھر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جامعیت لیے ہوئے ہے۔ منتخب

الفاظ کے موتی ہیں جو بکھر رہے ہیں اور تیر کی طرح دل میں اتر رہے ہیں۔ آپ کی گفتگو کے کسی حصے کو کبھی زائد یا غیر ضروری نہیں قرار دیا جا سکتا تھا، نہ کسی کے دل کو آزردہ کرنے والا کوئی جملہ آپ کی زبان سے نکلتا، نہ کسی کے جذبات سے کھیلنے والا کوئی لفظ۔ اگر کوئی آپ کے ساتھ تھوڑا بھی سلوک کرتا تو آپ اس کے نہایت شکر گذار ہوتے، کبھی کسی کے تحفے میں کوئی عیب نہیں نکالتے، خراب چیزوں کی تعریف بھی نہیں کرتے۔ دُنیا کی کوئی تکلیف یا کراہیت کبھی آپ کے غصے و نفرت کے جذبات کو جھنجھوڑتی نہ تھی، مگر یہ صرف اپنی ذات کی حد تک تھا۔ قوم کے کسی فرد پر رتی برابر بھی ظلم ہوتا تو اس کا حق دلانے کے لیے آپ اپنی پوری قوت کو استعمال کرنے کی کوشش کرتے تھے، اور اس کے لیے غصہ اور تکلیف کے احساس کی پوری نشانیاں آپ کے چہرے پر نمودار ہو جاتی تھیں۔ جہاں تک ہو سکے آپ اشارے ہی سے بات کرنی مناسب سمجھتے تھے۔ تعجب کا اظہار بھی اکثر ہاتھ کے اشارے یا مسکراہٹ ہی سے ہوتا، غصہ کے وقت آپ کسی سے بات نہ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ پر خوشی طاری ہو تو آپ کبھی بے خود سے نہیں ہو جاتے۔ خوشی کی خبر سن کر زیادہ سے زیادہ تھوڑی دیر آنکھ بند کر لیتے (گویا خدا کی تعریف کر رہے ہیں۔) آپ کی زیادہ سے زیادہ ہنسی بس تبسم تھا۔ آپ کبھی قہقہہ مار کر نہیں ہنستے تھے، اس مسکراہٹ سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آسمان سے ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے۔"

حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے آپ کے اس حلیہ کو سن کر پوری طرح یاد رکھ لیا، ایک زمانے تک میرے چھوٹے بھائی سے اس کا ذکر کرنے کا موقع نہیں ملا، یا یوں سمجھو کہ میں نے تجربہ کے طور پر اُن سے اس کو چھپا رکھا تاکہ معلوم ہو کہ اس کی دریافت میں مجھ ہی کو اولیت حاصل ہے، مگر جب حسین (رضی اللہ عنہ) سے اس کا ذکر کیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ حسینؓ اس دریافت میں مجھ سے کہیں آگے بڑھے ہوئے تھے

اور انھوں نے مجھ سے بڑھ کر قیمتی معلومات کا ذخیرہ محفوظ کر رکھا تھا اور یہ معلومات زیادہ قابلِ قدر اس وجہ سے بھی تھیں کہ ان کی بنیاد میرے والد حضرت علیؓ کی روایت پر قائم تھی، اگرچہ صحت و صداقت میں گذشتہ بیان بھی کچھ کم نہیں، وہ خاص باتیں جو حسینؓ نے جمع کی تھیں۔ ان میں سے قابلِ ذکر وہ ہیں جو زیادہ تر آپؐ کی سیرت پر روشنی ڈالنے والی ہیں۔

آمدنی کے خرچ کرنے کا طریقہ

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں نے اپنے والد سے آپ کی آمدنی کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا":۔

"آپؐ کی آمدنی آپ کے لیے اجازت دادہ تھی (یعنی آپ کی وہی آمدنی تھی جس کو خدا نے آپ کے لیے حلال قرار دیا تھا) جب آپ اپنے گھر تشریف لاتے تو اپنی آمدنی کے تین حصے فرماتے: ایک حصہ خدائے تعالیٰ کے لیے، دوسرا حصہ اپنے گھر والوں کے لیے، تیسرا حصہ اپنے لیے، پھر جو حصہ اپنے لیے رکھتے اس کو بھی خاص لوگوں کے ذریعہ عام لوگوں میں تقسیم فرما دیتے اور کوئی چیز جمع نہیں کرتے تھے قوم میں جو حصے تقسیم کیے جاتے ان کے متعلق آپ کا یہ اصول تھا کہ خدا کے حکم کی بنا پر فضیلت والوں کو زیادہ ترجیح دی جائے، یعنی جن کا درجہ عمل کے لحاظ سے زیادہ ہو ان کو زیادہ دیتے، پھر ان میں بھی اس کی رعایت فرماتے کہ جو زیادہ حاجت مند ہوں، ان کو زیادہ دیا جائے اور جو کم حاجت مند ہوں ان کو کم دیا جائے۔ بہرحال ان کی حالت کی اصلاح کی طرف ہمہ تن متوجہ اور کوشاں رہتے۔ اور اسی مقصد کے لیے ہمیشہ ان کی حالت کے متعلق لوگوں سے دریافت فرماتے،

اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہتے، اور یہ فرماتے کہ جو میرے پاس آیا جایا کرتا ہے وہ نظر سے اوجھل رہنے والوں تک میری خیر سگالی کا پیام پہنچا دے اور حاجت مندوں کی ضرورتوں کی اطلاع مجھے دیا کرے، اور آپ نے یہ بھی فرمایا جو شخص کسی بادشاہ یا کسی مقتدر شخص تک کسی ضرورت والے کی حاجت کی اطلاع دے یا اس کی سفارش کرے جو واقعی مستحق ہو تو خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دونوں پاؤں پلصراط پر مضبوط جما دے گا۔"

پھر آپؐ کی سیرت پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلحاظ گفتگو بہت زیادہ خاموش مزاج اور سنجیدہ واقع ہوئے تھے، غیر ضروری اور بے معنی باتوں سے کبھی دلچسپی نہیں لیتے تھے، تاہم افراد و اقوام کیلئے ایک خاص کشش رکھتے تھے، وہ آپ کے قریب آنے سے کبھی گھبراتے یا شرماتے نہیں تھے۔ کیونکہ آپ ان کو دور کرنے کی کوشش کبھی نہیں کرتے تھے، قبائل کے معزز افراد کے مقام و منزلت کے مطابق توقیر فرماتے اور جس کو قوم پسند کرتی اسی کو ان کا والی بناتے، تاہم غیر ضروری افراد کے جمع ہونے اور ان کے حلقہ بنا لینے کو بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔ اور ان میں آزردگی کا احساس پیدا کیے بغیر ان سے دور رہتے، اس طرح آپ کا معاشرتی طرز عمل انتہائی معتدل بیزاری یا تھکن کا کوئی احساس افرادِ قوم سے ملنے میں آپ کے مانع نہیں ہوا، کسی کا حق دینے یا دلانے میں آپ سے کبھی کوتاہی نہیں ہوئی۔ آپ کی ہمدردی نہایت وسیع تھی۔ آپ کی نصیحت ان کے زخموں کا مرہم تھی۔ قوم کے دل میں آپ کی عزت و تکریم اتنی بڑھ گئی تھی کہ اس کی کوئی حد قائم نہیں کی جا سکتی۔"

پھر میں نے (حسینؓ) آپ کی مجلس کے متعلق دریافت کیا تو (علیؓ نے) فرمایا:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسوں کا صرف ایک ہی مقصد تھا، اور وہ تھا خدا کی

یاد۔ آپ نے اخلاقی دباؤ ڈال کر لوگوں کے گھروں کو خوش وقتی کا مستقل ٹھکانہ بنالینے سے بھی منع فرمایا۔ آپ خود جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جہاں تک ہو سکے مجلس کے کنارے بیٹھنے کی کوشش فرماتے، یعنی مجلس کے آخری حصہ میں، اور آپ نے ایسا کرنے کا حکم بھی دیا ہے، آپ کے پاس جو لوگ آتے آپ ان کو ان کے مناسب مقام پر بٹھاتے۔ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے سارے افراد حلم وحیا اور صبر وامانت کے مجسم ہوتے تھے۔ آپ کی مجلس میں کسی گوشے سے بھی بلند آواز اٹھتی سنائی نہیں دیتی تھی، نہ حرام ومکروہ گفتگو کا کوئی لفظ، تقویٰ اور تواضع میں وہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ یہاں ہر چھوٹا بڑوں کی تعظیم کرنے والا ہوتا، اور ہر بڑا چھوٹوں سے رحمت وشفقت سے پیش آنے میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ اور ہر شخص ایک دوسرے کی حاجت کی خبر گیری اور ممکنہ اعانت ہی کی فکر میں رہتا تھا۔"

آپ کے مجلسی کردار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "مجلس میں آپ ہمیشہ خوش خوش اور مسکراتے نظر آتے، تیز اور دلوں کو چھیدنے والے الفاظ یا رنجیدہ و ہراساں کرنے والے جملے آپ کی تقریر میں نہیں ہوتے، نہ کوئی فحش یا معیوب لفظ ہوتا، نہ کسی کی حد سے بڑھی ہوئی تعریف ہوتی، نہ خوشامد، اگر کوئی ناگوار بات ہو تو جہاں تک ہو سکے اس سے تغافل ہی فرماتے، تین چیزیں آپ کے مجلسی کردار میں ٹٹولو بھی تو نہیں مل سکتی تھیں۔ بیکار گفتگو، الفاظ کی غیر ضروری تکرار، ایسے جملے جو ادب میں جان نہیں ڈال سکتے۔ آپ کسی کی مذمت نہیں کرتے، کسی کو شرمندہ نہیں کرتے، نہ کسی سے ایسی بات کا سوال کرتے جس سے وہ شرمندہ ہوتا یا جھینپ جاتا جب کسی سے بات کرتے تو اس خیال سے کرتے کہ اس کو راہ صواب حاصل ہو جائے، یا دینی ثواب کے حصول کا طریقہ اس کو مل جائے۔ آپ جب تقریر فرماتے

تو حاضرین مجلس ایسے ادب سے خاموش اور متوجہ ہو کر بیٹھتے تھے کہ گویا ان کے سر پر کوئی چڑیا بیٹھی ہو جس کو وہ اڑانا نہیں چاہتے۔ ہنسی کے موقعے بھی آجاتے مگر کبھی بے تحاشا ہنسی نہیں آتی، البتہ خوف خدا اور ذکر قیامت وغیرہ کی باتوں پر رونا بھی آتا اور آہ بھی نکلتی تھی، اگر کوئی اجنبی شخص آپ سے کوئی سوال کرتا تو جہاں تک ہو سکے اس کا تشفی بخش جواب دینے کی کوشش فرماتے۔ کسی سے شکریہ کی تمنا تھی، نہ کسی کی بات کاٹنے کی جستجو، جو بھی آتا کسی ناگواری کا اثر لیے بغیر واپس جاتا۔

میں نے پھر پوچھا :- "آپ کی خاموشی کا کیا اصول تھا؟" فرمایا :- "آپ کی خاموشی چار بنیادوں پر قائم تھی، تقدیر، تفکر، حذر، حلم۔ تقدیر سے مطلب یہ ہے کہ بات کہنے کے بعد سننے والے کو غور و فکر کا موقع دینا اور دوسرے کو اپنی بات سمجھنے اور وزن کر لینے کی اجازت دینا۔ تفکر ان باتوں میں جن کو خدا کی نشانیاں کہتے ہیں، اور حذر سے مراد ہے قدرت الہٰی کے اٹل فیصلہ پر صبر، حلم، تو ظاہر ہے، حلم و صبر دونوں آپ کے اندر ملے جلے تھے۔ آپ کو کوئی چیز غضبناک نہیں کر سکتی تھی، اور آپ کی پرہیز گاری چار چیزوں میں جمع ہوئی تھی، اچھی بات کو لینا، تاکہ اسکی اقتدار کی جائے، اور بری بات کو چھوڑ دینا تاکہ اس سے دوسرے بھی بچیں، اور ان باتوں میں اجتہاد جن میں امت کی اصلاح منظور ہو، اور ان باتوں پر قائم رہنا جن میں امت کے لیے دین و دنیا کی خیر ہو۔

فصل (۲) اخلاق و عادات، تواضع و حیا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی کہ آپ مریض کی عیادت کو جایا کرتے، اور جنازہ کے ساتھ ساتھ چلتے غلام کی دعوت قبول فرماتے اور گدھے کی سواری بھی کرتے، چنانچہ خیبر، قریظہ و نضیر کے

غزوات میں آپ ایک گدھے پر سوار تھے اور کھجور کی ایک رسی آپ کے ہاتھ میں تھی، اور جس کی پیٹھ پر کھجور کے پتوں کی گدی پڑی ہوئی تھی۔"

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "صحابہ کے لیے دنیا میں کوئی ہستی ایسی نہ تھی جو رسول اللہؐ سے زیادہ محبوب ہو، جب آپ کو آتا دیکھتے تو آپ کے لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے، اس لیے کہ خود آپ نے اس سے منع فرما دیا تھا اور آپ اس کو پسند نہیں فرماتے تھے، ابن عباسؓ کہتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بھی بیٹھ جایا کرتے تھے بلکہ بعض وقت کھانا بھی زمین پر بیٹھ کر ہی تناول فرماتے۔ اپنے ہاتھ سے بکری کو رسی سے باندھتے، آپ غلاموں کی بھی دعوت قبول فرماتے تھے"۔ انس بن مالکؓ کہتے ہیں: "ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر بچوں کی طرف ہوا تو آپؐ نے ان کو سلام کیا"۔ اسماء بنت یزیدؓ کہتی ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ عورتوں کی طرف سے گذرے اور انکو سلام کیا۔"

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص بات کرنے آیا، مگر اس پر آپ کا رعب ساطاری ہونے لگا، یہ دیکھ کر آپؐ نے فرمایا "تم مجھ سے پوری دلجمعی کے ساتھ باتیں کرو، گھبراہٹ و وحشت کی کوئی وجہ نہیں، میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں۔ میں ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھے کباب کھایا کرتی تھی۔"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔ "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی مجلس میں تشریف فرما ہوتے، اور کوئی اجنبی شخص آپ سے ملنے آتا تو وہ پوچھتا کہ آپ میں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ کیونکہ آپ میں اور دوسروں میں نہ لباس کے اعتبار سے کوئی امتیاز تھا اور نہ نشست کے لحاظ سے، یہ دیکھ کر ہم نے ایک دن خود آپ سے درخواست کی:۔ "یا رسول اللہ! آپ ایسی جگہ تشریف رکھیں کہ کم از کم صدر مجلس تو معلوم ہوں تا کہ نئے آنے والے آپ کو پہچان سکیں"۔ آپ نے اس درخواست کی بنا پر صرف اتنا کیا کہ آپ نے اپنے لیے مٹی کا

معمولی سا چبوترہ بنوالیا، اور اسی پر بیٹھنے لگے، ہم لوگ بھی اس کے ایک طرف بیٹھا کرتے تھے۔"

حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا گیا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز معاشرت خود اپنے مکان میں کیا تھا؟" آپ نے فرمایا:۔ "آپ اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے سی لیا کرتے تھے بلکہ اپنا جوتہ تک بھی اپنے ہی ہاتھ سے درست کر لیتے تھے اور باقی کام وہی تھا جو ایک شریف مرد اپنے گھر میں کیا کرتا ہے، گھر کے کاموں میں آپ کا پسندیدہ کام سینا تھا۔"

"کتاب النبوۃ" میں ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔ "ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے کھانا کھا رہے تھے، ایک معمولی عورت اس طرف سے گذری، آپ کے کھانے کو دیکھ کر کہا: "یا رسول اللہ، آپ تو ایک غلام کا سا کھانا کھا رہے ہیں؟" (یعنی نہایت معمولی قسم کا) پھر کہا:۔ "آپ کا فرش بھی کتنا ادنیٰ قسم کا ہے جو غلام ہی استعمال کرتے ہیں۔" آپ نے اس سے فرمایا:

"بڑھیا! کیوں تعجب کر رہی ہو؟ بھلا مجھ سے بڑھ کر غلام کون ہو سکتا ہے؟ میں اپنے معبود کا سب سے بڑا غلام ہوں۔"

پھر اس نے کہا:۔ "یا رسول اللہ صؐ! آپ اپنے مبارک کھانے کا ایک نوالہ مجھے بھی دیدیجیے۔" آپ صؐ نے ایک نوالہ اس کو دیا، اس نے کہا "یا رسول اللہ مجھے آپ کا چبایا ہوا نوالہ چاہیئے"، چنانچہ آپ نے ویسا ہی نوالہ اس کو دیا، اس نے وہ لقمہ کھا لیا۔ ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ "وہ عورت تمام عمر بیمار نہیں ہوئی۔"

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔ "میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نو سال تک خدمت کی، مگر میں نہیں جانتا کہ کبھی آپ نے مجھ سے یہ پوچھا ہو کہ تم نے فلاں کام کیا بھی یا نہیں؟ اور نہ کبھی میرے کام میں کوئی عیب نکالا۔" ایک دوسری

روایت ہیں ہے کہ انس بن مالکؓ نے کہا :-

"میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں مسلسل دس سال تک رہا، اور میں نے قسم قسم کے اور اعلیٰ سے اعلیٰ عطر سونگھے، مگر میں نے کوئی خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی خوشبو کی سی نہیں سونگھی" کہتے ہیں "جب کوئی شخص آپ کی خدمت میں آکر بیٹھ جاتا تو پھر اس کا دل وہاں سے اٹھنا نہیں چاہتا تھا، اور آپ بھی اس کے لیے اس وقت تک بیٹھے رہتے جب تک کہ وہ اپنے کام سے مجبور ہو کر خود نہ اٹھ جاتا۔ اگر مصافحہ کے وقت آپ سے کوئی ہاتھ ملاتا تو آپ اس وقت تک اس سے اپنا ہاتھ نہیں چھڑاتے جب تک کہ وہ خود نہ چھوڑ دیتا۔ کبھی آپ نے کسی کے آگے اپنے گھٹنے پر سے بھی کپڑا نہیں ہٹایا، اور اگر کوئی شخص آپ کے ساتھ بیٹھ کر اٹھ کھڑا ہوتا تو آپ بھی ضرور اٹھ کھڑے ہوتے۔"

ایک مرتبہ کا واقعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں :-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستے سے جا رہے تھے، اتنے میں ایک اعرابی ملا، اس کے پاس ایک چادر تھی، عجیب وحشیانہ انداز سے اس نے وہ چادر آپ کے گلے میں ڈال دی اور لگا دبانے۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے چادر کھول دی؟ ہم نے دیکھا کہ اس کی چادر کے حاشیہ کا نشان آپ کی گردن پر اتر آیا، اپنی اس کرم نمائی کے بعد اعرابی کہنے لگا "یا رسول اللہ مجھ غریب کو اپنے مال میں سے کچھ عنایت کیجئے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اس حرکت پر بجائے غصہ ہونے کے مسکرا کر اپنے خادم سے فرمایا "اس کو کچھ دے دو"

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائلوں کے معاملے میں اتنے حیادار تھے کہ کسی بھی سائل کو خالی پھیرنے میں آپ کو شرم محسوس ہوتی تھی، اس لیے آپ کچھ نہ کچھ ضرور دیا کرتے تھے" ابو سعید خدریؓ

فرماتے ہیں :۔ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔ اگر کسی بات سے آپ کو ناگواری محسوس ہوتی تو ہم اس کے اثرات آپ کے چہرے ہی سے معلوم کر لیتے تھے۔"

آپ کے جود و کرم کا حال

امیرالمومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ صاحب جود و کرم تھے، گھر میں بھی اور باہر جو بھی آپ سے ملتا جلتا وہ آپ کو بے انتہا چاہنے لگتا۔" کتاب النبوۃ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ "میں نے ادب اللہ سے حاصل کیا ہے اور علی (رض) نے مجھ سے۔ میرے رب نے مجھے جس بات کا حکم دیا وہ ہے سخاوت اور نیکی اور جن باتوں سے منع کیا وہ ہیں بخل اور ظلم، اور کوئی چیز اللہ کو بخل اور بد خلقی سے بڑھ کر غصہ دلانے والی نہیں، یہ اعمال کو ایسے بگاڑ دیتے ہیں، جیسے سرکہ شہد کے مزے کو بگاڑ دیتا ہے۔"

ایک دوسری روایت کی رو سے حضرت علی رض نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس طرح تعریف کی ہے :۔ "آپ کا ہاتھ سب سے زیادہ سخاوت برسانے والا ہاتھ تھا، آپ کا سینہ سب سے زیادہ دلیری کا گنجینہ تھا، آپ کی زبان سب سے زیادہ سچائی کے بول رکھنے والی تھی، وعدے کے سخت پابند، بخشش و کرم میں بڑی جلدی کرنے والے، گھر والوں کے حق میں نعمت عظمیٰ، دوستوں کے حق میں ایک متاع عزیز جس کی محبت چھوڑی نہیں جا سکتی۔ تاریخ نے اس ہستی کی کوئی نظیر نہیں پیدا کی نہ آئندہ پیدا کر سکتی ہے۔" ابن عمر رض فرماتے ہیں :۔

"میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی سائل کو قطعی نفی میں جواب دیتے

ہوئے نہیں سُنا" ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ "ابوسفیان کا معاملہ یہ تھا کہ مسلمان ان کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے تھے، نہ ان کو اپنے پاس بٹھاتے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا "یا رسول اللہ! میں تین پیشکش آپ کے حضور میں کرتا ہوں آپ انھیں قبول فرمالیں" آپ نے فرمایا، اچھی بات ہے۔ انہوں نے کہا پہلی چیز میری بیٹی ام جلیبہ ہے، جو عرب کی حسین وجمیل ترین عورت ہے، آپ اس سے شادی کرلیں۔ دوسرے میرا بیٹا معاویہ ہے اس کو اپنا کاتب بنا لیجئے۔ تیسرے آپ کی حمایت میں کافروں سے لڑنے کی مجھے اجازت دیجئے میں ان سے ویسا ہی لڑوں گا جیسا کہ پہلے مسلمانوں سے لڑتا تھا۔"

چنانچہ آپ نے ان کی ہر پیشکش منظور فرمائی، یہ محض آپ کے نفی کے جواب سے گریز کی وجہ سے تھا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

"ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کچھ سوال کیا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس اس وقت تو کچھ نہیں ہے، البتہ تم آتے رہو اگر کچھ میرے پاس آجائے تو میں ضرور تمہیں دوں گا۔" میں نے کہا "یا رسول اللہ آپ اپنی طاقت سے بڑھ کر تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں؟ ان لوگوں کو صاف جواب کیوں نہیں دیتے؟" آپ یہ سُن کر خاموش رہے، مگر اس بات کی ناگواری کا اثر ہم آپ کے چہرے سے دیکھ رہے تھے، اتنے میں سائل نے کہا:۔ اَنْفِق وَلَا تَخَف مِن ذِی العرش اقلالًا (خرچ کرو ڈرو نہیں، عرش والے کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں) یہ سُن کر رسول اللہ نے مسکرادیا اور آپ کے چہرے پر پھر سے مسرت کے آثار ہویدا ہوگئے۔

آپ کی شجاعت کا حال

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا تم نے مجھ کو بدر کی لڑائی کے دن دیکھا

ہے؟ سب سے زیادہ ہم رسول اللہ صلعم کے لیے فکر مند تھے، ہم ہر آن آپ کے لیے خیر کی دعا کر رہے تھے، اور آپ ہم سب سے زیادہ دشمن سے قریب تھے، واقعی آپ شجاعت و دلیری میں بے نظیر تھے، ہم لوگ خطرہ کے وقت، خصوصاً لڑائی کے موقع پر رسول اللہ ہی کے دامن میں پناہ لینے کے لیے بے تاب ہوتے تھے، اور وہی سب سے زیادہ دشمن کے قریب ہوتے جاتے تھے۔"

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جب مدینہ میں ہر طرف خوف و دہشت کا غلبہ تھا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ کا گھوڑا لیا اور اس پر سوار ہو کر باہر نکلے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سمندر کی ایک موج ہے جو کبھی خطرے سے پیچھے نہ ہٹے گی"۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ انس بن مالک نے فرمایا "اس زمانے میں جب مدینہ کا ماحول خوف اور گھبراہٹ میں ڈوبا ہوا تھا ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جو پوری دلیری اور بیباکی کے ساتھ طلحہ کے گھوڑے پر سوار باہر نکل کر لوگوں کے دلوں میں اطمینان و تسلی کی روح پھونک رہے تھے، ہم سمجھتے تھے کہ ایک دریا ہے جو آگے بڑھا جا رہا ہے"۔

مسرت و غضب کے آثار

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی کے وقت ایسا معلوم ہوتا تھا گویا چودھویں کا چاند چمک رہا ہے۔ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "رسول اللہ صلعم کو جب کوئی خاص خوشی ہوتی تو اس وقت خدا کی تعریف میں یوں زمزمہ سنج ہو جاتے۔

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔	ساری تعریف اس خدا کے لیے ہے جس کی نعمت کی وجہ سے اچھی چیزیں تکمیل کو پہنچتی ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غصہ ہوتے تو آپ کا چہرہ سُرخ ہو جاتا۔" ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مسرت کے وقت ایسا چمکنے لگتا کہ گویا دیواروں پر اس کی روشنی پڑ رہی ہے اور غصہ کے وقت ہم صرف اتنا دیکھتے کہ آپ کا چہرہ سُرخ ہو گیا ہے۔" ابو بدر کہتے ہیں "میں نے ابوالحکم لیثی سے سنا ہے کہ رسول اللہ کا چہرہ خوشی کے وقت ایسا دکھائی دیتا تھا کہ گویا وہ ایک آئینہ ہے جس پر آفتاب اپنا عکس ڈال رہا ہے اور اس کی روشنی دیواروں پر پڑ رہی ہے۔"

اُمت کے ساتھ مہربانی کا سلوک

انس فرماتے ہیں:۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ کے ساتھیوں میں سے اگر کوئی تین دن تک مسلسل نظر نہ آتا تو پھر آپ اس کی کھوج شروع فرماتے، اگر وہ غائب رہے تو اس کے لیے دعا فرماتے، اور اگر حاضر ہو جائے تو اس کی مدد فرماتے، اگر وہ بیمار ہو تو عیادت کرتے۔"

جابر بن عبداللہ راوی ہیں:۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کل اکیس (۲۱) غزوات ہیں، جن میں سے اُنیس (۱۹) تو وہ ہیں جن میں آپ بنفسِ نفیس شریک تھے، صرف دو میں آپ موجود نہ تھے، ایک غزوہ میں میں بھی شریک تھا اور رات کے وقت مجھے آپ سے باتیں کرنے کا خاص موقع ملا۔ اونٹوں پہ آپ اور میں دو ہی تنہا جا رہے تھے اور نخلستانوں میں سے گزر رہے تھے، آپ نے مجھ سے کئی باتیں دریافت کیں، جن میں سے ایک یہ تھی "تمہارے والد نے تمہارے لیے کیا چھوڑا؟" میں نے کہا۔ "کچھ بھی نہیں یا رسول اللہ! البتہ ان کا کچھ قرض باقی ہے۔ جو مجھے ادا کرنا ہے، ان کی کئی بیویاں ہیں۔"۔۔۔ آپ نے میری شادی کے بارے میں پوچھا۔ میں نے عرض کیا کہ ہو چکی

ہے۔ فرمایا۔ کس سے؟ میں نے کہا فلاں عورت سے جو بیوہ تھی۔ فرمایا! تو نے کسی باکرہ سے کیوں نہیں کی کہ تو اس کے ساتھ کھیلتا اور وہ تیرے ساتھ۔" جب آپ کو معلوم ہوا کہ میں اپنا اونٹ بیچنا چاہتا ہوں تو آپ نے پوچھا:۔ "کتنے میں بیچو گے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے اس کو پانچ اوقیہ سونے میں خریدا ہے تو آپ چپ ہو رہے، پھر جب آپ مدینہ پہنچے تو بلال سے کہا: "بلال! جابر کا اونٹ پانچ اوقیہ سونا دے کر خرید لو، اس کے علاوہ دو اوقیہ سونا اور دے دو، تاکہ وہ اپنے باپ کے قرض سے سبکدوش ہو جائیں۔" اسی طرح آپ اپنے ہر قرضدار ساتھی کے ساتھ ایسا ہی سلوک فرماتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب کوئی بات کسی کو سمجھانا ہوتا تو آپ اسے کم از کم تین مرتبہ دہراتے" ابن عمرؓ فرماتے ہیں:۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ کو پکارا:۔ "یا رسول اللہ"! تو آپ نے جواب میں فرمایا "لبیک!" ۔۔ زید بن ثابت کہتے ہیں:۔ "جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھتے تو جو باتیں ہم کرنا چاہتے وہی آپ بھی کرتے، ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی وہی کرتے۔ اگر ہم کھانے پینے کا ذکر کرتے تو آپ بھی وہی ذکر فرماتے۔" ابو الحمیسا سے روایت ہے:۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ سے کہیں کسی مقررہ وقت پر ملنے کا وعدہ کر لیا، مگر میں وقت پر وہاں جانا بھول گیا۔ تین دن کے بعد یاد آیا تو میں وہاں گیا، دیکھا کہ آپ اسی جگہ تشریف فرما ہیں، مجھ سے فرمانے لگے:۔ "اے جوان! تو نے تو مجھے بڑی تکلیف میں مبتلا کیا۔ تین دن سے برابر یہاں بیٹھا ہوا ہوں۔" ابو الحمیسا کہتے ہیں:۔ "میں نے اپنی غفلت پر بڑی ندامت کا اظہار کیا۔" جریر بن عبد اللہ فرماتے ہیں:۔ "ایک مرتبہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مکان تشریف لے گئے۔ حسب عادت بہت سے لوگ آچکے تھے اور جگہ بالکل بھر گئی تھی۔ میں پہنچا تو دیکھا کہ جگہ بالکل نہیں ہے، میں باہر ہی بیٹھ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے دیکھا تو اپنی چادر مبارک اٹھا کر میری طرف پھینکی اور کہا "جابر تو اس پر بیٹھو"۔ میں نے اُٹھا کر وہ چادر اپنی آنکھوں سے لگائی اور اس کو بوسہ دے کر رکھ لیا"۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :۔ "ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، آپ ایک تخت پر تکیہ لگا کر تشریف فرما تھے، جب میں آیا تو آپ نے اپنا تکیہ میری طرف پھینکا اور مجھے تکیہ سے ٹیک لگا کر بیٹھنے کے لئے کہا اور فرمایا "اے سلمان! اگر کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان سے ملنے آئے اور وہ اس کے اکرام کی خاطر تکیہ پیش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں"۔

مزاح و زندہ دلی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔ "میں مزاح کرتا ہوں لیکن سچ کے سوا کچھ نہیں کہتا"۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے سوال کیا "کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مزاح بھی فرمایا کرتے تھے۔؟" آپ نے جواب دیا :۔ "ہاں فرمایا کرتے تھے"۔ "حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: "میں نے اپنے ماموں ہند سے درخواست کی کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کریں تو انھوں نے کہا :۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپ کو غصہ آتا تو آپ اس کو پی جانے کی کوشش فرماتے، اور اکثر درگذر فرما دیتے، جب آپ پر خوشی طاری ہوتی تو آپ صرف آنکھ بند کر لیتے۔ آپ کی ہنسی کیا تھی صرف تبسم، جس سے

ایسے موتی گرتے تھے گویا ابر نیساں برس رہا ہے"۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ "ہنسی کے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کرتا کہ بس مسکرا دیتے اور آپ کے صرف اگلے دانت نظر آنے لگتے"۔

ابو درداء فرماتے ہیں "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب بات کہتے تو مسکراتے ہوئے بات کرتے"۔ یونس شیبانی کہتے ہیں: "ایک مرتبہ ابو عبداللہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم لوگوں کا (صحابہ کی طرف اشارہ ہے) آپس میں طرز مذاق و ظرافت کیسا تھا؟"۔ کہا "بہت کم اور بڑی احتیاط کے ساتھ"۔ فرمایا، "ہاں صحیح ہے، مزاح و ظرافت بھی اگر سنجیدگی کے ساتھ ہو تو وہ حسن اخلاق میں شامل ہے، اس کی وجہ سے تم اپنے دوستوں کا دل بہلا سکتے ہو، اور اس کا غم غلط کر سکتے ہو رسول اللہ کا مزاح بھی ان ہی وجوہ سے اور اسی حد تک تھا۔

گریہ وزاری

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "جب آپ کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا، جو آپ کو بہت عزیز تھے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے پھر فرمایا:۔

"تدمع العین ویحزن القلب ولا اقول الا ما یرضی ربنا وانا بک یا ابراھیم لمحزونون" آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل رنج محسوس کرتا ہے اور میں کوئی بات ایسی نہیں کروں گا جو میرے خدا کو ناراض کرے، ہم لوگ اے ابراہیم تمہاری وجہ سے غمگین ہیں۔

خالد بن سلمہ مخزومی سے روایت ہے، جب زید بن حارثہ کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے، وہاں ان کی بیٹی رونی صورت

بنا کر آنحضرت کی طرف دوڑیں، تو آپ بھی رو پڑے، کسی نے پوچھا، یہ کیا؟ آپ نے فرمایا:۔

"ھٰذا الشوق الحبیب الی الحبیب" (یہ دوست کا میلان خاطر ہے دوست کی طرف)۔

آپ کی رفتار

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو آپ کی چال بہت متوازن ہوتی تھی، گویا ایک نہر ہے جو جاری ہے، ہم نے کبھی ایسی متوازن چال نہیں دیکھی۔ جابرؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر نکلتے تو آپ کے اصحاب آپ کے آگے آگے چلتے اور پیچھے فرشتوں کے لیے جگہ چھوڑ دیتے تھے۔" ابن عباسؓ نے فرمایا: "رسول اللہؐ کی چال میں کبھی ہم نے سستی اور فتور کی علامت نہیں دیکھی۔" انسؓ فرماتے ہیں "جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو ایک حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور جب آپ کو کہیں جانا ہوتا اور آپ سوار ہوتے تو پھر کسی کو اپنے ساتھ پیدل چلنے کی اجازت نہیں دیتے۔ سوائے اس کے کہ وہ بھی علیحدہ سوار ہو یا آپ ہی کے ساتھ سوار ہو۔ ایک مرتبہ مدینہ کے کچھ لوگوں نے آپ کی دعوت کی اور اپنے ساتھ پانچ دوستوں کو لانے کی بھی درخواست کی، آپ نے قبول فرمالیا آپ ان ہمراہیوں کو ساتھ لیے جارہے تھے کہ راستے میں ایک صاحب اور مل گئے، اور وہ بھی ساتھ چلنے لگے، ان کو اس کا علم نہ تھا کہ آپ کہاں جارہے ہیں، باتیں کرتے کرتے میزبان کا گھر آگیا، آپ نے ان کو واپس کر دینا اخلاق کے خلاف سمجھا، اس لیے فرمایا "دیکھنا ہم یہاں کھانے کی دعوت میں آئے ہیں، جہاں صرف اتنے آدمیوں کو بلایا گیا ہے، لیکن تم بھی ٹھہر جاؤ ہم داعی سے اجازت لے لیں گے۔"

آپ صلعم کے بعض اور اخلاق و عادات اور خصوصیات

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب کسی سے مصافحہ کرتے تو اس سے اس وقت تک ہاتھ نہیں چھڑاتے، جب تک کہ وہ خود نہ چھوڑ دے، اگر کوئی شخص اپنی غرض لے کر آپ سے بات چیت کرنے کھڑا ہو جاتا تو آپ اس کو اس وقت تک واپس نہیں کرتے جب تک کہ وہ خود واپس نہ ہو جائے، اگر کوئی آپ سے جھگڑے کی باتیں کرنے لگتا، تو آپ خاموش ہو جاتے، یہاں تک کہ وہ شخص بھی خاموش ہو جانے پر مجبور ہو جاتا۔ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ آپ نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے شخص کی طرف پاؤں پھیلایا ہو، اور اگر سامنے سے کوئی چیز لینا ہوتا تو ہمیشہ اس کی سیدھے طرف سے شروع فرماتے، اور سوائے شعائر الٰہی کی حرمت کے ارادہ کے آپ نے کسی سے دشمنی کی نہ کسی پر غصہ کیا۔ کبھی ٹیک لگا کر نہیں کھایا، کبھی کسی سے کوئی سوال نہیں کیا، نہ سائل کو کبھی قطعی نامراد واپس کیا۔ آپ کم از کم دل کو تسلی دینے والے کلمات ہی اس سے کہہ دیا کرتے، یا کوئی صحیح راستہ تجویز فرما دیتے۔ آپ کی نماز سب کی نمازوں سے ہلکی نماز تھی، خطبہ میں بھی بہت کم وقت لیتے تھے۔ آپ کے چلنے پھرنے کی اطلاع آپ کے کپڑوں کی خوشبو کر دیا کرتی تھی۔ جب چار لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تو سب سے پہلے شروع کرتے اور سب سے آخر میں اُٹھتے۔ پانی پیتے تو ٹھہر ٹھہر کر پیتے۔ آپ کا کھانا پینا، دینا، لینا ہمیشہ سیدھے ہاتھ سے ہوتا تھا۔ آپ ہر کام میں سیدھی طرف سے شروع کرنے میں برکت کا خیال دلاتے تھے، جیسے کپڑے پہنیں تو سیدھے ہاتھ سے، جوتے پہنیں تو سیدھا پیر پہلے ڈالیں۔ جب کسی کو دعا دیتے تو تین تین وقت دیتے، بات کرتے تو ایسی صاف کھول کر کہ سمجھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ باتیں کرتے وقت ایسا معلوم

ہوتا گویا ایک نور ہے جو آپ کے دانتوں سے چمک رہا ہے، آپ کے دانت ایسے دکھائی دیتے، گویا ان میں دراڑیں ہیں مگر حقیقت میں کوئی دراڑ نہ تھی نہ کوئی فصل تھا۔ آپ کی نظر میں ایک قسم کی گہرائی تھی۔ کسی سے کوئی بات ایسی نہ فرماتے جو اس کے دل کو بُری لگے۔ جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا کوئی پتھر ہے جو اونچے مقام سے ہموار طریقے پر ڈھلک رہا ہے، اور فرماتے "تم میں سے اچھا وہی شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔" آپ نے کبھی کسی سے جھگڑا کرنا پسند نہیں کیا، آپ کے دیکھنے والوں نے ہمیشہ اعتراف کیا کہ اخلاق کا ایسا مجسمہ ہم نے اپنی عمر میں کبھی نہیں دیکھا، صلے اللہ علیہ وسلم"۔

ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:۔ "اندھیرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا چاند کی روشنی چمک رہی ہے یا پھر زمین پر چاند ہمارے درمیان آگیا ہے"۔ نیز آپ فرماتے ہیں:۔ "ایک مرتبہ جبریل نے اللہ تعالیٰ کا پیغام آپ کو پہنچایا کہ خدا کہتا ہے۔ "اے محمدؐ! اگر تم چاہو تو مکہ کے اطراف کی جتنی ریت نظر آرہی ہے تمہارے لیے سب سونے کی کردی جائے"۔ یہ سن کر آپ نے تین مرتبہ آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا:۔

لا یارب ولکن اشبع یوما	نہیں اے پروردگار (بس یہ کافی ہے کہ)
فاحمدك واجوع یوما	ایک روز پیٹ بھر کر کھاؤں اور تیری تعریف
فاسئلك۔	کروں اور ایک روز بھوکا رہوں اور تجھ سے
	سوال کروں"۔

اور حضرت علیؓ نے فرمایا: "رسول اللہ صلعم اپنی بکریوں کا دودھ خود ہی دوہتے"۔ نیز آپ ہی کا بیان ہے، "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ "یہ تین چیزیں (جو غریبی کے سلک میں شامل ہیں) نہیں چھوڑوں گا:۔ گدھے کی

سواری، غلاموں کے ساتھ بوریئے پر بیٹھ کر کھانا کھانا، اور کبھی کسی سائل کو بھی اپنے ہاتھ سے کھلانا۔" جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں :۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی راستے سے گذرتے تو وہ ایسا خوشبودار ہو جاتا کہ بعد میں چلنے والے پہچان لیتے کہ ادھر سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا ہے۔ آپ راستہ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا درخت اور پتھر آپ کو سجدہ کر رہے ہیں، آپ کے جسم اطہر کی سی خوشبوئیں نے کہیں نہیں سونگھی۔ آپ کی ہتھیلی کی سی نرمی کسی ریشم میں بھی نہیں دیکھی، آپ کی نماز نہایت ہلکی ہوتی تھی۔"

جریر بن عبد اللہ کہتے ہیں :" ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے وعدہ کیا کہ فلاں مقام پر فلاں روز اس وقت آپ سے ملے گا، مگر وہ شخص اپنا وعدہ بھول گیا، آپ اسی جگہ تین دن تک بیٹھے رہے، یعنی اس وقت تک کہ خود اس شخص کو اپنا وعدہ یاد آ گیا اور وہ یہ دیکھنے آیا کہ آپ وہاں ہیں بھی یا نہیں، حالانکہ اس مقام پر سارا دن دھوپ چمک رہی تھی، مگر آپ وہاں سے نہیں ہٹے لوگوں نے کہا کہ آپ چھاؤں میں کیوں نہیں ہٹ آتے ؟ تو آپ نے فرمایا وعدہ کے مقام سے ہٹنا بھی ایک قسم کی وعدہ خلافی ہو جائے گی۔"

ابن عباسؓ کہتے ہیں :" ایک مرتبہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ سے ملنے آئے تو دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گرمی کی وجہ سے اپنا بالائی جسم برہنہ کیے ایک چٹائی پر سو رہے ہیں، جب آپ بیدار ہوئے تو آپ کے جسم مبارک پر چٹائی کے نقش اُبھرے ہوئے تھے، حضرت عمرؓ نے کہا :" یا رسول اللہ آپ کسی نرم بستر پر کیوں آرام نہیں فرماتے ؟" آپؐ نے ارشاد فرمایا :" اے عمر مجھے دُنیا سے کیا کام ؟ میری نظر میں اس دُنیا کی زندگی تو ایسی ہے جیسے ایک مسافر راستہ چلتے چلتے گرمی سے بچنے تھوڑی دیر کسی درخت کے سایہ میں آرام

لے لے۔ اس کے بعد اُسے پھر چلنا ہی تو ہے "۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے تو اُس وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جَو کے عوض رہن تھی"۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ فرمایا کرتے تھے، جب تم اپنے کسی بچے کا نام محمد رکھو تو اُسے بُرا نہ بولا کرو نہ اس پر سختی کرو، نہ اُسے مارو، اس گھر میں اس مجلس میں، اس محفل احباب میں برکت نازل ہوتی ہے جس میں محمد نام والا کوئی ہوتا ہو"۔

آپؐ کی نشست اور آدابِ نشست کی تعلیم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چھوٹے بچے لائے جاتے، تاکہ آپ ان کے لیے دعا کریں اور برکت دیں اور ان کا نام رکھیں۔ آپ ان کو اپنی گود میں لیتے اور حجرہ میں لے جاتے، اپنے گھر والوں کو بتلاتے، کبھی وہ بچہ پیشاب کر دیتا، دیکھنے والے چیخ اٹھتے "ارے ارے، یہ بچہ رسول اللہ کے کپڑے خراب کر رہا ہے" آپ فرماتے "چپ رہو، بچے کو کچھ نہ کہو، میں اپنے کپڑے دھولوں گا"۔ اس کو اچھی طرح پیشاب کر لینے دیتے، اور برابر دعا و برکت کے کلمے فرماتے جاتے بچے کو لے جانے کے بعد آپ اپنے کپڑے دھو لیتے۔ ایک مرتبہ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، ایک شخص نماز پڑھنے کے لیے آیا، آپ اُسے جگہ دینے لگے، وہ کہنے لگا کہ یہاں بہت جگہ ہے یا رسول اللہ! — آپ نے فرمایا: "مسلمان کا مسلمان پر یہ حق ہے کہ جب وہ اس کے پاس بیٹھنا چاہتا ہو تو اس کو جگہ دے"۔ آپ کا ارشاد ہے:-

من احب ان یمثل لہ الرجال — اس شخص کو اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لینا

فلیتبئوا مقعدہ من النار۔ چاہیئے جس کو لوگوں کا اپنے لیے کھڑا رہنا پسند آتا ہو۔

اور آپ فرماتے ہیں :۔

لا تقوموا کما یقوم الاعاجم — آپس میں ایک دوسرے کے لیے ایسے نہ کھڑے رہا کرو جیسا کہ عجمیوں کا دستور ہے۔

البتہ اپنی جگہ سے ذرا سا ہٹ جانے میں کوئی حرج نہیں، ولا باس بان یتخلل عن مکانہ۔

کتاب المحاسن میں لکھا ہے کہ ابو عبداللہ راوی ہیں :۔ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی گھر میں جہاں مجلس جمی ہو تشریف لے جاتے تو ادنیٰ مقام پہ بیٹھ جاتے"۔ ابو عبداللہ فرماتے ہیں: "اکثر آپ قبلہ رو ہو کر بیٹھتے"۔ آپ ہی سے روایت کی گئی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ "جب تم کسی مجلس میں جاؤ تو اس کے آخری حصہ میں بیٹھا کرو"۔ دوسری روایت میں یوں ارشاد ہے :۔

اذا قام احدکم من مجلسہ منصرفا فلیسلم، فلیست الاولی باولی من الاخری۔ — جب تم میں سے کوئی مجلس سے جانے کے لیے اُٹھے تو سب کو سلام کرے، تم میں سے اول آخر سے زیادہ لائق نہیں ہے (یعنی مجلس میں سب کی حیثیت مساوی ہے)

دوسری روایت میں ارشاد ہوا ہے :۔

اذا قام احدکم من مجلسہ ثم رجع فھو اولیٰ بمکانہ — جب تم میں سے کوئی مجلس سے اُٹھ آئے اور پھر واپس ہو تو وہ اپنی پہلی جگہ کا مستحق ہے۔

اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ "لوگو! تم مجلس کا حق ادا کرو"۔ لوگوں نے پوچھا "مجلس کا حق کیا ہوتا ہے یا رسول اللہ؟" آپ نے فرمایا :۔ "اپنی نگاہیں نیچی رکھنا، سلام کا جواب دینا، اندھے کا ہاتھ پکڑ کر راستہ بتلانا، نیک کام

کی ہدایت کرنا اور بُرے کام سے روکنا“

کتاب المحاسن میں ابوامامہ سے روایت ہے :- ”نبی صلے اللہ علیہ وسلم اکثر مجلسوں میں اس طرح بھی بیٹھا کرتے تھے کہ دونوں پنڈلیاں اکٹھی ہوئی ہوتیں، اور اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر لپیٹے ہوئے ہوتے، اور کبھی ایک زانو بچھا کر اور دوسرا اُٹھا کر بھی بیٹھتے تھے، مگر آلتی پالتی مار کر کبھی نہیں بیٹھتے اور ٹیک لگا کر بہت کم بیٹھتے تھے“

فصل (۳) کھانے کے آداب

کتاب موالید الصادقین میں لکھا ہے :” رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے کھانے تناول فرماتے تھے یعنی وہ تمام کھانے جو خدا نے حلال کئے ہیں، کسی سے پرہیز نہیں فرماتے، ہاں بعض کھانے آپ کو زیادہ مرغوب تھے اور اکثر زمین پر ہی بیٹھ کر تناول فرماتے، حتیٰ کہ مہمانوں کے ساتھ بھی، اور مہمان داری کرنا تو آپ کو بہت زیادہ پسند تھا۔ مہمان کے ساتھ آپ بڑے شوق سے کھاتے تھے، ایک دن چند صحابہ کے ساتھ آپ کھانا کھا رہے تھے، کھاتے کھاتے یوں دعا فرمانے لگے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ	اے خدا ہم تیرے اس فضل و رحمت
وَ رَحْمَتِكَ الَّذِیْنَ لَا یَمْلِکُھُمَا	کے طلبگار ہیں جس فضل و رحمت کا
غَیْرُكَ ۔	مالک صرف تو ہی ہے۔

ابھی یہ دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ کوئی شخص آپ کے لیے تحفہ لے آیا، دیکھا تو وہ بکری کا بھنا ہوا گوشت تھا، آپ نے دوستوں سے مخاطب ہو کر فرمایا :-

خُذْ وَ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَ	لو یہ اللہ کا فضل ہے اور ہم اس کی
نَحْنُ مُنْتَظِرُ مِنْ رَحْمَتِہٖ ۔	رحمت کے منتظر ہیں۔

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپ کے آگے دسترخوان بچھایا جاتا

تو آپ یہ دعا پڑھتے:

بسم اللہ اللھم اجعلھا نعمۃ مشکورۃ تصل بھا نعمۃ الجنۃ — ہم اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں، اے اللہ تو اس کو ایسی نعمت مشکورہ بنا دے جس کا سلسلہ جنت کی نعمت سے ملا ہوا ہو۔

اور کھانا کھاتے وقت آپ اکثر ایسا بیٹھا کرتے جیسا کہ نماز میں بیٹھا کرتے ہیں، اور فرماتے "میں بھی خدا کا غلام ہوں، اور اسی طرح کھاتا ہوں جیسا کہ ایک غلام کھاتا ہے اور ایسا ہی بیٹھتا ہوں جیسا کہ ایک غلام بیٹھتا ہے" ابو عبد اللہ رضؓ کہتے ہیں:۔"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی ٹیک لگا کر نہیں کھایا۔ اور جب کھانے میں ہاتھ ڈالتے تو فرماتے:

بسم اللہ اللھم بارک لنا فیما رزقتنا۔ — ہم اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں اور اے اللہ تو نے ہم کو جو رزق دیا ہے اس میں برکت عطا فرما۔

امام جعفر صادق کے مجموعہ میں اپنے بزرگوں کی روایت کی بنیاد پر مرقوم ہے" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو یہ دعا فرماتے:۔

اللھم لک صمنا وعلی رزقک افطرنا فتقبلہ منا ذھب الظمأ وابتلت العروق وبقی الاجر۔ — اے اللہ ہم نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے ہم افطار کرتے ہیں، تو اس کو ہم سے قبول فرمالے، پیاس جاتی رہی، اور رگیں آزمائی گئیں، اور ہمارا اجر ابھی باقی ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو فرماتے:۔

"آج تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا ہے، آج تمہارا کھانا نیک لوگوں کے حلق سے اترا۔"

اور فرماتے:۔

"روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے، اس وقت جبکہ وہ افطار کرتا ہے۔"

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ زیادہ تر کھجور سے کھولا کرتے تھے، لیکن اگر شکر مل جائے تو اس سے بھی کھولتے۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر روزہ میٹھے سے کھولا کرتے، اگر یہ نہ ملے تو پھر پانی ہی سے خاص کر گرم پانی سے۔ اور فرماتے اس سے جگر کا تنقیہ ہوتا ہے اور معدہ کی بھی صفائی ہوتی ہے، مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں، منہ کی بدبو دفع ہوتی ہو کر اس میں خوشبو پیدا ہو جاتی ہے، نظر تیز ہوتی ہے، گناہ دُھل جاتے ہیں اور ہیجان میں آئی ہوئی رگوں میں سکون پیدا ہوتا ہے، صفرا بیٹھتا، بلغم چھٹتا، معدہ کی گرمی بجھتی اور درد سر بھی دُور ہوتا ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی گرم گرم کھانا تناول نہیں فرماتے تھے، اور فرماتے تھے:-

"گرم کھانا دوزخ والوں کی غذا ہوگی، تم ٹھنڈا کر کے کھایا کرو، گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی"۔

اور آپؐ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے اور اکثر صرف تین یا چار ہی اُنگلیوں سے لقمہ لیتے تھے۔ اور دوسرے کے سامنے سے لے کر نہیں کھایا کرتے تھے، جب آپ سب کے ساتھ کھانے بیٹھتے تو جب تک آپ شروع نہ کرتے کوئی دوسرا شروع نہ کرتا اور اکثر آپ چار انگلیوں سے کھانا ملاتے، اور آپ دو انگلیوں سے کھانا ناپسند فرماتے تھے، اس کو شیطانی طریقہ قرار دیتے۔ ایک دن آپ کے اصحاب نے فالودہ پیش کیا تو آپ نے تناول فرمایا اور پوچھا:

"اے ابو عبد اللہ! یہ کیسے بنایا جاتا ہے؟" عرض کیا گیا: "یا رسول اللہؐ! یہ ہم اس طرح بناتے ہیں کہ پہلے تو ایک برتن میں تھوڑا شہد اور تھوڑا سا گھی ڈال دیتے ہیں پھر اس کو آگ پر رکھ کر پکا لیتے ہیں۔ تھوڑا سا پک جانے کے بعد کچھ گیہوں کا

آٹا اس میں ڈال کر اور پکاتے ہیں اور چمچہ سے ہلاتے جاتے ہیں، پھر پک جانے کے بعد اسے نیچے اُتار لیتے ہیں اور ٹھنڈا کر لیتے ہیں۔"

آپ نے فرمایا:۔ "یہ بڑا اچھا کھانا ہے" ۔ اور آپ اکثر جَو کی روٹی کھایا کرتے تھے، جس کا آٹا چھانا نہیں جاتا تھا، کبھی تو روٹی کے بجائے گاڑھا سا ہریرہ بنتا تھا۔ کتاب روضۃ الواعظین میں امام جعفر صادق رض سے مروی ہے اور انھوں نے اپنے بڑوں سے روایت کی بنا پر کہا:۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر کر روٹی تناول نہیں فرمائی نہ گیہوں کی نہ جَو کی۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جَو کی روٹی بھی مسلسل دو دن تک پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔" اور روایت ہے کہ آپ نے عمر بھر کبھی خوان پر کھانا تناول نہیں فرمایا، نہ کبھی نرم روٹی تناول فرمائی، یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ عائشہ رض کہتی ہیں:۔ "دنیا ہمیشہ ہم پر تنگ رہی یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اعلیٰ علیین کو سدھارے پھر تو ایسا ہوا کہ دُنیا کی دولت کی مشک کا مُنہ ہماری طرف کُھل گیا"۔ کتاب النبوۃ میں لکھا ہے کہ ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معمولی غذا تو بس جَو کی بنی ہوئی روٹی ہوتی، یہاں تک کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی۔" انس رض فرماتے ہیں:۔ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غلام کی دعوت کو قبول فرمایا کرتے تھے، اور اس کے ساتھ بیٹھ کر تناول فرماتے، اور یہ کھانا زمین پر ہی کھایا جاتا ہے آپ ککڑی کے ساتھ کھجور تناول فرمایا کرتے اور کبھی نمک کے ساتھ اور اکثر تر میوے تناول فرماتے تھے خصوصاً خربوزہ کیساتھ روٹی بھی کھاتے تھے مگر بسا اوقات شکر کیساتھ

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خربوزہ اکثر کھجور کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ ایک دن آپ کھجور کھا رہے تھے، اور اس کی گٹھلیاں اپنے بائیں ہاتھ میں جمع کرتے جاتے تھے، کچھ دیر بعد ایک بکری اُدھر سے گذری تو آپ نے اسے نزدیک بلایا اور یہ گٹھلیاں اپنے ہاتھ ہی میں رکھ کر اس کو کھلا دیں۔ آپ اکثر کھجور ہی سے روزہ کھولا کرتے تھے۔ انگور آپ ایک ایک دانہ کر کے کھاتے اور کبھی اس کے کئی دانے بھی منہ میں ڈال لیتے، کبھی ایسا ہوتا کہ انگور کا شیرہ آپ کے منہ سے بہنے لگتا اور داڑھی تک آجاتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کا حلوا بھی شوق سے تناول فرماتے تھے، اور آپ کھجور کھا کر پانی بھی پیتے تھے، اور اکثر تو آپ کا کھانا کھجور اور پانی ہی ہوتا۔ اور آپ کھجور دودھ کے ساتھ بھی بڑے شوق سے تناول فرماتے تھے، اس کو آپ نے "اطیبین" یعنی دو عمدہ غذاؤں کا نام عطا فرمایا تھا، آپ جو کا گاڑھا حریرہ (عصیدہ) چربی ملا کر بھی پیا کرتے، کبھی آپ ہریس کھایا کرتے تھے اور اکثر رمضان میں سحراسی سے کیا کرتے۔

بہر حال آپ کی غذا وہ تمام چیزیں تھیں جو اس وقت عربوں میں رائج تھیں کبھی آپ گوشت اور روٹی ملا کر جو چیز پکائی جاتی ہے اس کو کھایا کرتے، کبھی بھنا ہوا گوشت روٹی کے ساتھ تناول فرماتے، کبھی صرف کباب تناول فرماتے کبھی کباب اور روٹی کھاتے، یوں بھی گوشت آپ کی بڑی مرغوب غذا تھی اس کو آپ "سید الطعام" فرمایا کرتے تھے اور فرماتے کہ جنت والوں کی بھی مرغوب غذا یہی ہے، نیز فرمایا: "اگر میں اپنے شوق کی بنا پر اپنے خدا سے مانگتا اور کہ وہ روزانہ مجھے گوشت کھلایا کرے تو وہ ضرور کھلاتا"۔ آپ گوشت کے طبی منافع کے بھی قائل تھے، فرماتے تھے "یہ آنکھ اور کان کی قوتوں میں اضافہ کرتا ہے"، آپ ثرید

ہیں کدو ڈال کر کھایا کرتے تھے اور کدو کے متعلق آپ فرماتے تھے: "میرے بھائی یونس کے خاص درخت کا پھل ہے۔"

آپ کدو کی قاشیں پیالے میں سے ٹٹول کر نکالتے اور کھاتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرغی اور جنگلی جانوروں کا گوشت بھی تناول فرمایا کرتے تھے، اور دوسرے شکار کیے ہوئے پرندوں کا گوشت بھی۔ مگر کبھی خرید کر یا خود شکار کر کے نہیں کھایا البتہ شکاری لا کر تحفہ دیتے تو آپ قبول فرما لیتے اور کھا لیتے۔ گوشت تو آپ کے اتنی شوق کی غذا تھی کہ ہم دیکھتے تھے کہ گوشت کھاتے وقت آپ پورے انہماک کے ساتھ سر نیچے کیے ہوئے کھا رہے ہیں۔ کبھی آپ روٹی گھی کے ساتھ بھی تناول فرماتے۔ بکری کے گوشت میں سے ہاتھ اور شانہ کا گوشت آپ کو زیادہ پسند تھا۔ مصالحوں میں سے آپ سرکہ زیادہ استعمال فرماتے تھے، میتھی، پہاڑی ریحان اور گوبھی بھی استعمال کرتے تھے۔ البتہ لہسن اور پیاز کو آپ ناپسند فرماتے، اسی طرح گندنا۔ اور اس شہد کو جس کے اندر سے ناگوار سی بو آتی ہے، مگر آپ نے کبھی کسی کھانے کی مذمت نہیں فرمائی، اگر اچھا معلوم ہوا تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی چیز آپ کو ناپسند ہو تو اس کو حرام قرار دیں، دوسروں کو اس کے کھانے کی اجازت دیتے، کھانا کھانے کے بعد آپ برتن کو انگلیوں سے صاف کرتے اور اپنی انگلیاں چاٹ لیتے تھے اور غذا کا کوئی حصہ باقی نہیں چھوڑتے کہ وہ پھینکنے میں جائے اور فرماتے:۔

آخر الصحفۃ اعظم الطعام برکۃ۔	برتن کا اخیر حصہ برکت کے لحاظ سے بڑھیا کھانا ہے۔

جب تک آپ ایک ایک انگلی چاٹ نہ لیتے رومال سے ہاتھ نہیں پونچھتے اور فرماتے کہ میں نہیں جانتا کہ کس انگلی میں زیادہ برکت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اولوں

کو بھی جو آسمان سے گرتے ہیں خوشی سے تناول فرماتے اور اپنے صحابہ کے ساتھ ان کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر کھاتے اور فرماتے کہ یہ دانت خورے کی بیماری کو دفع کرتے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کے بعد ہاتھ ایسے صاف دھوتے کہ ذرا سی بو بھی باقی نہیں رہتی، اور خصوصاً جب آپ گوشت اور روٹی کھاتے تو ضرور اچھی طرح ہاتھ دھو لیتے اور اگر زائد پانی ہوتا تو اپنے منہ پر بھی ہاتھ پھیر لیتے، آپ کو تنہا کھانا پسند نہیں تھا، اور فرماتے تھے "کیا میں تمہیں بُرے آدمیوں کی خبر دوں؟" لوگوں نے کہا "ہاں یا رسول اللہ!" تو آپ نے فرمایا:- "وہ شخص جو اکیلا کھایا کرتا ہے وہ جو غلام کو مارا کرتا ہے اور وہ جو اپنی جگہ کسی کو نہیں آنے دیتا۔

فصل (۴) پینے کے بارے میں آپکے اخلاق

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پانی پینے لگتے۔ تو پہلے بسم اللہ کہتے پھر پانی کو کم از کم دو وقفوں میں پیتے اور آخر میں الحمد للہ فرماتے اور ہر وقفہ بسم اللہ سے شروع اور الحمد للہ پر ختم ہوتا۔ اور اکثر تو تین مرتبہ بسم اللہ اور تین مرتبہ الحمد للہ فرماتے اور پانی کو ایسا پیتے گویا چوس رہے ہیں اور اسمیں کبھی سانس نہیں چھوڑتے۔ اگر سانس لینا چاہتے تو برتن کو ذرا دور کر دیتے اور کبھی آپ ایک ہی سانس میں پانی پی لیتے اور اکثر شیشے کے گلاسوں میں پانی پیا کرتے جو ملک شام سے آیا کرتے تھے اور بعض وقت لکڑی کے پیالوں میں، کبھی چمڑے کے پیالوں میں بھی نوش فرماتے۔ کبھی چلو سے پیتے جس میں پانی ڈالا جاتا ہے۔ اس کا موقع اکثر اس وقت آتا جب باولیوں سے پانی ڈول کے ذریعہ سینڈھا جاتا[1]۔ کبھی آپ کھڑے ہو کر بھی پانی پیتے تھے، لیکن اکثر بیٹھ کر پیتے، کبھی سواری کی حالت میں بھی پی لیتے۔ شربتوں میں آپ دودھ کا شربت ستو کا شربت اور شہد کا شربت پیا کرتے تھے، ان میں بھی میٹھا شربت آپ کو پسند

[1] نکالا جاتا تھا۔

تھا، تاہم فرماتے :۔" سب شربتوں کا سردار تو پیاس کے وقت پانی ہی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی "۔ انسؓ فرماتے ہیں :۔" آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت اور سحر کے وقت بھی اکثر شربت پیا کرتے تھے، بعض وقت یہ صرف دودھ ہوتا اور بعض وقت یہ شربت اکثر روٹی گھول کر بنایا جاتا"۔ کہتے ہیں :۔" ایک مرتبہ آپ کے لیے ایسا ہی شربت تیار کیا گیا، اور حسب معمول رکھ دیا گیا، آپ کی تشریف آوری میں بہت دیر ہو گئی تو میں نے خیال کیا کہ شاید آپ کو آج کہیں بلایا گیا ہے، اس لیے بہتر ہے کہ یہ شربت میں ہی پی لوں، چنانچہ میں نے یہ شربت پی لیا۔ عشاء کے بعد آپ تشریف لائے، میں نے آپ کے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا آج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہیں بلایا گیا تھا؟ انہوں نے کہا، نہیں، مجھے شرمندگی ہونے لگی کہ شاید آپ اپنا شربت منگوائیں اگر نہ منگائیں تو شاید بھوکے ہی سو جائیں، مگر عجیب بات ہے کہ نہ تو آپ نے وہ شربت منگوایا، نہ آپ بھوکے سوئے، بلکہ ابن عباس نے ایک دودھ کا پیالہ پیش کیا۔ آپ نے اس کو پی لیا، اس وقت خالد بن ولید بھی آئے ہوئے تھے آپ نے اسی دودھ میں سے ان کو بھی پلایا، اتنے میں ابن خولی شہد اور دودھ ملا کر لے آئے تو آپ نے معذرت کی اور فرمایا :۔

" اب پیٹ بھر چکا ہے، میں اس کو برا تو نہیں سمجھتا، مگر دنیا کو اپنے اندر زیادہ جمع کرنا نہیں چاہتا۔ میں تواضع کو ضرور پسند کرتا ہوں جو اللہ کے لیے تواضع کرتا ہے، اللہ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے" (من تواضع للہ رفعہ اللہ)

فصل (۵) خوشبو، تیل، لباس اور سر کا دھونا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا سر یا داڑھی دھونا چاہتے تو گرم پانی میں

بیری کا پتہ ابلواتے، اور آپ کو سر میں تیل ڈالنا بہت پسند تھا۔ آپ بالوں کو روکھے اور بکھرے رکھنے کے خلاف تھے، فرماتے تھے:-

اِن الدھن یذھب بالبُوس سر میں تیل ڈالنا سختی (خشکی) کو دور کرتا ہے۔

کئی قسم کے تیل آپ استعمال کیا کرتے، اکثر تو روغن بنفشہ استعمال فرماتے، اور اس کو "تیلوں کا سرتاج" قرار دیتے (سید الادھان) اور پہلے سر میں ڈالتے، پھر داڑھی میں، فرماتے: "سر داڑھی سے پہلے ہے اس لیے مقدم بھی ہے"۔ پھر بھوؤں، پھر مونچھوں میں بھی تیل ڈالتے، اور تیل سونگھتے جاتے، اور ڈالتے جاتے، یعنی اس کی خوشبو سے لطف اُٹھاتے، سر میں درد ہو تو آپ بھوؤں میں ضرور تیل ڈالتے۔

تیل ڈالنے کے بعد آپ ایک باریک ٹہنی (بدری) سے کنگھی کرتے۔ تیل ڈالنے اور کنگھی کرنے کا کام اکثر آپ کی بیبیاں ہی کرتیں۔ اور آپ کے سر اور داڑھی کو کنگھی کرنے کے بعد ٹوٹے ہوئے بالوں کو لے لیتیں۔ لوگوں کے پاس جو ٹوٹے ہوئے بال ہیں وہ یہی ہیں۔

کبھی حجامت کے بعد (خصوصاً جو حجامت کہ حج وعمرہ کے موقع پر ہوتی) لوگ آپ کے بال حاصل کر لیتے۔ کئی مرتبہ جبریل علیہ السلام آپ کے بال حاصل کر لیتے۔ کئی مرتبہ جبریل علیہ السلام آپ کے یہ بال لے کر آسمان پر چلے جایا کرتے۔ اکثر آپ اپنے بالوں کو دن میں دو مرتبہ سنوارا کرتے تھے آپ ہمیشہ کنگھی اپنے سرہانے تکیہ کے نیچے ہی رکھا کرتے اور فرماتے "کنگھی وبا کو دور کرتی ہے" اور داڑھی کے بالوں کے نیچے کے حصے کو دن میں چار مرتبہ کنگھی کرتے اور اوپر کے حصے کو سات مرتبہ، اور فرماتے: "داڑھی میں کنگھی کرنے سے ذہن روشن ہوتا ہے اور بلغم قطع ہوتا ہے"۔ انہ یزید فی الذھن ویقطع البلغم۔

خوشبو کا استعمال

عطروں میں آپ کی پسند کا عطر مشک کا تھا، پھر عنبر کا، کبھی آپ بعض غالیے (ایک قسم کا پوڈر) استعمال فرماتے، جن کو آپ کی بیبیاں آپ پر ملتیں، آپ خوشبو بھی بہت جلاتے تھے، اکثر عود قماری کا بخور پسند فرماتے تھے، خوشبو کا یہ مشغلہ اتنا تھا کہ ابٹن، بخور اور عطروں کی بو آپ کے کپڑوں میں اتنی بس جاتی تھی کہ اندھیری رات میں کہیں سے اگر آپ کا گذر ہوتا تو لوگ اپنے گھروں میں اس کی خوشبو محسوس کرتے اور آپس میں کہتے کہ ادھر سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جا رہے ہیں، کہتے ہیں کہ آپ کی خوشبویات کا خرچ کھانے کے خرچ سے بھی زیادہ تھا۔ امام باقرؒ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تین خصلتیں ایسی تھیں جن کا کوئی شریک نہ ہو سکا۔ اوّل یہ کہ آپ جب کسی راستہ سے گذرتے تو وہ راستہ تین دن تک معطر رہتا، دوسرے یہ کہ آپ کے چلتے وقت حجر و شجر آپ کو سجدہ کرتے، تیسرے یہ کہ خوشبو کا تحفہ آپ کبھی رد نہیں فرماتے، اگر اس کو استعمال بھی نہ کرنا چاہا تو کم از کم اس میں ایک انگلی ڈال کر ضرور لے لیتے اور فرماتے:-

جعل اللہ لذتی فی النساء و الطیب وجعل قرۃ عینی فی الصلوٰۃ والصوم۔	"خدا نے میری لذت عورت اور خوشبو میں رکھی ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز اور روزہ میں ہے۔"

آپ کا سرمہ لگانا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سیدھی آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ کی سلائی پھیرتے

اور دوم مرتبہ بائیں آنکھ میں، مگر فرماتے:

اس کی تعداد مقرر کرنے میں کوئی باریکی نہیں ہے ہر شخص جتنی مرتبہ چاہے لگا سکتا ہے۔" آپ روزہ کی حالت میں بھی سرمہ لگاتے تھے اور سرمہ ہمیشہ رات کو لگاتے، آپ کی سرمہ دانی خاص تھی، اس میں اثمد کا سرمہ رکھا ہوتا۔

آپ کا آئینہ دیکھنا

آپ کنگھی کرنے کے بعد اکثر آئینہ دیکھتے تھے، یہ آئینہ کبھی تو پانی ہی ہوتا تھا جو کسی پیالے میں رکھا ہوتا، آپ آرائش کا خیال باہر جانے سے پہلے زیادہ کرتے تھے، بہ نسبت گھر میں رہنے کے، ایک مرتبہ اسی طرح آپ پانی میں دیکھ کر اپنے بال درست فرما رہے تھے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

"میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں یا رسول اللہ! آپ تو خیر خلق ہیں، پھر آپ اپنے کو اتنا سنوارتے کیوں ہیں؟ کیا یہی امتیاز آپ کے لیے کافی نہیں"

فرمایا: "عائشہ! خدا اسی بندے کو زیادہ دوست رکھتا ہے جو دیکھنے والوں پر اپنی خوش سلیقگی بھی ظاہر کرتا ہو، اس لیے کہ صفائی اور تجمل (زینت) بھی خدا کو پسند ہے"

روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنے ساتھ سفر میں یہ چیزیں بھی ضرور رکھا کرتے۔ تیل کا شیشہ، سرمہ دانی، قینچی، آئینہ، مسواک، کنگھی، اور ایک روایت میں آیا ہے کہ سوئی تاگہ اور جوتہ سلنے کی سوئی بھی ساتھ رہتی، آپ اپنے کپڑے آپ ہی سی لیتے اور اپنا جوتہ آپ ہی درست کر لیتے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا لباس

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شملہ پہنا کرتے تھے، جو تہ بند کا بھی کام دیتا تھا اور ایک

چادر اوڑھتے تھے، جو تہبند کا بھی کام دیتی تھی، چادر کا کالا پن آپ کے گورے جسم پر بھلا سا معلوم ہوتا تھا، اور کہا جاتا ہے کہ آپ کی چادر بنی اشہل کے قبیلے میں خاص طور پر بُنی جاتی تھی، اور حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں "میں نے آپ کو اکثر دفعہ ہمارے ساتھ ظہر کی نماز شملہ پہن کر پڑھتے دیکھا، جس کے دونوں کونے آپ کے کندھوں کے درمیان لٹکتے رہتے"۔

عمامہ اور ٹوپی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عمامہ کے نیچے ٹوپی بھی پہنتے تھے، اور کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنتے اور کبھی بغیر ٹوپی کے عمامہ، نیز آپ بُرطلہ (ایک قسم کی ٹوپی) بھی پہنتے تھے، اور یمنی ٹوپیاں اور مصری سفید ٹوپیاں بھی پہنتے، البتہ جنگ میں لوہے کا کنٹوپ پہنتے تھے اور کبھی یہ کنٹوپ اُتار کر نماز کے وقت اس سے سُترہ کا کام لیتے تھے۔ سفر میں آپ سیاہ ریشم کے عمامے پہنتے تھے، اور عمامہ کو سر پر اس طرح لپیٹ لیتے کہ اس کا ایک سرا منہ پر ہوتا لیکن ٹھوڑی کے تلے اس کو نہ لے جاتے، اور کبھی تو آپ کے پاس عمامہ ہی نہیں ہوتا، ایسے وقت آپ صرف ایک پٹی سر کے اطراف باندھ لیتے۔ آپ کے پاس ایک خاص عمامہ تھا جس کا نام "سحاب" تھا بعد میں آپ نے یہ حضرت علی رضؓ کو دے دیا، چنانچہ حضرت علی رضؓ جب یہ سحاب پہنتے تو لوگوں سے کہا کرتے "دیکھو، میں وہی "سحاب" پہن کر تمہارے پاس آیا ہوں جس کو تمہارے نبیؐ نے مجھے عطا کیا تھا"۔

عائشہ رضؓ کہتی ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُون کے کپڑے بھی پہنا کرتے اور اُون کا عمامہ بھی باندھا کرتے تھے، آپ یہ کپڑے پہن کر اور عمامہ باندھ کر خطبہ دیا کرتے تھے، اور میری نظر میں آپ ان کپڑوں میں بڑے حسین معلوم ہوتے تھے"۔

کپڑے پہنتے وقت اور بعد کی دُعا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب کپڑے پہنتے تو یہ دعا پڑھتے:

الحمد للہ الذی کسانی ما یواری عورتی واتجمل بہ فی الناس۔	ساری تعریف اس خدا کے لیے ہے جو مجھے کپڑے پہناتا ہے جس سے شرم ڈھکتی ہے اور اس سے لوگوں میں زینت ہوتی ہے۔

آپ جب کپڑے اتارتے تو پہلے سیدھی طرف سے شروع کرتے، اور یہ سیدھے طرف کا خیال تو تقریبًا ہر کام میں رکھا جاتا، اور اکثر آپ نیا کپڑا پہننے کے بعد پرانا جوڑا کسی غریب کو دے ڈالتے اور فرماتے:۔

ما من مسلم یکسوا مسلما من سمل ثیابہ، لا یکسوہ الا اللہ عزو جل، الا کان فی ضمان اللہ وحرزہ وخیرہ واماتہ حیًا ومیتًا۔	جب کوئی مسلمان کسی دوسرے غریب مسلمان کو اپنا پرانا جوڑا دیدیتا ہے (جس کو خدا کے سوائے اور کوئی پہنانے والا نہیں) تو وہ خدا کی ضمانت اور حفاظت، اور خیر و امن میں ہوتا ہے، زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑے پہن کر ٹھیک سے ہو جاتے تو گھر سے نکلنے سے پہلے یہ دعا فرماتے:۔

اللّٰھُمَّ بک استرت و الیک توجھت و بک اعتصمت وعلیک توکلت اللّٰھم انت ثقتی و انت	اے اللہ! میں تیرے ہی وجہ سے کپڑے پہنتا ہوں، اور تیری ہی طرف توجہ کرتا ہوں، اور تجھ ہی کو مضبوط تھام لیتا ہوں، اور تجھ ہی پر توکل کرتا ہوں، اے اللہ تو ہی میرا اعتماد ہے تو ہی

رجائی اللّٰھم اکفنی ما اھمنی	میری امید ہے۔ اے اللہ کافی ہو جا میرے لیے تو
ومالا اھتم بہ وما انت	اس امر میں جو مجھے رنج و غم میں مبتلا کرتا ہے اور
اعلم بہ منی، عزجارک	جس کا میں اہتمام نہیں کر سکتا، اور جس سے تو مجھ
وجل ثناؤک ولا الٰہ	سے زیادہ واقف ہے، عزت پاتا ہے تیری پناہ
غیرک۔ اللّٰھم زوّدنی	چاہنے والا۔ تیری تعریف ہے، تیرے سوائے کوئی
التقوٰی واغفرلی ذنبی	معبود نہیں ہے، تو تقویٰ کا توشہ دے، میرے
ووجّھنی الخیر حیثما توجھت	گناہ بخش دے، اور میری توجہ (جہاں کہیں میں
	توجہ کرنا چاہوں) صرف خیر ہی کی طرف پھیر دے۔

پھر اس کے بعد کام پر نکل جاتے۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جمعہ کا جوڑا خاص تھا۔ اور دوسرے دنوں کے جوڑے الگ تھے، آپ کا ایک کپڑا اور ایک رومال بھی تھا جس سے آپ وضو کے بعد منہ صاف کرتے تھے۔ اگر کبھی آپ کے ساتھ رومال نہ ہوتا تو آپ چادر کے ایک کونے سے منہ پونچھ لیتے۔

انگوٹھی کا ذکر

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی جس کا نگینہ حبشی تھا۔ نگینہ ہتھیلی کے رخ سے لگا ہوا تھا۔ ایک انگوٹھی آپ کی لوہے کی بھی تھی جس پر چاندی مڑھی ہوئی تھی، یہ انگوٹھی معاذ بن جبل رضؓ نے آپ کو تحفہ کے طور پر دی تھی، اس پر لکھا ہوا تھا۔ محمد رسول اللہ۔ پہلے آپ انگوٹھی سیدھے ہاتھ میں پہنتے تھے اس کے بعد آپ نے بائیں ہاتھ میں منتقل کر لی۔ آپ کی وفات کے وقت آپ کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی تھی جس کا نگ بھی چاندی کا تھا اس پر بھی "محمد رسول اللہ"

منقوش تھا۔

آپ استنجا اپنے بائیں ہاتھ سے کیا کرتے، اس لیے قیاس یہ ہے کہ انگوٹھی آپ سیدھے ہاتھ میں پہنتے ہوں گے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیچ کی انگلی میں بھی آپ نے انگوٹھی پہنی ہے۔ کبھی آپ کی انگلی کے گرد تاگا لپٹا ہوا نظر آیا، لوگوں نے پوچھا، یہ کیوں ؟ تو آپ نے کہا کہ کسی چیز کا یاد رکھنا مقصد ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگوٹھیوں سے خطوں (مراسلات) پر مہر فرمایا کرتے تھے، اور فرماتے تھے: ایسی مہر کر لینا مکتوب کو شک وغیرہ سے محفوظ کر لیتا ہے"۔

آپؐ کے جوتے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعلین پہنا کرتے تھے، جس کی دو کھونٹیاں ہوتی تھیں ان میں ایک طرح کا نقش بھی کھدا ہوتا، اور سامنے کا حصہ زبان کی طرح دراز نہیں ہوتا، اور اکثر آپ "سبتیہ" جوتے پہنتے تھے، جن میں بال نہیں ہوتے اور جب پہنتے تو سیدھے طرف سے شروع کرتے، اور جب اُتارتے تو بائیں طرف سے اُتارتے اور یہ بھی حکم تھا کہ دونوں ملا کر اُتارو۔ آپ ہر قسم کے موزے بھی پہنتے تھے،

آپ کا بستر

آپ کا بستر، جس پر آپ کا انتقال ہوا، وادی قری کی چادروں کا تھا، جو حاشیہ دار تھیں۔ ان کا طول تقریباً دو گز اور ایک گز عرض تھا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

"آپ کا بستر کبھی ایک ہلکی قسم کی توشک ہوتی تھی، جس کے اندر کھجور کے پتے بھرے ہوتے۔ ایک مرتبہ میں نے حفصہؓ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: آپؐ کے معمولی

کپڑے کا فرش بچھا کر سو جاتے، زیادہ سے زیادہ اس کو دوہرا کر دیا جاتا، ایک مرتبہ اس کا تہہ چوہرا کر دیا گیا تاکہ آپ کو آرام رہے، چنانچہ آپ کو اس پر نیند اچھی لگی، مگر صبح اُٹھنے کے بعد آپ نے سوال کیا۔ "مجھے ایسی مزے کی اور گہری نیند کیوں آئی کہ خدا کی عبادت میں خلل پڑا؟ کیا میرے بستر میں کوئی خاص تبدیلی تو نہیں ہوئی؟" حفصہؓ نے جواب میں عرض کیا "کچھ نہیں، یا رسول اللہ! البتہ روزانہ دوہرا فرش کیا جاتا تھا، آج اس کو چوہرہ کر دیا گیا تھا۔"

فرمایا: "اس کو اپنی پہلی حالت پر لوٹا دو۔"

عائشہؓ فرماتی ہیں: "آپ کا بستر معمولی توشک تھی جس کے اندر کھجور کا ریشہ بھرا ہوتا تھا، اور آپ کا ایک دھاری دار کمبل تھا جو آپ جہاں جاتے ساتھ لے جاتے اور اس کو دوہرا کر لیا جاتا تھا۔"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکثر تکیہ سے ٹیک لگایا کرتے تھے، ان تکیوں میں کھجور کی چھال کا ریشہ بھرا ہوتا، اور کبھی اسی قسم کی توشکوں پر بھی بیٹھتے تھے، اور آپ کے پاس فدک کی ایک چادر بھی تھی جس کو آپ از راہِ خشوع پہنا کرتے تھے اور ایک مصری چادر بھی تھی جس میں قالین کی طرح بال تھے اس پر آپ بیٹھتے بھی اور بعض دفعہ اس پر نماز بھی پڑھتے تھے۔

آپ کی نیند

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کبھی تو حصیر[1] پر آرام فرما لیتے تھے، جس کے نیچے اور کچھ نہ ہوتا تھا، اور اکثر سونے سے پہلے مسواک کر لیا کرتے تھے، جب آپ بستر پر آتے تو پہلے سیدھے پہلو پر لیٹتے اور اپنا سیدھا ہاتھ اپنے سیدھے رخسار کے نیچے رکھ کر یہ دعا فرماتے:۔

[1] چٹائی

اللّٰھم قنی عذابک یوم تبعث عبادک۔ — اے اللہ اس روز مجھے اپنے عذاب سے بچا جب تو اپنے بندوں کو قبر سے اٹھائے گا۔

سونے کے وقت کی دعائیں

نیند سے پہلے اور بھی دعائیں آپ سے مروی ہیں، منجملہ ان کے ایک دعا یہ ہے:۔

اللّٰھم انی اعوذ بمعافاتک من عقوبتک واعوذ برضاک من سخطک و اعوذ بک منک، اللّٰھم انی لآ استطیع ان ابلغ فی الثنآء علیک حدّہٗ سبحانک لآ احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علیٰ نفسک۔ — اے اللہ! میں تیری عقوبت سے بچنے کے لیے تیری معافی کے دامن میں پناہ لیتا ہوں، تیرے غصہ سے بچنے کے لیے تیری رضا کے دامن میں ہوں تجھ سے تیرے ہی پاس پناہ مانگتا ہوں، اے خدا میں تیری تعریف کی حد کو نہیں پہنچ سکتا، تو پاک ہے، میں تیری نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتا، تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔

اور ایک دعا یہ ہے جو سوتے وقت آپ پڑھا کرتے تھے:۔

بسم اللہ اموت و احیا و الی اللہ المصیر، اللّٰھم آمن روعاتی و استر عورتی واد عنّی امانتی — میں اللہ ہی کا نام لے کر مروں گا اور جیوں گا اور مجھے اللہ ہی کی طرف جانا ہے، اے اللہ! مجھے ڈروں سے بے ڈر کر، میری ستر پوشی فرما اور تیری جو امانت میرے پاس ہے وہ میری طرف سے ادا فرما۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سونے سے پیشتر آیۃ الکرسی بھی پڑھا کرتے تھے

اور فرماتے تھے :۔ "جبریل (علیہ السلام) مجھ سے کہتے ہیں کہ اے محمد تم کو نیند میں جن بھٹکانے کی کوشش کرتا رہتا ہے، تم جو آیۃ الکرسی پڑھتے ہو اس کی وجہ سے اس سے بچے رہتے ہو اس لیے اس کو ضرور پڑھو"۔

ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تھے تو پہلے لازمی طور پر سجدہ کر لیتے، اور سوتے وقت مسواک ضرور سرہانے رکھ لیتے اور اٹھتے ہی پہلے مسواک کر لیتے، اور آپ نے فرمایا:۔ "مجھے مسواک کا حکم کیا گیا ہے، حتیٰ کہ میں ڈرا کہ کہیں مجھ پر یہ فرض نہ ہو جائے" اور نیند سے بیدار ہونے کے بعد آپ کی دعا یہ بھی ہے :۔

الحمد للّٰہ الذی احیانی بعد موتی، اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ شَکُوْرٌ۔	شکر ہے اس خدائے پاک کا جس نے موت کے بعد مجھے زندہ کیا بے شک میرا رب غفور و شکور ہے۔

اس کے بعد کی یہ دعا ہے :۔

اَللّٰھُمَّ انی اسئلک خیر ھذا الیوم، ونورہ وھداہ وبرکتہ وطھورہ ومعافاتہ اللّٰھم انی اسألک خیرہ و خیر ما فیہ واعوذبک من شرہ وشر ما بعدہ	اے اللہ! میں آج کے دن کے لیے تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں، اس کے علاوہ اس کا نور اس کی ہدایت اس کی برکت اس کی پاکی اور اس کی معافی بھی، اے اللہ میں اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور جو کچھ کہ اس کے اندر بھلائی ہے، اور میں اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اس شر سے جو اس کے بعد ہے۔

مسواک :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ مسواک فرمایا کرتے تھے

ایک تو رات کو سونے سے پہلے، دوسرے صبح اُٹھنے کے ساتھ ہی، تیسرے نماز فجر سے پہلے۔

آپ کی مسواک پیلو کی ہوتی تھی۔ اس کا حکم آپ کو جبریل علیہ السلام نے دیا تھا۔ امام جعفر صادقؓ فرمایا کرتے تھے: "میں کسی کے لیے بھی یہ ناپسند کرتا ہوں کہ وہ اس حالت میں مرے کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتوں میں سے کسی عادت کی پابندی نصیب نہ ہوئی ہو۔"

باب دوم

صفائی، خوشبو، سرمہ لگانے، تیل ڈالنے اور مسواک کرنے کے آداب میں

اس میں تین فصلیں ہیں :-

فصل (۱) صفائی، خوشبو کا استعمال و اسی قسم کے اور کام

ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اپنے جسم کی بدبو کو پانی سے بار بار دھو کر دور کیا کرو، کیونکہ خدائے تعالیٰ گندہ اور ناصاف لوگوں سے نفرت کرتا ہے" نیز آپ نے فرمایا :- "کپڑوں کا دھو لینا دل کے رنج و غم کو دور کر دیتا ہے۔ اور اس کے بغیر نماز بھی درست نہیں ہو سکتی"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انسؓ سے فرمایا : "اے انس! پاکی کا بہت خیال رکھا کرو، پاکی و صفائی عمر دراز کرتی ہے، اگر تم سے یہ ہو سکے کہ دن رات تم پاکیزہ اور ستھرے رہا کرو تو ضرور ایسا کرو، اگر تم پاکی کی حالت میں مر جاؤ تو شہید ہو گے" کتاب روضۃ الواعظین میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادقؓ نے

فرمایا:۔"جو شخص وضو کرکے تولیہ سے ہاتھ منہ پونچھ لیتا ہے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور جو وضو کرکے تولیہ سے ہاتھ منہ نہیں پونچھتا بلکہ پانی کو خشک ہونے کے لیے چھوڑ دیتا ہے تو اس کے لیے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔"

علی بن السباط فرماتے ہیں: "میں نے ابوالحسن سے سُنا ہے کہ چار چیزیں انبیاء کے اخلاق میں سے ہیں، صفائی، پاکیزگی۔ زیر ناف کے بال چونے سے اکھیڑنا، اور کثرت جماع۔"

خوشبو کا استعمال

ارشاد نبوی ہے: الرائحة الطيبة تشد القلب خوشگوار بو دل کو قوت دیتی ہے۔

ابوجعفر طوسی امالی میں لکھتے ہیں:۔"امام جعفر صادقؑ فرماتے تھے" ان اللہ یحب الجمال والتجمل اللہ تعالیٰ خوبصورتی اور خوبصورت بننے کو پسند کرتا ہے۔" اور فرمایا:۔

ان اللہ تعالیٰ اذا انعم علی عبد لنعمة احب ان یری اثرھا۔	خدا اپنے بندہ کو جب نعمتیں دیتا ہے تو یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کے اثرات اس پر ظاہر ہوں۔

لوگوں نے پوچھا وہ کیسے تو آپ نے فرمایا:۔

ینظف ثوبه ویطیب ریحه ویجصص داره ویکنس فنیته حتی ان السراج قبل مغیب الشمس ینفی الفقر ویزید فی الرزق۔	کپڑے دھویا کرے، خوشبو لگایا کرے اور گھر کی دیواریں گچ کی بنائے۔ گھر کے صحن کو جھاڑو دے، حتیٰ کہ مغرب سے ذرا پہلے ہی چراغ جلانا افلاس کو دور کرتا ہے اور رزق میں اضافہ کرتا ہے

ابو عبداللہ فرماتے ہیں:۔"چار باتیں پیغمبروں کی سنت ہیں:۔ مسواک کرنا مہندی لگانا، خوشبو لگانا اور عورتیں" نیز فرماتے ہیں:" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کو خوشبو لگایا کرتے تھے، اگر اس وقت عطر نہ ہوتا تو اپنی بیبیوں کی اوڑھنی ہی لے کر اس پر ذرا سا پانی چھڑک کر اس سے مسح کر لیتے" اور فرمایا کرتے تھے "تمہاری دنیا سے یہی دو چیزیں تو میں نے لی ہیں، عورتیں اور خوشبو" نیز فرمایا کرتے:" جو پیسہ میں خوشبو میں صرف کرتا ہوں وہ اسراف نہیں ہے"۔ اور آپ فرماتے تھے:" اگر کوئی شخص تمہارے پاس خوشبو لے آئے تو چاہیئے کہ اسے سونگھے اور اپنی آنکھوں پر رکھے۔ کیونکہ یہ جنت کے باغوں کا تحفہ ہے"

روضہ میں مذکور ہے کہ مالک جہنی نے کہا:" میں نے ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کوئی خوشبو کی چیز پیش کی۔ آپ نے اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر سونگھا، پھر اس کو اپنی آنکھوں پر رکھا، پھر کہا:۔ اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد، اور فرمایا، جو شخص ایسا کرے تو وہ خوشبو ختم ہونے سے پہلے ہی بخشا جائے گا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

"اگر تم میں سے کسی کو ریحان (ناز بو) تحفہ" دیا جائے تو چاہیئے کہ اس کو ضرور قبول کرلے، کیونکہ وہ جنت کے "صحیفۂ رضا" سے نکلا ہوا پھول ہے"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے:"خوشبو لگانا، غسل کرنا، سبزے کی طرف نظر کرنا، اور گھوڑے کی سواری کرنا انسان کے لیے فرحت بخش اصول ہیں" امام رضاؓ فرماتے تھے:۔" مسجد میں امام جعفر صادق رضؓ کا مقام اپنی خوشبو کی مہک کی وجہ سے پہچانا جاتا"

نیز امام رضا نے فرمایا:۔" خوشبو کی الفت پیغمبروں کے اخلاق میں سے ہے" امام صادق رضؓ کا ارشاد ہے:" دو رکعت نماز خوشبو لگا کر ستر رکعت بغیر

خوشبو کے پڑھنے سے افضل ہے"۔ نیز آپ نے فرمایا: "نبیوں کی تین خاص خصوصیات ہیں :۔ ایک خوشبو کی محبت، دوسرے بالوں کا جمانا، تیسرے کثرتِ جماع"۔

ابو عبداللہ اور ابوالحسن رضی اللہ عنہما سے کسی شخص نے پوچھا :۔ "کیا خوشبو کو واپس کیا جاسکتا ہے؟" آپ نے فرمایا: "بزرگی واپس نہیں کی جاسکتی"۔ نیز آپ نے فرمایا "کرامت (بزرگی) کو کوئی واپس نہیں کرسکتا سوائے گدھے کے" (یعنی جس کی عقل گدھے کی طرح ہو) آپ نے یہ بھی فرمایا: "مونچھوں کو خوشبو لگانا، انبیاء کے اخلاق اور فرشتوں کی کرامت سے ہے" اور فرمایا :۔ "امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے پاس بھی سیسہ کا ایک مشکدانہ تھا جس کے اندر مشک رکھا ہوتا تھا۔ جسے باہر نکلنے کے وقت اپنے کپڑوں پر ضرور مل لیا کرتے تھے" کتاب عیون الاخبار میں لکھا ہے کہ صولی سے روایت ہے کہ ان کی دادی کہا کرتی تھیں:۔ امام رضاؓ ہمیشہ عود ہندی کا بخور لیا کرتے تھے، اس کے بعد گلاب اور مشک کا عرق اپنے کپڑوں پر چھڑک لیتے"۔

ناصح الدین ابوالبرکات عود ہندی کے بارے میں ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرمایا :۔ "اس کے اندر سات شفا رہیں، اور سب سے بہتر خوشبو مشک کی ہوتی ہے"۔ امام جعفر صادقؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو کے اخراجات کھانے کے اخراجات سے بھی زیادہ تھے، اور حضرت علیؓ سے فرماتے تھے: "اے علی ہر جمعہ کو خوشبو لگانا تو میری سنت ہے، یاد رکھو اس کی خوشبو کپڑوں میں رہنے تک فرشتے نیکیاں ہی لکھتے رہتے ہیں"۔

امام جعفر صادقؓ فرماتے ہیں :۔ "ہر شخص کو روزانہ خوشبو لگانا چاہیے، اگر یہ نہ

ہو سکے تو ایک دن آڑ ہی، یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم ہر جمعہ ضرور استعمال کرے" مگر عورت کے لئے باہر نکلنے کے وقت خوشبو کا لگانا ممنوع ہے۔ چنانچہ حدیث شریف ہے۔

ایّما امرأۃ تطیبت ثم خرجت من بیتہا لعنتہا الملائکۃ حتی ترجع الی بیتہا۔	جو عورت خوشبو لگا کر گھر سے نکلے تو فرشتے اس کے گھر واپس آنے تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

اور ایک حدیث میں آیا ہے: "عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور بو چھپی ہوئی ہو (مہندی) اور مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی بو ظاہر ہو اور رنگ چھپا ہوا ہو (عطر)۔"

کپڑوں کو دھواں دینا

ابو عبد اللہ رضہ فرماتے ہیں:۔ "ہر شخص کو اپنے کپڑوں کو بشرطِ امکان ضرور دھواں دینا چاہیئے۔"

عمیر بن مامون جو امام حسن رضی اللہ عنہ کے سسرے تھے فرماتے ہیں: "امام حسن رضہ کو ایک مرتبہ ابن زبیر نے کھانے کی دعوت دی، آپ تشریف لے گئے، مگر کھانے سے معافی چاہی، کیونکہ روزہ سے تھے، ابن زبیر نے کہا اچھا تو پھر آپ دوسرا تحفہ قبول فرمائیے، یہ کہہ کر انھوں نے آپ کی داڑھی کو تیل لگایا اور کپڑوں کو بخور دیا۔"

امام حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے "عورتوں کی بہترین مدارات یہ ہے کہ ان کے بالوں میں کنگھی کی جائے، ان کے کپڑوں کو بخور دیا جائے۔"

گلاب کا پھول

کتاب طب الائمہ میں لکھا ہے:۔ "گلاب کا پھول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

معراج کی یادگار ہے۔ یعنی معراج سے آپ کی واپسی کی مسرت میں زمین نے اس کو اُگانا شروع کیا، اس لیے حدیث میں آیا ہے:۔

"جو شخص میری بو سونگھنا چاہے وہ گلاب سونگھے"۔

ایک روایت میں ہے کہ معراج کی رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو پسینہ آیا اور اس کے جو قطرے زمین پر گرے تو اس سے سُرخ گلاب کے پھول پیدا ہوئے، اسی لیے آپ نے فرمایا ہے: "جو شخص میری خوشبو سونگھنا چاہے وہ سُرخ گلاب کا پھول سونگھے، سرخ گلاب کا پھول فردوس کا پھول ہے"۔ انس رضؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سفید گلاب میرے پسینے سے اور سُرخ گلاب جبریل کے پسینے سے اور زرد گلاب براق کے پسینے سے پیدا ہوئے ہیں"۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص روزانہ گلاب کے پانی میں ہاتھ تر کر کے صبح کو اپنے چہرے پر ملے تو سارا دن اس پر مصیبت، پریشانی، اور فاقہ نہیں آئے گا اور اس کا چہرہ روشن ہوگا"۔

امام حسن رضؓ فرماتے ہیں: "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ میرے چہرے پر محبت سے گلاب کا ہاتھ پھیرا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ یہ پھولوں کے بادشاہ کی خوشبو ہے، یہ پھول جنت میں بھی پھولوں کا سرتاج ہے"۔

نرگس

حسن بن منذر نے بسند مرفوع روایت کی ہے: "نرگس کے پھول کی خوشبو میں بہت سی فضیلتیں ہیں، اس کا تیل قابلِ تعریف ہے"۔ کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا اور وہ آگ سرد ہو کر باغ بن گئی تو وہ نرگس کے پھولوں کا باغ تھا۔ یہ ہے نرگس کی پاک اصل"۔

مرزنجوش

انس رضؓ سے روایت ہے:" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بہت سے پھول سونگھنے کے لیے آتے تو آپ اکثر پھول سونگھ کر واپس کر دیتے، مگر مرزنجوش کو واپس نہیں کرتے اور فرماتے:" یہ میرے لیے عزیز پھول ہے، تم لوگ بھی ضرور اس کی خوشبو سے فائدہ اُٹھاؤ۔" امام کاظم سے روایت ہے۔" مرزنجوش کے پودے کی جڑوں کا تعلق عرش کے پاؤں سے ہے، اس کے پانی میں آنکھوں کی شفا ہے۔"

فصل (۲) سُرمہ اور تیل

کتاب مالایحضر الفقیہ میں لکھا ہے کہ امام باقرؓ نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا، قلیب نام، جس کی آنکھیں ہمیشہ بھیگی بھیگی سی رہتی تھیں، آنحضرت نے اس سے کہا۔" قلیب تم اثمد (سرمہ) استعمال کرو یہ آنکھوں کا چراغ ہے۔" طب الائمہ میں مذکور ہے کہ امام جعفر صادقؓ فرمایا کرتے تھے:۔" مسواک صرف دانتوں ہی کو مفید نہیں بلکہ یہ آنکھوں کو بھی روشنی دیتی ہے، اور سرمہ صرف آنکھوں ہی کو مفید نہیں بلکہ منہ کی بدبو بھی دفع کرتا ہے۔" امام رضاؓ فرماتے ہیں:" جس کو ضعف بصر کی شکایت ہو تو اسے چاہیے کہ سات مرتبہ سرمہ کی سلائی لگایا کرے۔ یہ پلکوں کے بالوں کو بھی مفید ہے، آنکھوں میں روشنی بھی بڑھاتا ہے۔" اور یہ بھی فرماتے تھے:" جو خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ سرمہ کے فوائد پر بھی ایمان لاتا ہے، سرمہ آنکھوں کی روشنی تیز کرتا ہے اور پلکوں کو گھنا کرتا ہے۔ اور منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے، اور باہ میں اضافہ

کرتا ہے" نیز فرمایا:۔"خصوصاً سوتے وقت سرمہ بہت مفید ہے، سات سلائی اس کی اس طرح لگانا چاہیئے کہ چار سیدھی طرف اور تین بائیں طرف"۔ امام صادق رضؓ فرماتے ہیں:۔"سرمہ پلکوں کے بالوں کو اگاتا ہے اور آنسو بہنے کی شکایت کو دور کرتا ہے، لعاب دہن کو شیریں کرتا ہے اور آنکھوں کو تیز کرتا ہے"۔ نیز آپ سے یہ بھی روایت ہے:"سرمہ کا اثر مردمی پر بھی اچھا پڑتا ہے"۔ اور فرمایا:۔" اس کے اچھے فوائد حاصل کرنے کے لیے اس کو مسلسل چالیس روز تک راتوں میں استعمال کرنا چاہیئے"۔ اور آپ بھی روزانہ رات ہی میں اسے استعمال کیا کرتے تھے، اور تین سلائی سیدھی طرف اور تین بائیں طرف پھیرتے اور آپ کا یہ قول بھی مروی ہے کہ سرمہ کا استعمال موتیا بند سے آنکھوں کو محفوظ کر دیتا ہے۔ کتاب اللباس میں امام جعفر رضؓ سے روایت ہے:

" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر رات سونے کو جانے سے پہلے سرمہ کا استعمال کیا کرتے"۔

ابن فضال کہتے ہیں کہ مجھے حسن بن جہم نے ایک لوہے کی سلائی بتلاتے ہوئے کہا:"کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کس کی ہے؟" میں نے کہا "نہیں"۔ کہا "یہ سلائی حضرت علی رضؓ کی ہے جو آپ سرمہ لگاتے وقت استعمال کرتے تھے، اور میں بھی برکت کے لیے اب اسی کو استعمال کرتا ہوں"۔

نادر (حضرت علی رضؓ کا ایک خادم) کہتا ہے "ایک مرتبہ حضرت علی رضؓ نے ایک دوست کو سرمہ پیش کیا تو انھوں نے معافی چاہی اور کہا کہ میں گھر میں زینت نہیں کرتا آپ نے فرمایا "کیا آپ اس کو صرف زینت قرار دیتے ہیں؟ نہیں، یہ تو نہایت مفید چیز بھی ہے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم روزانہ پابندی سے اس کا استعمال کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے تھے کہ جو شخص سرمہ لگاتا ہے اس کو چاہیئے

کہ سلائیوں کی تعداد وتر (طاق) رکھے، زیادہ بہتر ہے، اور ایسا نہ بھی کرے تو کوئی ہرج نہیں۔" نیز امام صادقؑ فرماتے ہیں :۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت طاق عدد کے متعلق سُرمہ کی سلائیوں کے بارے میں تھی، دوسرے استنجار کے ڈھیلوں کے بارے میں، تیسرے استخارہ کے بارے میں۔" بہرحال سرمہ آنکھوں کی روشنی بھی بڑھاتا ہے منہ میں بدبو ہو تو وہ بھی دور کرتا ہے، اور یہی کام مسواک بھی کرتی ہے۔" کسی نے آپ سے پوچھا: "یہ کیسے؟" تو کہا: "اس لیے کہ یہ دونوں چیزیں بلغم کو دور کرتی ہیں۔"

سُرمہ کے وقت کی دُعا

اَللّٰھمّ انی اسئلک بحق محمد و آل محمد ان تصلی علی محمد و آل محمد، وان تجعل النور فی بصری، والبصیرۃ فی دینی والیقین فی قلبی، والاخلاص فی عملی والسلامۃ فی نفسی، و السعۃ فی رزقی والشکر لک ابدًا ما ابقیتنی۔	اے خدا میں بحق محمد و آل محمد تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو رحمت نازل فرما محمد و آلِ محمد پر، اور یہ کہ میری آنکھ میں نور بھر دے، اور میرے دین کو بصیرت سے، اور میرے دل کو یقین سے اور میرے عمل کو اخلاص سے اور میرے نفس کو سلامتی سے اور میرے رزق کو وسعت سے بھرپور کر دے، اور مجھے شکر گذار کر دے، ہمیشہ کے لیے جب تک کہ میں زندہ رہوں۔

تیل ڈالنا

وہ دعا جو تیل ڈالتے وقت حضرت امام جعفر صادق پڑھا کرتے تھے حسبِ

روایت شیخ سعید بن بابویہ یہ ہے :-

اللھم انی اسئلک الزین	اے اللہ میں تجھ سے زیب و زینت دنیا
والزینۃ فی الدنیا واعوذبک	کے لیے مانگتا ہوں اور دنیا و آخرت دونوں
من الشین فی الدنیا والآخرۃ	کے لیے عیب سے پناہ مانگتا ہوں۔"

نیز امام موصوف تیل کے فوائد کے بارے میں فرماتے ہیں : "تیل چہرے میں نرمی پیدا کرتا ہے اور ذہن کو قوت دیتا ہے اور مجاری آب کو سہل کرتا ہے اور کھردرے پن کو دور کرتا ہے ۔ اور رنگ کو صاف اور روشن کرتا ہے" نیز آپ نے فرمایا۔ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو تیل لگائے تو اس کے ہر بال کے برابر قیامت کے دن ایک ایک نور عطا ہوگا" آپ نے یہ بھی فرمایا :- "تیل غم کو دُور کرتا ہے" اور فرمایا "بنفشہ کا تیل سب تیلوں کا سردار ہے ۔"

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیتوں میں سے ایک وصیت حضرت علی کو یہ بھی تھی :-

"اے علی ؓ تم زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کو سر پر بھی لگاؤ ، جو ایسا کرے گا ، چالیس دن تک شیطان اس کے نزدیک نہیں پھٹکے گا" حضرت علی ؓ کا قول روغن بنفشہ کے بارے میں یہ ہے کہ وہ گرما میں سرد ہے اور سردیوں میں گرم ، آپنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل فرمایا : " روغنِ بنفشہ کی فضیلت دوسرے تمام تیلوں پر ایسی ہی ہے جیسی مذہبِ اسلام کی دوسرے تمام مذاہب پر ۔ یا میری فضیلت دوسری تمام مخلوق پر ۔"

فصل (۳) مسواک

کتاب مالایحضرہ الفقیہ میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل مجھ کو مسواک کے بارے میں ہمیشہ وصیت کیا کرتے تھے یہاں تک کہ مجھے خوف

ہوا کہ کہیں وہ اس کے فرض ہونے کی وحی نہ لائیں، وہ مجھے پڑوسی کے حق کے بارے میں ہمیشہ وصیت کیا کرتے تھے، حتیٰ کہ میں ڈرنے لگا کہ کہیں پڑوسی کو وارثوں کی فہرست میں نہ داخل کر دیں، اور غلام کے بارے میں ہمیشہ وصیت کیا کرتے تھے حتیٰ کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں مدت مقررہ کے بعد اس کے آزاد کر دینے کا لزوم نہ کر دیں"

موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔ "اشنان (ایک قسم کی گھاس) کا کھانا جسم کو گلاتا ہے، اور ٹھیکری سے مالش جسم کو نقصان پہنچاتی ہے، اور بیت الخلاء میں مسواک کرنا منہ میں بدبو پیدا کرتا ہے"

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "مسواک کرنا زبان میں فصاحت وشیرینی پیدا کرتا ہے "۔

نیز آپ نے فرمایا :۔ "جب تم روزہ رکھو تو مسواک صبح میں کر لیا کرو، شام میں نہ کرو، کیونکہ شام کے وقت روزہ دار کے ہونٹوں پر جو خشکی پیدا ہوتی ہے وہ حشر میں اس کے لیے ایک نور بن کر ظاہر ہو گی "۔

اور آپ ہی کا ارشاد ہے :۔ "سب میں اچھی مسواک زیتون کی لکڑی سے بنتی ہے جس کے درخت کو شجرۂ مبارکہ" کہا گیا ہے، یہ دانتوں کے میل کو جلد نکال دیتی ہے یہی میری مسواک اور مجھ سے پہلے کے انبیاء کی مسواک ہے"۔ امام صادق رضؓ فرماتے ہیں "چار باتیں پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں :۔ ختنہ، خوشبو، نکاح، اور مسواک"۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو جو وصیتیں کی تھیں اس میں سے ایک یہ بھی ہے :" اے علیؓ! تم ہر وضو کے وقت مسواک کیا کرو"۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ "مسواک آدھا وضو ہے "

امام صادقؓ فرماتے ہیں: "فتح مکہ کے بعد جب لوگ جوق درجوق اسلام میں داخل ہونے لگے تو ان میں سے بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جن کے دل نرم اور جن کے

منہ میں خوشبو تھی، صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: "یا رسول اللہ ان نومسلموں میں اتنی جلد یہ بات کیسے پیدا ہو گئی کہ یہ دل کے نرم اور منہ کے ایسے پاکیزہ ہیں؟"

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں، یہ لوگ جاہلیت کے زمانے ہی سے مسواک کرنے کے عادی رہے ہیں، یہی وجہ ان کے دل نرم اور منہ کے پاک وصاف اور خوشبودار ہونے کی"۔ امام صادقؓ فرماتے ہیں: "ہر چیز کے لیے ایک طہارت ہوتی ہے اور منہ کی طہارت مسواک ہے"۔ ابو جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکثر مسواک فرمایا کرتے تھے، تاہم یہ واجب نہیں، کچھ دنوں اس کو چھوڑ دو تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح روزہ دار کو دن کے کسی حصے میں بھی مسواک ممنوع نہیں ہے، اسی طرح احرام کی حالت میں بھی ممنوع نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دانتوں کی وبا کی موت ہوتی ہے"۔ امام باقر وصادق رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: "دو رکعت مسواک کے وضو سے ستر بغیر مسواک کی رکعتوں سے افضل ہیں"۔ امام باقرؓ فرماتے ہیں: "مسواک لازم کر لو چاہے، تین دن میں ایک مرتبہ ہی کیوں نہ ہو"۔ اور حدیث میں ہے: "سرمہ کو طاق عدد میں لگاؤ اور مسواک کو عرض میں کیا کرو"۔

بتلایا گیا ہے کہ امام جعفر صادقؓ نے اپنی وفات کے دو سال پہلے مسواک کو چھوڑ دیا تھا اور وہ اس لیے کہ آپ کے دانت کمزور پڑ گئے تھے۔ کہتے ہیں علی بن جعفرؒ سے کسی نے پوچھا: "اگر کوئی شخص صبح کی نماز میں جلدی کے سبب مسواک نہ کرے تو کیا مضائقہ ہے؟"۔ آپ نے کہا: "وقت جانے کا خوف ہو تو مسواک نہ کرے تو کوئی حرج نہیں"۔

نبیؐ نے فرمایا: "اگر میں اپنی امت پر تکلیف پڑنے کا خوف نہ کرتا تو ان کو ہر

نماز کے وضو کے وقت مسواک کرنے کا ضرور حکم دیتا، کہتے ہیں کہ کعبہ نے خدا کے پاس شکایت کی: "اے خدا! میرے پاس طواف کے لیے جو قومیں آتی ہیں ان کے منہ میں بدبو ہوتی ہے" خدا نے فرمایا: "اچھا، اب میں ایک قوم کو پیدا کر دوں گا جو نہایت طہارت پسند ہو، اور وہ اس لکڑی کی مسواک سے منہ صاف کیا کرے گی (یعنی زیتون کی)"۔

جب خدا نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور ان پر روح الامین جبریل کو نازل فرمایا تو اس نے جبریل کو مسواک اور خلال دے کر بھیجا کہ اس کی اپنی امت کو تعلیم کرے"۔

امام صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "مسواک میں بارہ خوبیاں ہیں: مسواک[1] سنت ہے۔ وہ منہ[2] کو پاک وصاف کرتی ہے، آنکھوں[3] کو جلا بخشتی ہے، خدا[4] کو راضی کرتی ہے، دانتوں[5] کو سفید بناتی ہے، دانتوں[6] کا میل دور کرتی ہے، مسوڑھوں[7] کو سخت کرتی ہے، بھوک[8] لگاتی ہے، بلغم[9] دور کرتی ہے، حافظہ[10] میں زیادتی کرتی ہے، نیکیوں[11] میں اضافہ کرتی ہے، فرشتے[12] ایسے آدمی سے خوش ہوتے ہیں"۔ کہتے ہیں کہ امام رضا کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں مسواکیں رہتی تھیں، ہر مسواک پر اس کی نماز کا وقت لکھا ہوتا تھا۔ کتاب طب الائمہ میں لکھا ہے کہ امام ممدوح فرماتے تھے:۔

"مسواک آنکھ کی روشنی بڑھاتی ہے، بال اُگاتی ہے اور آنسو دفع کرتی ہے"

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیتوں میں سے جو حضرت علیؓ کو کی گئی تھیں ان میں ایک یہ تھی: "اے علی! جہاں تک ہو سکے ہر نماز مسواک کے وضو سے پڑھا کرو۔ کیونکہ جو نماز مسواک کے وضو سے پڑھی جاتی ہے۔ وہ بغیر مسواک کی چالیس دن کی نمازوں سے افضل ہے"۔

کتاب اللباس میں بروایت ابوعبداللہؑ مروی ہے: "جبریل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے تین چیزیں لے کر نازل ہوئے: مسواک، خلال اور حجامت" اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قرآن کا راستہ پاک وصاف کرو"

لوگوں نے پوچھا: "قرآن کا راستہ کیا ہے یا رسول اللہ؟" فرمایا: "تمہارے منہ جس سے تم قرآن پڑھتے ہو" لوگوں نے کہا کیسے صاف کریں؟" فرمایا: "مسواک سے" اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

طھروا افواھکم فانھا مسالك التسبیح -	تم اپنے منہ صاف کیا کرو جو تسبیح کی راہیں ہیں۔

تہذیب الاحکام میں حضرت علیؓ سے روایت ہے، مسواک اللہ کی خوشنودی کا سامان ہے، نبی کی سنّت اور منہ کو پاک کرنے والی چیز ہے" امام صادق سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے:-

ثلاث یذھبن بالبلغم و یزدن فی الحفظ، السواك والصوم وقرأة القرآن -	تین چیزیں جو بلغم کو دور کرتی اور حافظہ کو ترقی دیتی ہیں وہ مسواک، روزہ اور تلاوتِ قرآن ہیں۔

باب سوم

حمام اور اس کے متعلقہ امور کے آداب

اس میں چھ فصلیں ہیں:-

فصل (۱) حمام میں داخل ہونے کا طریقہ

کتاب مالایحضرہ الفقیہ میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے، فرمایا: "جب تم حمام میں داخل ہو تو کپڑے اتارتے وقت یہ دعا پڑھو:-

اللّٰھُمَّ اَنْزِعْ عنّی ربقۃ النفاق وثبتنی علی الایمان	اے اللہ، میری گردن سے نفاق کا حلقہ نکال لے اور مجھے ایمان پر ثابت رکھ۔

اور جب اس کے پہلے کمرے میں داخل ہو تو یہ کہو۔

اللّٰھمّ انی اعوذ بك من شر نفسی واستعیذ من اذاہ	اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور پناہ مانگتا ہوں اس کی اذیت سے۔"

اور جب دوسرے کمرے میں داخل ہو تو یہ پڑھیے:-

اللّٰھم اذھب عنی الرجس النجس وطھر جسدی وقلبی	اے اللہ! مجھ سے گندگی اور پلیدی کو دور کر دے اور میرے جسم اور دل کو پاک کر۔

پھر گرم پانی لے کر اپنے سر پر ڈالو، اور اپنے پیر پر سے بہاؤ، اور ممکن ہو تو ایک گھونٹ اس کا پی لو، اس سے تمہارا مثانہ صاف ہوگا۔ دوسرے کمرے میں کوئی ایک گھنٹہ ٹھیرو پھر تیسرے کمرے میں جاؤ تو کہو:۔

نعوذ باللہ من النار ونسالہ الجنۃ۔ ہم دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور اس سے جنت کا سوال کرتے ہیں۔

گرم مکان سے نکلنے تک اسی کا ورد رکھو، حمام میں ٹھنڈا پانی یا فقاع (کچی شراب جو جو وغیرہ سے بنائی جاتی ہے) پینے سے پرہیز کرو، کیونکہ وہ بدن کو ضعیف کرتی ہے پھر اپنے دونوں پاؤں پر ٹھنڈا پانی بہاؤ، یہ تمہاری بیماری کو سارے جسم کے اندر سے بہا دے گا، جب تم حمام سے نکلو اور کپڑے پہن لو تو اس طرح دعا کرو:۔

اللّٰھم البسنی التقوٰی وجنبنی الردی۔ اے اللہ! مجھے تقویٰ کا لباس پہنا اور مجھے ہلاکت سے بچا۔

جب تم یہ کام کر لو گے تو تمام بیماریوں سے امن میں ہو جاؤ گے۔ حمام میں قرآن پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ بلند آواز سے نہ ہو، اور بالکل برہنہ ہو کر بھی نہ ہو۔" محمد بن مسلم نے ابوجعفر سے سوال کیا: "کیا امیر المومنین حضرت علیؓ نے حمام میں قرآن پڑھنے سے منع کیا ہے؟" کہا نہیں۔ البتہ ننگے ہو کر پڑھنے سے منع کیا ہے، اگر تہمد وغیرہ باندھے ہوئے ہو تو پھر پڑھ سکتے ہو۔" علی بن یقطین نے کاظمؓ سے کہا تھا کہ میں حمام ہی میں قرآن پڑھتا ہوں اور جماع کرتا ہوں، تو کہا کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: "حمام اچھا گھر ہے اس حیثیت سے کہ وہاں دوزخ کی آگ یاد آجاتی ہے اور میل دور ہوتا ہے۔" پھر یہ بھی فرمایا: "حمام برا گھر ہے اس حیثیت سے کہ وہاں ننگا ہونا پڑتا ہے امام صادق نے بھی کہا تھا۔ "حمام برا گھر ہے، کیونکہ وہ ستر کو کھولتا ہے اور

شرمگاہ کو ظاہر کرواتا ہے۔" پھر فرمایا: "حمام اچھا گھر ہے کیونکہ وہاں جہنم کی آگ کا اندازہ ہوتا ہے۔" اور حمام کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ ایک ہی حمام میں باپ بیٹے مل کر نہ داخل ہوں کہ وہ ایک دوسرے کی شرمگاہ کی طرف دیکھے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ کبھی اپنی عورت کو حمام میں نہ بھیجے گا۔" اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی عورتوں کو حمام میں داخل ہونے کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔ امام کاظم رضؓ فرماتے ہیں:- "حمام میں نہار منہ نہ داخل ہو، بلکہ کچھ نہ کچھ کھا کر جایا کرو۔"

کتاب المحاسن میں لکھا ہے کہ ابو عبداللہ رضؓ نے کہا: "حمام میں داخل نہ ہونا جب تک کہ تمہارے پیٹ میں کچھ نہ کچھ غذا ہو، اس سے معدہ کی جلن کی تسکین ہوتی ہے اور قوت پیدا ہوتی ہے، البتہ اس وقت بھی نہ جانا چاہیے جب کھانے سے پیٹ حد سے زیادہ بھر دیا گیا ہو، جس کو "امتلاء" کہتے ہیں۔ حمام میں قرآن پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، جب اس سے اللہ کی خوشی مقصود ہو، اپنی آواز کا امتحان کرنا مقصود نہ ہو۔" ابن ابو یعقوب کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ سے سوال کیا: "حمام میں جا کر جب سب لوگ ننگے ہو جاتے ہیں تو کیا ان کا ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے؟" آپ نے کہا۔ "مکروہ ہے" امام صادق رضؓ فرماتے ہیں: "حمام میں چت لیٹنا مضر ہے۔ اس سے گردوں کی چربی پگھلتی ہے۔" ایک راوی بیان کرتے ہیں: "جب امام صادق رضؓ حمام سے نکلتے تو فوراً کپڑے پہن لیتے، ساتھ ہی عمامہ بھی باندھ لیتے اور فرماتے کہ جاڑا ہو یا گرمی، میں حمام سے نکلنے کے بعد عمامہ باندھنا نہیں بھولتا۔" موسیٰ بن جعفر کہتے ہیں: "بکثرت حمام کرنے سے مٹاپا نہیں پیدا ہوتا، مگر بہت زیادہ کرنے سے گردوں کی چربی بھی پگھل جاتی ہے۔" عبدالرحمٰن

بن مسلم کہتے ہیں: "ایک دن میں حمام کے بیچ والے کمرے میں تھا کہ اتنے میں موسیٰ بن جعفر بھی آگئے، ان کے جسم پر لنگی تھی جو ایک چڈی کے اوپر تھی۔ انھوں نے مجھے السلام علیکم کہا، میں نے سلام کا جواب دیا، اس کے بعد میں حوض والے کمرے میں داخل ہو کر غسل کرنے لگا۔" امام رضا سے روایت ہے: "حمام سے نکل کر پاؤں دھو لینے میں کوئی مضائقہ نہیں، نہ دھو تو بھی کوئی حرج نہیں۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "جب تم حمام سے نکلو اور کوئی تمہارا دوست تم کو دیکھ کر کہے۔ طاب حمامك "تمہارا بڑا اچھا حمام ہوا" تو اس کے جواب میں کہو انعم الله بالك "خدا تمہارا دل بھی خوش کرے۔"

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

"بیماریاں تین ہیں اور دوائیں بھی تین ہیں۔ بیماریاں کیا ہیں، خون، صفرا اور بلغم (یعنی ان کی زیادتی) اور دوائیں کیا ہیں؟ حجامت (پچھنے لگوانا) خون کو کم کرنے کے لیے، حمام، بلغم دور کرنے کے لیے اور صفرار کی دوا تو پیدل چلنے کی ریاضت ہے۔" امام صادقؑ کہتے ہیں: "تین چیزیں موٹا کرتی ہیں اور تین چیزیں دبلا کرتی ہیں۔ موٹا کرنے والی چیزیں ہیں: حمام[1] کرنا، خوشبو سونگھنا، اور نرم کپڑے پہننا۔ دبلا کرنے والی چیزیں یہ ہیں، ہمیشہ زیادہ انڈے کھایا کرنا۔ مچھلی کھانا، حمام سے دور رہنا، یا زیادہ حمام کرنا۔"

امام باقرؑ کہتے ہیں:- حمام کے پانی کو نماز کی طہارت کے لیے استعمال کرتے ہیں کوئی مضائقہ نہیں، گو اس میں کچھ مواد سا نظر آتا ہو۔" داؤد بن سرحان نے ایک دن ابو عبداللہؑ سے پوچھا: "حمام کے پانی کے متعلق (طہارت کے نقطۂ نظر سے) آپ کا کیا خیال ہے؟" کہا "وہ بھی آب رواں کی طرح ہے؟" محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ سے پوچھا: "کیا ان حماموں کے پانی سے ناپاکی کا غسل ہو سکتا ہے؟"

[1] اعتدال کے ساتھ حمام کرنا مراد ہے۔

فرمایا:۔ "یقیناً ہو سکتا ہے، البتہ وہاں سے نکل کر ذرا پیر دھو لینا بہتر ہے، کیونکہ اس کو مٹی وغیرہ لگ جاتی ہے۔"

زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے امام باقرؑ کو دیکھا کہ انھوں نے پیر بھی نہیں دھوئے اور ویسے ہی نماز پڑھ لی"۔ امام صادقؑ کہتے ہیں:۔ "حمام سے نکل کر پیر دھونا آدھے درد سر (شقیقہ) کا علاج ہے، اور وہاں سے نکل کر عمامہ باندھنے کا ضرور خیال رکھو"۔ محمد بن موسے کہتے ہیں:۔ "امام جعفرؑ و امام باقرؑ، یہ دونوں باپ بیٹے، جاڑا ہو یا گرمی، حمام سے نکلنے کے بعد عمامہ سر پر باندھنے کی پابندی کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ ایسا کرنے سے درد سر کبھی نہیں ہوتا"۔

ایک روایت میں ہے کہ جب تم حمام میں جاؤ اور تم میں حرارت ہیجان کر رہی ہو تو ٹھنڈا پانی اپنے اوپر سے بہاؤ اس سے حرارت میں تسکین ہو گی، کہتے ہیں ایک شخص حمام سے باہر آیا تو حضرت علیؑ سے اس کی ملاقات ہوئی۔ فرمایا:۔ نقیتَ و بقیتَ (بہت صاف ہوئے، سلامت بھی رہو) (یعنی آپ نے دعا دی) مگر وہ شخص ہکا بکا سا رہ گیا کوئی جواب نہ دے سکا۔ حضرت علیؑ نے کہا "کیا تم کو اس کا جواب نہیں آتا؟" پھر ہنستے ہوئے حمام میں چلے گئے، وہ شخص وہیں ٹھہرا رہا تاکہ حضرت علیؑ نکلیں تو یہی فقرہ خود بھی کہے، چنانچہ حضرت علی باہر نکلے تو اس نے کہا "نقیت و بقیت" اس کے جواب میں حضرت علیؑ نے کہا:۔ "لا خَدَرَ و لا شعث" (یعنی تم کو کبھی سستی آئے نہ تمہارے کام میں پریشانی ہو) اب اسے معلوم ہوا اس کا جواب کیا ہے۔ کتاب طب الائمہ میں مذکور ہے کہ حضرت علیؑ فرماتے تھے:۔ "ہمیشہ ناخن منگل کے دن نکلوایا کرو اور بالوں کی حجامت بدھ کے دن بنوایا کرو، اور حمام جمعرات کو ہونا چاہیئے عطریات کا مشغلہ جمعہ کو"۔ کتاب الخصال میں بھی یونہی آیا ہے مگر فرق یہ ہے کہ یہاں حمام بدھ کو اور حجامت جمعرات کو بتلائی گئی ہے۔ کتاب اللباس میں مذکور ہے

کہ سعدان بن مسلم کہتے ہیں:۔ "میں ایک دن حمام کے پہلے کمرے میں تھا، اتنے میں حضرت علیؓ بھی وہاں آئے، اور ہم کو سلام کیا، میں نے کھڑے ہو کر ان کے سلام کا جواب دیا، پھر میں جلد جلد غسل کر کے باہر نکل گیا۔"

جنان بن سدید کے والد کہتے ہیں:۔ "ایک دن میں، میرے والد، میرے دادا اور چچا ایک حمام میں داخل ہوئے، اور حمام کر رہے تھے، اتنے میں ایک مرد بزرگ بھی اندر آئے اور ہم سے پوچھا: "آپ کا کس قوم سے تعلق ہے؟" ہم نے کہا "عراقی ہیں"۔ پھر پوچھا "عراق کے کس حصّے کے ہیں؟" ہم نے کہا "کوفہ کے"۔ یہ سن کر کہا: "مرحبا تم بڑے باقاعدہ لوگ ہو، مگر کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ "حمام میں آکر بالکل ننگے ہو جانے کی ایسی کیا ضرورت ہے؟ تھوڑا سا کپڑا باندھ لینے میں کونسا امر مانع ہے؟" ہم نے سن کر فوراً ایک چھوٹا سا کپڑا منگوایا اور پھاڑ کر اس کے چار حصّے کیے، اور اس کے لنگوٹ باندھ لیے، یہ دیکھ کر انھوں نے کہا: "اب بے فکری سے نہا سکتے ہو" پھر ہم نہا کر نکلے اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون مرد بزرگ تھے؟ ہمیں بتلایا گیا کہ یہ حضرت علی ہیں، امام حسین کے والد (کرم اللہ وجہہ) اور ان کے ساتھ ان کے فرزند محمد ہیں۔

فصل (۲) ستر عورت

کتاب مالایحضر الفقیہ میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ حمام میں بغیر تہمد باندھے داخل نہ ہو گا" آپ نے نہروں میں بھی بغیر تہمد کے اترنے سے منع کیا ہے، اور فرمایا "وہاں بھی پانی کے فرشتے رہتے ہیں جن سے حیا کرنی ضروری ہے"۔ ابو عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا: "جب تم ننگے ہوتے ہو تو شیطان تمہاری

شرمگاہوں کے حصّوں پر للچائی ہوئی نظریں ڈالتا ہے، اس لیے تہمد یا لنگی ضرور باندھ لیا کرو۔" امام باقر فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے کسی نے آکر بیان کیا کہ سعید بن عبد الملک حمام میں اپنی لونڈیوں کے ساتھ داخل ہوتے ہیں، آپ نے یہ سن کر فرمایا: "کوئی مضائقہ نہیں، اگر سب کے دھڑوں پر تہمد یا لنگی ہوتی ہو، اور وہ گدھوں کی طرح ننگے نہ ہو جاتے ہوں اور ایک دوسرے کی شرمگاہ کو نہ دیکھتے ہوں۔" ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن امام حسینؓ سے پوچھا: "اگر حمام میں اکیلا شخص جائے تو کیا اس کو بھی تہمد باندھنا ضروری ہے؟" آپ نے کہا: "اگر اکیلا ہو تو ننگا نہانے میں حرج نہیں ہے۔" تہذیب الاحکام، میں حذیفہ بن منصور سے روایت ہے کہ میں نے امام حسینؓ سے پوچھا: "یہ جو کہا جاتا ہے کہ "عورۃ المومن علی المومن حرام" اس کے کیا معنی ہیں؟" فرمایا: "عورت" سے یہاں مراد شرمگاہ نہیں، بلکہ یوں ہے کہ بعض لوگ کسی کی لغزش یا خطا کو پکڑ لیتے ہیں تاکہ اس کو ہدفِ ملامت بنائیں تو یہ طریقہ قابلِ مذمت اور حرام ہے۔" عبداللہ بن سنان نے بھی ایک دن امام صاحب سے یہی قول پیش کر کے دریافت کیا: "یہاں عورت سے مراد کونسی عورت ہے؟" آپ نے کہا: "نہیں کسی کا بھید کھولنا مراد ہے، ایسا تو نہ تھا کہ کبھی کسی کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا حلال تھا، بلکہ اس سے مطلب عیب چینی ہے۔"

فصل (۳) ٹھیکری کی مالش، تیل ڈالنا اور بیسن کا استعمال وغیرہ

کتاب مالا یحضرہ الفقیہ میں حضرت علیؓ کا یہ قول مذکور ہے: "حمام میں چت لیٹنے کی عادت بُری ہے، اس سے گردوں کی چربی پگھلتی ہے، اسی طرح پیر کو ٹھیکری سے ملنا بھی ٹھیک نہیں، یہ جذام پیدا کرتا ہے۔"

صادقؓ فرماتے ہیں: "ٹھیکری سے پیر ملنے میں برص کا اندیشہ ہے، چہرہ کو لنگی

سے ملنے سے رونق جاتی رہتی ہے"۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: جسم پر ٹھیکری مل کر نہانے سے جسم دبلا ہوتا ہے"۔ امام رضا کہتے ہیں: "حمام میں بیسن کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، اسی طرح ستو اور بھوسہ بھی رگڑ کر نہا سکتے ہو، اسی طرح تیل میں آٹا یا بیسن ملا کر بدن پر رگڑنے میں کوئی نقصان نہیں، اور جب ان سے بدن کو فائدہ پہونچ سکتا ہے تو اس کے خرچ کو اسراف میں شمار نہیں کیا جا سکتا، البتہ اسراف یہ ہے کہ غلط کاموں میں پیسہ صرف کیا جائے"۔ امام صادقؓ کہتے ہیں: "غلوق[1] کا جسم پر لگانا اور اس کا ہاتھوں کو لگانا بھی ناروا نہیں، مگر اس کی ہمیشگی مناسب نہیں"۔ کتاب اللباس میں مذکور ہے کہ کسی نے حضرت علیؓ سے کہا: "بعض لوگ حمام میں جا کر چونے سے بال اکھیڑتے ہیں پھر اس پر سے تیل اور آٹا لگاتے ہیں"۔ آپ نے کہا: "ہاں، یہ درست ہے کر سکتے ہیں"۔ ابوالسفائح کے ایک دوست کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن امام حسینؓ سے پوچھا: "ہم ایک دن مکہ کے راستہ میں تھے اور احرام کا ارادہ کر رہے تھے، ہمارے ساتھ بھوسہ نہ تھا کہ ہم مل کر نہاتے، اس لیے ہم نے ستو ہی استعمال کر لیا، کیا یہ اسراف ہے؟ آپ نے کہا: "جس چیز سے جسم کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اس کے خرچ میں کوئی اسراف نہیں میں نے کہا: "بعض لوگ کفایت شعاری کے خیال سے صرف روٹی اور نمک کھاتے ہیں" آپ نے کہا: "یہ کنجوسی ہے" پھر میں نے پوچھا: "مناسب کیا ہے؟" فرمایا: روٹی، گوشت یا گھی یا دودھ، یا روغن زیتون کے ساتھ کھانی چاہیے"۔ حضرت علیؓ سے کسی نے کہا: "ایک شخص چونے سے بال اکھیڑتا ہے پھر اس کے بعد آٹا لگاتا ہے، کیا اس میں ہرج ہے؟" آپ نے کہا: "کوئی ہرج نہیں"۔

---

[1] ایک قسم کی خوشبو جس کا جزو اعظم زعفران ہوتا ہے۔

فصل (۴) سر منڈانا اور زیر ناف اور بغل کے بال لینا

کتاب مالا یحضرہ الفقیہ میں مذکور ہے کہ رسول اللہؐ صلے اللہ نے ایک دن کسی شخص سے جو اپنا سر منڈا رہا تھا، مخاطب ہو کر فرمایا:- "یہ تیرے جمال میں اضافہ کرتا ہے"

امام صادقؑ کہتے ہیں:- "حج اور عمرہ کے دن ہی کی خصوصیت نہیں، کسی وقت بھی سر منڈانا تمہارے دشمن کے دل کو جلاتا ہے، اور تمہارے لیے زینت وجمال بہم پہنچاتا ہے۔" پھر فرمایا:- "وہ دین سے اس طرح باہر ہو کر نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار کے جانور میں گھس کر دوسری طرف نکل جاتا ہے، اور ان کی علامت "تسبید" ہے یعنی سر کا منڈانا اور تیل نہ ڈالنا"

کتاب تہذیب الاحکام میں بروایت امام صادقؑ مذکور ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا:- "بچوں کا سر ایسا نہ منڈانا کہ کہیں بال رہ جائیں اور کہیں نہیں" اور ایک روایت میں امام حسینؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جس کی گود میں بچہ تھا، اس کے سر میں کہیں بال تھے اور کہیں نہیں تھے آپ نے فرمایا:- "تم اس کا پورا سر منڈا دو، اس وقت تک میں دعا نہیں کروں گا" نیز آپ نے پیٹ کے بالوں کے منڈانے کی بھی ہدایت فرمائی ہے۔ امام باقرؑ فرماتے ہیں:- "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے امام حسنؑ وحسینؑ کا ختنہ اس وقت کروایا جب وہ سات دن کے تھے، ساتھ ہی سر بھی منڈوا دیا، اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی، اور عقیقہ کے بکری کے ہاتھ پاؤں دایہ کو دلوا دیئے" بیان کیا جاتا ہے کہ حجامت میں حکم یہ ہے کہ پہلے پیشانی کے بالوں سے منڈانا شروع کرکے پیچھے تک لے جایا جائے، اور ساتھ ہی "بسم اللہ وباللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ" پڑھنا جائے، نیز "اللھم اعطنی بکل شعرۃ نوراً یوم القیٰمۃ (اے اللہ ہر بال کے بدلے

قیامت میں نور عطا فرما)" کہنا جائے اور جب فارغ ہو تو کہے :۔ اللّٰھمّ زینی بالتقوٰی وجنبنی الرّدٰی : اے اللہ مجھے تقویٰ سے زینت دے اور ہلاکت سے بچا

کتاب الائمہ میں مذکور ہے کہ امام صادقؓ نے فرمایا: "زیر ناف کے بال ہر ساتویں دن نکال دینا چاہیئے، اور اگر چونے سے اکھیڑیں تو پندرہ پندرہ دن بعد" کتاب اللباس میں امام رضاؓ کا قول مذکور ہے: "تین باتیں ایسی ہیں کہ جو شخص ان کے فوائد جان لیگا انھیں کبھی نہ چھوڑے گا۔ بالوں کی درستی، بیواؤں کا عقد، اور کپڑوں کا سمیٹنا یعنی کیچڑ وغیرہ نہ لگنے دینا)" نیز آپ کا یہ قول بھی ہے :۔ "تین باتیں پیغمبروں کی سنتوں میں شمار ہوتی ہیں: خوشبو لگانا، بالوں کو درست کرنا، اور کثرت سے جماع" عمرو بن عثمان کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مرتبہ حضرت امام رضا سے کہا کہ بعض لوگ کہتے ہیں: "منیٰ کے سوا سر منڈانا گویا مثلہ کرنا ہے۔" آپ نے کہا۔ "سبحان اللہ ہمارے دادا حضرت علیؓ کے متعلق وثوق سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ حج سے واپس ہو کر اپنے اہل وعیال کے پاس آتے تو شہر میں قدم بھی نہ رکھتے جب تک اپنا سر منڈا نہ لیتے۔" امام صادق سے لوگوں نے پوچھا بالوں کے دراز کرنے کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟" آپ نے فرمایا:۔ "نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سارے اصحاب تو سر میں بال چھوٹے ہی رکھتے تھے۔" امام صادقؓ ہی کا ارشاد ہے:

"ناک کے بال لینا چہرے کو خوبصورت بناتا ہے۔" آپ ایک حدیث بھی بیان فرماتے ہیں: "جو شخص خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ضرور زیر ناف کے بال چالیس دن کے اندر منڈائے گا، اگر عورت ہو تو بیس دن کے بعد ایسا کرنا اس کے لیے ضروری ہے۔"

امام صادقؓ فرماتے ہیں: "ایمان دار عورت کو چاہیئے کہ سات دن سے زیادہ یہ بال بڑھنے نہ دے، اور مہینہ میں ایک بار تو چونے سے بھی ان کو اکھیڑنا چاہیئے، اس سے زیادہ

بڑھ جائیں تو اس کی نماز درست نہ ہو گی۔" نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: چاہے عورت ہو یا مرد پیٹ کے بال ضرور منڈا دے۔"

امام صادق رضؓ فرماتے ہیں: "خدائے تعالیٰ نے جب ابراہیم علیہ السلام سے کہا: "پاک ہو، تو آپ نے پہلے زیر ناف کے بال لیے۔" امام صادق بغل کے بالوں پر حمام میں طلاء کرتے تھے، اور فرماتے کہ بغل کے بالوں کو اکھیڑنا مضر ہے اس سے مونڈھے ضعیف ہوتے ہیں، اور آنکھوں پر بھی اس کا بُرا اثر پڑتا ہے، ہاں ان کو منڈا سکتے ہیں، اور اس پر طلاء لگانا منڈانے سے بھی بہتر ہے۔ مگر حضرت علی کا یہ قول بیان کیا گیا ہے کہ بغل کے بال اکھیڑنا بغل کی بدبو کو دور کرتا ہے، اور سنت بھی ہے، ایک حدیث میں آیا ہے: "بغل کے بال بڑھنے نہ دو، کیونکہ بغل کے بالوں کی جھاڑی میں شیطان کو آرام ملتا ہے۔"

امام صادق رضؓ فرماتے ہیں: "نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے زمانوں کا درمیانی فاصلہ ایک ہزار سال کا ہے، اور ابراہیم علیہ السلام کے دین کی بنیاد جن فطری امور پر اور توحید و اخلاص پر تھی ان کی شریعت کے بنیادی احکام میں سے نماز اور شرک سے اجتناب وغیرہ کے بعد ہی ختنہ، مونچھیں لینا، بغل کے بال اکھیڑنے اور ناخن کٹوانے اور زیر ناف کے بال لینے کے احکام تھے اس کے بعد ان کو بیت اللہ کی تعمیر کا حکم ہوا، اور حج و مناسک کے احکام ملے، اور یہی شریعت ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی اسی ترتیب سے دہرائی گئی ہے، جب خدا نے ابراہیمؑ سے کہا تھا کہ پاک ہو تو آپ کا پہلا کام بالوں کی طرف توجہ تھی، آپ نے سر منڈایا، بغل کے بال لیے، ناخن نکلوائے، پھر حکم ہوا: "پاک ہو۔" تو آپ نے زیر ناف کے بال لیے، پھر حکم ہوا: "پاک ہو"، تو آپ نے ختنہ کیا۔

فصل (۵) خطمی اور بیر کے پتّے سے سر دھونے کا بیان

کتاب مالایحضرہ الفقیہ میں مذکور ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:۔ "ہر جمعہ کو خطمی (خیرو) سے سر دھونا، برص اور جنون سے امن میں رکھتا ہے۔" اور فرماتے ہیں: "خطمی سے سر دھونا فقر و افلاس کو دور کرتا ہے، اور رزق میں وسعت دیتا ہے۔" علیؑ فرماتے ہیں: "خطمی[1] سے سر دھونا میل کو خوب دور کرتا ہے۔" روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مغموم سے تھے، اتنے میں جبریل امین آئے اور آپ کا سر بیر کے پتّے کے پانی سے دُھلایا، یہ پتّے وہ سدرۃ المنتہٰی سے لائے تھے موسٰی بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "بیر کی پتّی سے سر دھونا رزق کو لاتا ہے۔" امام جعفر صادق فرماتے ہیں: "بیر کے پتّے سے سر دھویا کرو کیونکہ ہر فرشتۂ مقرب اور تمام انبیاء و مرسلین نے اس کو مقدس کہا ہے۔" نیز فرمایا: "جو شخص بیر کے پتّے سے سر دھوئے اللہ تعالیٰ اس سے ستّر دن تک وسوسوں کو دور کر دیتا ہے اور جس سے ستر دن تک وسوسے دور ہو جائیں اور وہ خدا کا گنہ گار نہ ہو تو ضرور جنت میں داخل ہو گا۔" نیز آپ فرماتے ہیں: "جو شخص اپنی مونچھ کتروائے، ناخن نکلوائے اور جمعہ کے دن سر کو خطمی سے دھوئے تو وہ ایک غلام کو آزاد کرنے کے برابر ثواب کا مستحق ہو گیا۔" (تہذیب الاحکام) علیؑ نے اپنے ایک دوست کو وصیت میں لکھا تھا: "خطمی سے سر کو دھونا میل کو دور کرتا اور کیڑوں کو مارتا ہے۔" (طب الائمہ) جابر جعفی کہتے ہیں: "میں نے ایک مرتبہ ابو جعفرؑ کے پاس اپنے سر میں سخت کھجلی ہونے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا "آس کو جوش دے کر اس کا پانی نکالو، پھر اس کو سرکہ شراب میں ملا کر اچھی طرح پڑا رہنے دو، پھر اس سے سر اور داڑھی کے بال دھو کر تیل لگاؤ، تیل تازہ شیرج کا ہو تو بہتر ہے"

[1] خطمی ایک مشہور نبات ہے جس کا پھول سرخ ہوتا ہے اور کبھی سفید بھی ہوتا ہے (وحید اللغات)

انشاء اللہ صحت ہوجائے گی۔"

فصل (۶) چونے کے طلاء کا بیان

کتاب مالا یحضرہ الفقیہ میں مذکور ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا "جو شخص چونے کا طلاء کرنا چاہے تو اس طرح دعا بھی کرے:۔

اللھم ارحم سلیمان بن داؤد	اے اللہ تو سلیمان بن داؤد پر رحم فرما جس
علیھما السلام کما امرنا بالنورۃ	نے ہم کو چونا لگانے کا حکم دیا۔

ایسا کرنے سے چونے سے جلن نہ ہوگی۔ نیز فرمایا: "چونا لگا کر بہت دیر بیٹھنے سے فتق کا اندیشہ ہے۔"

کتاب المحاسن میں حکم بن علقبہؓ سے روایت ہے: "میں نے ابو جعفرؑ کو دیکھا کہ انھوں نے مہندی لی اور اپنے ناخنوں پر لگائی اور کہا: "اے حکم کیا خیال ہے تمہارا" ہم نے کہا: "جناب والا جو لگا رہے ہیں ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہی ہوگا"۔۔۔ آپ نے کہا: "بات یہ ہے، چونے سے جب ناخن جل جاتے ہیں تو اس طرح مہندی لگانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چونے کا طلاء استعمال کرنے کے بعد اس طرح مہندی لگالو تو تم کو تین بیماریوں سے امن ملتا ہے: جذام برص اور آکلہ"۔ علیؑ فرماتے ہیں: "چہار شنبہ کے دن چونا نہیں لگانا چاہیئے کہ اس میں نحوست ہے، باقی دنوں میں لگا سکتے ہو"۔ اور ایک روایت میں جمعہ کے دن لگانے سے ممانعت آئی ہے کہ اس روز لگانے سے برص کا اندیشہ ہے۔ امام رضا فرماتے ہیں: "جو شخص ایسا کرے اور برص کی بیماری مول لے تو پھر اس کو ملامت اپنے آپ ہی پر کرنی چاہیئے"۔ کتاب روضہ میں لکھا ہے کہ امام جعفرؑ فرماتے تھے کہ چونا لگانے کے بعد مہندی استعمال کرنا برص اور جذام سے محفوظ رکھتا ہے۔ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

"پانچ عادتیں برص کو پیدا کرتی ہیں : ایک تو جمعہ اور چہارشنبہ کو چونا لگانا، دوسرے اس پانی سے وضو یا غسل کرنا جو دھوپ میں گرم ہوا ہو، تیسرے ناپاکی کی حالت میں کھانا کھانا، چوتھے حیض والی عورت سے ہمبستری کرنا، پانچویں پیٹ بھرے رہنے پر بھی کھانا"۔

امام رضاؑ فرماتے ہیں : "اپنے زیرِ ناف کے بال دور کر دیا کرو کیونکہ وہ نجس ہیں"۔ امام صادق کی عادت تھی کہ حمام میں طلار کرتے اور موئے زہار اور بغل کے طلار کے وقت تخلیہ میں ہوتے، بعض روایتوں میں ہے کہ آپ کے غلام آپ کے سارے جسم کا طلار کرتے تھے" اور ارقط سے روایت ہے :- "ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں ایک حاجت لے کر حاضر ہوا، آپ اس وقت حمام میں تھے، مجھ سے پکار کر کہا : "ارقط کیا تم طلا کرتے ہو ؟" میں نے کہا، ہاں کبھی کیا کرتا ہوں"۔ آپ نے کہا : "ضرور کیا کرو کیونکہ وہ پاک کرنے والی چیز ہے"۔ لیث مرادی کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؑ سے پوچھا :- "آیا ناپاکی کی حالت میں طلار کر سکتے ہیں ؟" آپ نے کہا "کچھ مضائقہ نہیں"

امام رضا فرماتے ہیں کہ چار باتیں انبیار کے اخلاق میں سے ہیں :-

"خوشبو کا استعمال، بالوں کی استرے سے پاکی اور موئے زہار کا اکھیڑنا اور کثرتِ جماع"۔

باب چہارم

ناخن کٹوانا، مونچھ لینا، داڑھی گول کرنا اور سر میں کنگھی کرنا، آئینہ دیکھنا اور پچھنے لگوانا

اس میں چار فصلیں ہیں

فصل (۱) ناخن کٹوانے کا بیان

کتاب اللباس میں سلیمان بن خالد سے روایت ہے: "میں نے ابوالحسن علیؓ سے پوچھا: "کیا میں ہر جمعہ کو ناخن کٹوا دیا کروں؟" آپ نے فرمایا: "اگر لمبے ہو جائیں تو کٹوایا کرو۔"

موسیٰ بن بکیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے کہا:۔ "ہمارے لوگ ہر جمعہ کو ناخن کٹواتے اور مونچھ لیتے ہیں، کیا جمعہ کی پابندی ضروری ہے؟" آپ نے فرمایا جس روز چاہو کر سکتے ہو۔" امام صادق فرماتے ہیں: "ناخن کٹوانا، مونچھ کتروانا اور خطمی سے سر کو دھونا، فقر کو دور کرتا اور رزق کو بڑھاتا ہے۔"

ابوعبداللہ سے روایت ہے کہ فرمایا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے:
"جو شخص جمعہ کو ناخن لیتا ہے، حق تعالیٰ اس کی انگلیوں کی پوروں سے بیماری کو دور

کرتے ہیں اور اس میں شفا داخل کرتے ہیں"۔ اور آپ ہی راوی ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جمعہ کے دن ناخن لینا اور مونچھوں کا کتروانا جذام سے امان دیتا ہے"۔

امام حسن رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ "جو شخص جمعہ کو ناخن کٹوائے تو اس کی انگلیوں کی پوروں میں تکلیف نہ ہوگی"۔ اور فرماتے ہیں: "ناخن اور مونچھ ہر جمعہ کو لیا کرو، چاہے وہ چھوٹے ہی ہوں، ایسا کرنے سے جذام سے امن ملتا ہے"۔

کتاب المحاسن میں حسن بن علاؓ سے روایت ہے۔ "میں نے امام حسینؓ سے پوچھا کہ جمعہ کے دن ناخن اور مونچھ لینے کا کیا ثواب ہے؟" فرمایا۔ "ایسا شخص دوسرے جمعہ تک طاہر ہے"۔

ابی حمس کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عبداللہ بن حسن سے طلب رزق کا کوئی عمل دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: "یہ پڑھا کرو؛ اَللّٰھُمَّ تَوَلَّ اَمرِی وَلَا تُوَلِّہٖ غَیرَکَ۔" اے اللہ میرے معاملات کا والی تو بن جا، دوسرے کو اس کی ولایت مت سونپ"۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے اس کا ذکر امام حسینؓ سے کیا تو آپ نے کہا "کیا اس سے زیادہ موثر عمل میں تجھے بتلاؤں؟" میں نے کہا "ضرور!" آپ نے فرمایا "ہر جمعہ تم ناخن کٹوایا کرو اور مونچھ لیا کرو"۔ خلف کہتے ہیں "ایک مرتبہ میری آنکھوں میں جلن کی تکلیف پیدا ہوگئی، اس وقت حضرت علیؓ سے میری ملاقات ہوئی میں نے آپ سے اس کی شکایت کی، آپ نے کہا "کیا میں ایک عمل تم کو بتلاؤں جو تم کو ہمیشہ آنکھ کی تکلیفوں سے بچائے رکھے؟" میں نے کہا "ضرور بتلائیے" آپ نے فرمایا: "ہر پنجشنبہ کو ناخن نکلوایا کرو"۔ چنانچہ میں نے اس کی پابندی کی اور آنکھوں کے امراض سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہوگیا"۔ امام حسینؓ سے ایک حدیث مروی

ہے کہ "ہفتہ کے دن اور جمعرات کے دن ناخن نکلوانے اور مونچھ کتروانے سے داڑھ اور آنکھوں کے درد سے امن مل جاتا ہے۔" ابوجعفر فرماتے ہیں :- "جو شخص ہر جمعہ کو ناخن نکلوایا کرے اور مونچھیں لیا کرے، اور اس وقت یہ پڑھا کرے "بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ وآلہ الطیبین" تو اس کے ہر بال اور ہر ناخن کے بدلے اس کو ایک غلام کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور وہ کبھی بیمار نہ پڑے گا، سوائے مرض الموت کے" طب ائمہ میں ہے کہ انھوں نے یہ بھی فرمایا :- "جو شخص ہر بدھ کے روز ناخن نکلوایا کرے اور سیدھے طرف کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور بائیں طرف کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے تو اس کو رمد سے نجات ملے گی۔" باقرؓ فرماتے ہیں "جو شخص ہر جمعہ اپنے ناخن نکلوایا کرے تو اس کو چاہیئے کہ اپنی سیدھی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور بائیں چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔"

امام صادقؓ فرماتے ہیں :"جو شخص ہر جمعرات کو ناخن نکلوایا کرے اور صرف ایک ناخن چھوڑ کر اس کو جمعہ کو نکلوائے، تو خدا اس سے فقر کو دور کر دے گا۔" فردوس کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فقر سے اور آنکھ کی شکایت سے اور برص وجنون سے بچنا چاہتا ہے تو وہ ہر جمعرات کو ناخن نکلوایا کرے، اس طرح کہ سیدھی چھوٹی انگلی سے شروع کر کے بائیں چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔

کتاب المحاسن میں ذکر ہے کہ امام جعفر صادقؓ نے فرمایا :" ایک مرتبہ ایک زمانے تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل نہیں ہوئی، لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا :- "کیسے نہ رُکے گی، جب میرے پاس ایسے لوگ جمع رہتے ہیں جن کے ناخن بڑھے ہوتے ہیں اور جن کے جسم سے بدبو آتی ہے" امام باقر فرمایا کرتے تھے :" ناخن نکلوانے سے شیطان دُور ہوتا ہے اور ناخن بڑے رکھنے سے نسیان کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عورتوں سے

فرماتے تھے: "اے بی بیو! ناخن نکلوا دیا کرو، اس میں تمہارے لئے زینت بھی ہے"۔
امام جعفرؑ فرماتے ہیں: "انسان کا اپنے ناخن اور بال کو کہیں دفن کر دیا کرنا بہتر ہے، یہ مسنون طریقہ بھی ہے"۔ کتاب المحاسن میں ہے کہ یہ سنت مؤکدہ ہے، اسی طرح خون کو بھی دفن کرنا چاہیئے۔ ابوالحسن ثالثؑ سے کسی نے پوچھا کہ اگر کسی کے کپڑوں پر بال یا ناخن لپٹے ہوئے رہوں، یعنی کترنے کے بعد ان کو دور کیے بغیر اگر نماز پڑھ لے تو کیا یہ درست ہے تو آپ نے کہا، ہاں درست ہے، امام حسین فرماتے ہیں: "جو شخص جمعہ کے دن ناخن نکلوائے اور مونچھیں کتروا یا کرے اور اس وقت یہ پڑھا کرے: بِسمِ اللہِ وعلیٰ سنّۃِ محمدٍ وّآلِ محمّدٍ، تو اس کے ہر قلم کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، غلام بھی وہ جو اولاد اسمٰعیل سے ہو"۔ امام زین العابدینؑ جب منیٰ میں سر منڈواتے تھے تو حکم دیتے تھے کہ ان کے بال دفن کر دیئے جائیں۔

فصل (۲) مونچھ لینا، داڑھی کو گول کرنا اور آئینہ دیکھنا

مونچھ لینا

کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا: "جمعہ کے دن مونچھ لیا کرنا جذام سے امن میں رکھتا ہے"۔ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے: "لوگو، مونچھ مت بڑھایا کرو، یاد رکھو کہ اس کے بالوں کے نیچے شیطان کو سایہ ملتا ہے"، اور فرماتے ہیں: "جو شخص مونچھ نہ لیا کرے وہ ہم میں سے نہیں"۔ اور فرمایا "مونچھیں منڈوایا کرو اور داڑھی چھوڑو تاکہ یہودیوں سے مشابہت نہ ہو"۔ اور یہ بھی فرمایا: "مجوسیوں نے داڑھیاں چھوٹی کروا دیں اور مونچھیں بڑھا دیں اور ہم لوگوں کا عمل اس کے برعکس ہے اور یہی موافق فطرت ہے"۔ اور مونچھیں لیتے وقت یہ کہنے کا حکم ہے:

"بِسمِ اللہ و باللہ و علیٰ ملّتِ رسول اللہ"

امام صادق رض فرماتے ہیں کہ "مونچھ منڈوانا سنت ہے" سکونی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مونچھ لینا سنت ہے، اتنی کہ اوپر کے ہونٹ کے گھیرے یا کنارے تک نہ پہنچے، یعنی اوپر کے ہونٹ کا کنارہ کھل جائے، عبداللہ بن عثمان کہتے ہیں کہ انھوں نے امام حسین رض کو دیکھا کہ وہ مونچھ اتنی بڑھاتے کہ ان کے لبوں کا کنارہ نظر آتا۔

داڑھی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک شخص کو جس کی بہت ہی لمبی داڑھی تھی دیکھا اور فرمایا :- "کیا مضائقہ اگر تم داڑھی کو چھوٹی کرواؤ اور اسے درست کرلو" چنانچہ اس شخص نے اپنی داڑھی کو چھوٹی کروالی، تو آپ نے کہا "ہاں اب ٹھیک ہے ایسا ہی کیا کرو" محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام باقر رض کو دیکھا کہ ڈاڑھی کتروا رہے تھے، اور فرمایا کہ اس طرح اس کو گول کر لینا بہتر ہے، امام صادق رض فرماتے ہیں "داڑھی کی مقدار ایک مٹھی کے برابر ٹھیک ہے، باقی کو کتروا دینا چاہیئے" علی بن جعفر رض فرماتے ہیں، میں نے اپنے بھائی سے پوچھا کہ چہرہ کے بال لینا کیسا ہے؟" آپ نے کہا: اگر چہرے کی دونوں طرف سے ہو تو کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر سامنے سے ہو تو ایسا نہیں کیا جا سکتا"

سدیر صیرفی کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر رض کو دیکھا کہ داڑھی کترواتے وقت چہرہ کے بال اطراف سے منڈواتے تھے اور داڑھی چھوڑ دیتے تھے، حسن زیات کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر رض کو دیکھا کہ اپنی داڑھی چھوٹی کروالی اور فرمایا: اس طرح چھوٹی اور ہلکی داڑھی رکھنا ہی سعادت مندی ہے"

امام صادق رض فرماتے ہیں: "انسان کی عقل کا امتحان تین چیزوں سے جلد

ہو جاتا ہے:۔ ایک تو اس کی داڑھی سے دوسرے انگشتری کے نقش سے، تیسرے کنیت سے"۔ ابو ایوبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو جعفرؓ کو دیکھا کہ حجام کو داڑھی بنواتے وقت حکم دیتے تھے کہ اس کو گول بناؤ۔

بالوں میں سفیدی کا ظہور

کتاب اللباس میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "سفید بالوں کا ابتداءً سر کے اگلے حصے میں نکلنا برکت کی نشانی ہے، اور رخساروں پر نکلنا سخاوت کی، اور موچھوں میں شجاعت کی، اور سر کے پیچھے حصہ میں نحوست کی علامت ہے"۔

امام صادقؓ فرماتے ہیں: "ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ دیکھ رہے تھے کہ اس کی داڑھی میں نئے نئے سفید بال نکل رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "تم میں بزرگی کی نشانی ظاہر ہو گئی ہے، اسلام میں نور کی نشانی ہے، سفید بال قیامت کے دن تمہارے لیے نور بنیں گے"۔ امام باقرؓ فرماتے ہیں:۔ ایک مرتبہ جب ابراہیم علیہ السلام صبح کو بیدار ہوئے اور آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھا کہ داڑھی میں سفید بال نکل آئے ہیں تو کہا: "خدا کا شکر ہے کہ میں اس حالت اس درجہ تک پہنچ گیا کہ ابھی تک کسی گناہ سے میرا دامن آلودہ نہیں ہوا"۔ امام صادقؓ فرماتے ہیں: "حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں لوگ دیر سے بڈھے ہوتے تھے، مگر ابراہیم علیہ السّلام کی داڑھی میں سفید بال نسبتاً جلد نکل آئے، آئینہ دیکھ کر کہا: "یارب! یہ کیا ہے؟" خدا نے فرمایا "ابراہیم! یہ تیرے لیے باعثِ وقار ہیں"۔

آپ نے کہا:۔ "جب یوں ہے تو اے خدا میں اور زیادہ وقار چاہتا ہوں"

نیز آپ نے فرمایا: ''سفید بالوں کا ظہور نور ہے، تم لوگ اسے دور کرنے کی فکر مت کرو'' کتاب المحاسن میں مذکور ہے کہ امام حسین رضؓ نے فرمایا:۔

'' سفید بالوں کا کترنا یا نوچنا مضائقہ نہیں، تاہم میں نوچنے سے کترنا بہتر سمجھتا ہوں'' حضرت علی رضؓ نے بھی فرمایا تھا کہ '' نوچنا مکروہ ہے ''

آئینہ دیکھنا

کتاب النجات میں لکھا ہے کہ جو شخص آئینہ دیکھنے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئیے کہ آئینہ سیدھے ہاتھ میں پکڑے، پھر بسم اللہ پڑھے، اس کے بعد اپنا بایاں ہاتھ سر پر سہلاتے ہوئے چہرے پر لاوے اور اپنی داڑھی پر پھراوے اور کہے:۔

الحمد للہ الذی خلقنی بشراً سویا، وزاننی ولم یشنی وفضلنی علی کثیر من خلقہ ومنّ علی بالاسلام ورضیہ لی دیناً۔	تعریف ہے اس خدا کی جس نے مجھے سیدھا آدمی بنایا اور مجھے زینت دی اور مجھ میں کوئی عیب نہ ڈالا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر مجھے بزرگی دی، اور اسلام عطا فرما کر مجھ پر احسان کیا، اور میرے اس دین سے راضی ہوا۔

پھر جب آئینہ واپس رکھ دے تو کہے:۔

اللھم لا تغیر مابنا من نعمتك واجعلنا لانعمك من الشاکرین۔	اے خدا تو نے جو نعمت مجھے دی اس میں تغیّر مت فرما اور مجھے تیری نعمتوں کا شکر ادا کرنے والوں میں سے بنا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کو وصیت فرمادی تھی کہ جب تم آئینہ دیکھا کرو تو یہ کہو:۔

اللھم کما حسنت خلقی	اے خدا جس طرح تو نے میری خلقت کو درست کیا ہے

فحسن خلقی و رزقی ۔ اسی طرح میرے اخلاق کو بھی درست کر اور میرے رزق کو بھی۔

امام صادق رضؓ سے یہ دعا مروی ہے:۔

الحمد للہ الذی خلقنی فاحسن	تعریف ہے اس خدا کی جس نے مجھے پیدا
خلقی وصوّرنی فاحسن صورتی	کیا پھر میری پیدائش، اچھی کی، شکر ہے
الحمد للہ الذی زان منی	اس کا جس نے کہ مجھے زینت بخشی اور میرے
ماشان من غیری واکرمنی	دشمن کو عیب دیا اور مجھے اسلام کی
بالاسلام۔	عزت عطا فرمائی۔

فصل (۳) سر اور داڑھی میں کنگھی کرنا

کتاب مالایحضرہ الفقیہ میں مذکور ہے کہ کسی نے امام رضاؑ سے پوچھا: "خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا: خذوا زینتکم عند کل مسجد اس کا کیا مطلب ہے۔؟" آپ نے فرمایا:۔ "اس کا یہ مطلب ہے کہ بالوں میں کنگھی کر کے ان کو سجا کر آنا نہ کہ پریشان بالوں سے مسجد میں گھس جانا۔" امام صادق بھی اس آیت کا یہی مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "واقعی کنگھی سے بالوں میں خوبی پیدا ہوتی ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کی ہر حاجت پوری ہوتی ہے، اس سے جسمانی فائدہ بھی ہے یہ پیٹھ کو مضبوط کرتی ہے اور بلغم کو کاٹتی ہے۔ اس سے وبائی امراض سے بھی بچاؤ ہوتا ہے اور داڑھی میں کنگھی کرنے سے مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں۔"

ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؓ فرماتے ہیں:۔ "جب تم سر اور داڑھی میں کنگھی کر چکو تو اب اس کو سینہ پر بھی تھوڑا سا پھیر لو، اس سے دل سے ہول اور پریشانی دور ہوتی ہے اور وبا سے تحفظ ہوتا ہے۔"

امام صادقؓ فرماتے ہیں:۔ "جو شخص برابر گنتی رکھ کر ستّر مرتبہ داڑھی میں

کنگھی کرے تو شیطان چالیس دن تک اس سے دُور ہو جاتا ہے۔" (روضۃ الواعظین)
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم داڑھی کے نیچے یعنی پچھلی طرف بھی کنگھی پھیرا کرتے تھے، نیچے چالیس مرتبہ اور آگے سات مرتبہ اور فرماتے: "یہ ذہن میں تیزی پیدا کرتا ہے اور بلغم کاٹتا ہے۔"

ایک روایت میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے سر، داڑھی اور سینے پر سات مرتبہ کنگھی پھیرے گا، اس کو کوئی بیماری نہیں ہوگی" اور نیز آپؐ نے فرمایا: "جو شخص کھڑے ہو کر کنگھی کرے گا، خدا اس کا دین مضبوط کرے گا۔"

امام کاظمؑ فرماتے تھے: "کنگھی کرو تو ہاتھی دانت کی کرو، یہ بہتر ہے اس سے وبائی امراض دور ہوتے ہیں۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "کنگھی بخار کی وبا سے بھی محفوظ رکھتی ہے" اور فرمایا: "ہاتھی دانت کی کنگھی اچھی ہے، نیز سرمہ دانی اور تیل دانی بھی اسی کی ہونی چاہیئے۔" اور فرمایا: "نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اچھے خوبصورت بال خدا کا عطا کردہ حسین لباس ہیں اس کی حفاظت کرو۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "سر کے بالوں کو سلیقہ کے ساتھ دراز کرنا بھی بہتر ہے یا پھر اس کو کاٹ دینا چاہیئے، چنانچہ رسول اکرمؐ اکثر بال اتنے کٹوا دیتے تھے کہ آپ کے بال کان کی لو سے نیچے نہیں ہوتے۔" امام صادقؑ مانگ نکالنے کی بھی اجازت دیتے ہیں، اور فرماتے ہیں: "گو یہ سنّت تو نہیں، کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مانگ نکالنا ثابت نہیں، اور نہ انبیا بالوں کو باندھا کرتے تھے۔" آپ کا ارشاد ہے: "حمام میں کنگھی مت کرو، اس سے بال کمزور ہو جاتے ہیں۔"

یزید بن مسلم سے روایت ہے کہ ابوعبید اللہؓ نے فرمایا: "کنگھی فقر اور بیماریوں کو دور کرتی ہے۔" رسول اللہؐ نے فرمایا تھا، "کنگھی کرنا وبا کو بھگاتا ہے اور

تیل دردِ سر کا علاج ہے"۔

امام حسینؓ فرماتے ہیں:۔ "سینہ پر سے کنگھی پھیرنا غم کو دُور کرنے کا نسخہ ہے"۔

عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں:۔ میں نے ابو جعفر سے پوچھا کہ ہاتھی دانت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، کیا اس کی کنگھی بنائی جا سکتی ہے؟ فرمایا: "ضرور بناؤ، میری کنگھی اسی کی تو ہے"۔ قاسم بن ولید کہتے ہیں کہ میں نے امام حسینؓ سے پوچھا: "کیا ہاتھی دانت کی کنگھی اور تیل دانی استعمال کی جا سکتی ہے؟" آپ نے کہا "شوق سے"۔ اور فرمایا "البتہ چاندی کی کنگھی اور تیل دانی مکروہ ہے"۔

محمد بن عیسٰی کہتے ہیں کہ حضرت ابو جعفرؓ چاندی کے ہر قسم کے برتن کو مکروہ قرار دیتے ہیں، البتہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت علیؓ کی کنگھی پر چاندی کا خول ہوتا تھا مگر بعض کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے صرف ایک حلقہ سا ہوتا تھا۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت عباسؓ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے اور لکڑی کا سہارا لینے لگے تو آپ کی خدمت میں ایک عصا پیش کیا گیا جس پر چاندی کا ٹوپن[۱] لگا تھا اور جس کا وزن تقریباً دس درہم تھا، آپ نے کہا اس کو توڑ دو، چنانچہ وہ توڑ دیا گیا، آپ نے فرمایا، صرف پانی پینے کی حد تک چاندی کا برتن روا ہے، کیونکہ اس کو صرف ہونٹ لگتے ہیں"۔ کتاب النجات میں مذکور ہے کہ امام صادقؓ نے فرمایا: "جب تم کنگھی کرنا چاہو تو پہلے سیدھے ہاتھ میں اس کو پکڑو اور بیٹھ جاؤ، پھر تالو پر اس کو رکھو اور پھراؤ اور آگے تک لے آؤ اور کہو:۔

اللّٰھُمَّ حسن شعری و بشری و طیبھما اصرف عنی الوباء	اللہ تو نے میرے بالوں کو اچھا بنایا میرا چہرہ بھی خوب بنایا تو مجھ سے وبائی امراض کو دور رکھ"

پھر کنگھی کو پیچھے کی طرف لے جاؤ اور کہو:۔ "اللّٰھُمَّ لا تردنی علی عقبی واصرف عنی کید الشیطان" (اے خدا مجھے ایڑیوں کے بل مت لوٹا یعنی کفر پر مت لوٹا ایمان پر قایم

[۱] چاندی کی موٹھ تھی۔

رکھ) اور مجھ سے شیطان کے دھوکے کو دور رکھ) پھر کنگھی کو بھوؤں پر پھیرو اور کہو: اللّٰھمّ زیّنی بزینۃ الھدٰی (اے خدا مجھے ہدایت سے مزیّن فرما۔) اس کے بعد کنگھی کو مانگ کی طرف لے جاؤ۔ پھر سینہ پر پھراؤ اور کہو: "اللّٰھمّ سرّح عنّی الغموم والھموم ووحشۃ الصدر ووسوسۃ الشیطان (اے خدا مجھ سے غم و رنج کو دور کر اور دل کی وحشت کو اور شیطان کے وسوسے کو دفع فرما) اس کے بعد سر کے بالوں کے اندر کنگھی چلائے، نیچے کی طرف سے شروع کرے اور یہ کہے: "انّآ انزلناہ فی لیلۃ القدر (ہم نے قرآن کو شب قدر میں اُتارا ہے)" حماد بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام رضاؓ خلیفۂ مامون الرشید کے پاس جانے کے لیے تیار ہوئے، سواری آگئی، آپ نے کنگھی منگوائی اور سر میں کی اور کہا: "سلیمان! کیا تم کو معلوم ہے کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سُنا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اپنے سر، داڑھی اور سینہ پر سات مرتبہ کنگھی پھیرے اس کے نزدیک کوئی وبا نہیں آئے گی۔" (طب الائمہ)

ابوالحسن عسکریؓ سے روایت ہے: "ہاتھی دانت کی کنگھی کا استعمال کرنے سے سر میں بال اُگتے ہیں اور دماغ سے کیڑا دفع ہوتا ہے اور صفرے کی حدت ٹھنڈی پڑتی ہے، اس سے مسوڑھے بھی مضبوط ہوتے ہیں۔" ابوالحسن موسیٰؓ فرماتے تھے: "کھڑے ہو کر کنگھی کرنے سے دل کمزور ہوتا ہے، اور بیٹھ کر کرنے سے دل میں قوت آتی ہے، اور جلد کے امراض دور ہوتے ہیں۔"

امام صادقؓ فرماتے ہیں: "سر کے بالوں میں کنگھی کرنے سے مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں۔" حضرت ابن عباسؓ سے سر منڈانے کے متعلق پوچھا گیا تو کہا: "اچھا ہے۔" ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سر اور داڑھی میں کنگھی کرنے سے جسم کے اکثر امراض دور ہوتے ہیں۔" آپ ہر وضو

کے بعد داڑھی میں کنگھی پھیرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ یہ فقر کو دور کرتی ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "کھڑے ہو کر کنگھی کرنا افلاس کو دعوت دیتا ہے"۔ ایک روایت میں ہے :۔ "جب تم کنگھی کرنے لگو تو پہلے کنگھی کو نیچے سے اوپر کی طرف لے جاؤ اس طرح چالیس مرتبہ کرو، اور سورۂ انا انزلناہ پڑھتے جاؤ پھر اوپر سے نیچے کی طرف لے آؤ سات مرتبہ اور سورۂ والعادیات پڑھتے جاؤ پھر کہو:۔ اللّٰھم فرج عنی الھموم ووحشۃ الصدر ووسوسۃ الشیطان" (اے خدا مجھ سے غموں کو دل کی وحشت کو اور شیطانی وسوسہ کو دور فرما)"

فصل (۴) پچھنے لگوانے کا بیان

"طب الائمہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام صادقؑ نے فرمایا: "فسادِ خون کی تین علامتیں ہیں: بدن پر پھوڑے پھنسیوں کا نکلنا، کھجلی کا ہونا، جوئیں چلنا"، دوسری روایت میں ہے کہ زیادہ پایہ مدفع اونگھ بھی اسی کی علامت ہے، آپ فرماتے ہیں "جب تم دیکھو کہ تمہارے گھر والوں میں سے کسی میں یہ علامتیں پائی جاتی ہیں تو پہلے ان کے چہرے پر نظر ڈالو، اگر اس میں پیلا پن نظر آئے تو سمجھو صفرا کا غلبہ ہے، اس کے لیے پانی پینا اچھا ہے، اگر سرخی نظر آئے تو یہ غلبۂ خون ہے، اس لیے علاج میں پچھنے لگوانے کا انتظام کرنا چاہیئے"۔ نیز یہ بھی فرماتے تھے۔ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غلبۂ خون بسا اوقات مہلک ہوتا ہے، اس لیے پچھنے لگوانا ضروری ہے"۔ انصاری روایت کرتے ہیں کہ امام رضاؑ جب اپنے میں فسادِ خون یا اس کے غلبہ کی علامات دیکھتے تو پچھنے لگواتے، آپ آدھی رات گذر جانے کے بعد پچھنے لگواتے۔ جعفر بن محمد کہتے ہیں: "رمضان کا مہینہ ہو تو روزہ دار کو پچھنے نہیں لگوانا چاہیئے۔ رمضان گذر جانے دے اور پچھنے لگوانے کا علاج صرف غلبۂ خون ہی کی صورت میں کرے، البتہ ہم لوگ رمضان

میں بھی پچھنے لگواتے صرف رات میں اور اس کے لیے اتوار کا دن مقرر کرتے اور غلام ہمارے پیر کو پچھنے لگاتے۔" نیز آپ کی یہ بھی ہدایت ہے کہ پیٹ بھرنے کے بعد حمام میں نہ جائیں اور پچھنے خالی پیٹ نہ لگوائیں۔ پچھنے لگوانے سے جسم میں قوت آتی ہے پسینہ بہتا ہے اور غلیظ خون نکل جاتا ہے۔ عالم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "کھانا کھا کر پچھنے لگوانے میں یہ حکمت ہے کہ کھانے کے بعد خون جمع ہو جاتا ہے اور جو چیز کہ بہہ کر نکلتی ہے وہ روگ کا مادّہ ہوتا ہے، بھوکے رہ کر لگواتے ہیں اس کا معکوس عمل ہوتا ہے یعنی خون تو بہہ کر نکل جاتا ہے اور بیماری اندر رہ جاتی ہے۔" زید شحام کہتے ہیں: "میں ایک مرتبہ امام حسینؑ کے پاس گیا، آپ نے اسی وقت حجام کو بلایا تھا، آپ نے اس سے کہا "ہاں پچھنے لگا۔" اور خود ایک انار لے کر کھانے لگے، جب فارغ ہوئے تو پھر ایک اور انار منگوایا اور کھایا اور فرمایا کہ اس سے سوزش میں سکون ہوتا ہے۔" ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے اپنے ایک دوست سے، جب وہ پچھنے لگوا رہے تھے، فرمایا: "جب خون بہہ رہا ہو تو تمہاری زبان پر یہ ہونا چاہیے۔" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اعوذ باللہ الکریم فی حجامتی ھذہ من العین فی الدم ومن کل سوء (خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمان و رحیم ہے، خدائے کریم سے پناہ مانگتا ہوں میری اس حجامت میں میرے خون کو نظر لگنے سے اور ہر برائی سے)۔" جب تم یہ کہو تو تمہیں خاطر جمع رکھنا چاہیے، کیونکہ خداوند کریم اپنے کلام میں فرماتا ہے:۔ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء (الاعراف، ۱۸۸) (اے محمد! کہو اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے منافع حاصل کر لیا کرتا اور کوئی مضرت ہی مجھ پر واقع نہ ہوتی)۔"

ابو صبر کہتے ہیں:۔ "ابو جعفر پوچھا کرتے کہ تم لوگ پچھنے لگوانے کے بعد کیا کھاتے ہو؟ میں نے کہا "ہندبا اور سرکہ" فرمایا "کوئی مضائقہ نہیں۔"

امام حسین رضؓ کے متعلق روایت ہے کہ حجامت[1] کے بعد آپ نے اپنی ایک لونڈی کو پکار کر شکر کی تین ڈلیاں منگوائیں اور کہا کہ حجامت کے بعد شکر کھانا صرف شدہ قوت کا بدل ہے اور وہ مقوی بھی ہے ۔ امام کاظم رضؓ فرماتے ہیں :" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حجامت کرانا چاہیے تو چاہیئے کہ ہفتہ کے دن کرائے "۔ امام صادق فرماتے ہیں " حجامت اتوار کے دن ہر بیماری سے شفا ہے " اور روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا گذر کچھ لوگوں پر سے ہوا جو حجامت کروا رہے تھے، آپ نے فرمایا :" اگر یہی حجامت تم لوگ اتوار کے دن کرواتے تو کتنا بہتر ہوتا، کیونکہ اس میں ہر مرض سے شفا ہے ۔" اور آپ ہی سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہؐ حجامت پیر کے دن بعد عصر کرواتے تھے ۔
ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا :" جو شخص منگل کے دن سترہ یا انیس یا اکیس تاریخوں میں واقع ہو حجامت کروائے تو سال بھر کیلیے اسکو صحت کی امید ہوجاتی ہے ۔" اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے بدھ کے دن جب سورج برجِ عقرب میں ہو حجامت سے منع فرمایا ہے، زید بن علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :" جو شخص چہار شنبہ کے دن حجامت کروائے اور اس کو برص کی سفیدی آجائے تو ملامت اپنے آپ ہی پر کرے "
امام صادق رضؓ نے اپنے آباء سے (جن میں حضرت علی رضؓ بھی ہیں) روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔" جبریل عؑ نے نازل ہو کر مجھے بدھ کے دن حجامت سے منع کیا اور کہا کہ یہ ہمیشہ منحوس[2] دن ہے "
امام صادق رضؓ کہتے ہیں : جو شخص مہینہ کی آخری جمعرات کو دن کے آخری حصہ میں حجامت کروائے تو تقریباً سارے امراض سے محفوظ رہے گا ۔" اور آپ فرماتے ہیں : " جمعرات کے دن پچھنے لگوانے کے مقام پر خون جمع ہوجاتا ہے ؛ جب سورج کو زوال

---

[1] یہاں حجامت سے مراد پچھنے لگوانا ہے ۔ [2] " نحس مستمر " یعنی ہمیشہ منحوس دن چہار شنبہ کا وہ دن ہے جس میں عاد پر عذاب نازل ہوا تھا، قرآن میں یوم نحس مستمر سے چہار شنبہ کا دن مراد ہے ۔

سے پہلے یہ ہو جانا بہتر ہے۔"

مفضل بن عمر کہتے ہیں: "ایک مرتبہ میں امام جعفر صادقؓ کے پاس گیا، وہ جمعہ کے دن پچھنے لگوا رہے تھے اور فرمایا: "کیا تم آیۃ الکرسی نہیں پڑھتے[1]؟ اور جمعہ کے دن زوال کے ساتھ پچھنے لگوانے سے منع کیا۔" اور حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ "حزیزان[2] کی سات تاریخ حجامت کے لیے اچھی ہے، اگر یہ فوت ہو جائے تو پھر چودہ۔" امام صادقؓ فرماتے ہیں: "حجامت کرانا ہو تو آیۃ الکرسی پڑھ لو اور جس تاریخ چاہو کرواؤ۔"

شعیب عقر قوفی سے روایت ہے: "میں حضرت علیؓ کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ بدھ کے دن حجامت کروا رہے تھے، میں نے کہا "میں نے سنا ہے کہ بدھ کے دن حجامت کروانے سے برص کا اندیشہ ہے۔" آپ نے فرمایا: "اس کا اندیشہ صرف اس کے لیے ہے جس کا نطفہ حیض کی حالت میں قائم ہو گیا ہو۔"

امام صادقؓ فرماتے ہیں: "خون جب غلیان (جوش) کی حالت میں ہو تو حجامت نہیں کروانی چاہیئے ورنہ موت کا اندیشہ ہے اگر کوئی ایسا کروانا بھی چاہے تو دن کے اخیر حصہ میں کروائے۔"

فردوس میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حجامت نہار منہ دوا ہے، اور پیٹ بھرنے پر بیماری ہے، اور مہینے کی ۱۷ تاریخ شفا ہے، اور منگل کے دن بدن کی صحت کا سبب ہے اور جبریلؑ نے مجھ کو نصیحت کی حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ شاید یہ ضروری ہو جائے۔"

---

[1] مطلب یہ کہ آیۃ الکرسی پڑھ کر جو تاریخ چاہیں پچھنے لگوا سکتے ہیں، جیسا کہ بعد میں اس کا ذکر آیا ہے (مترجم)۔ [2] حزیزان یونانی مہینہ کا نام ہے جو جون کے مساوی ہے۔

نیز فرمایا: "حجامت منگل کے دن سترہ تاریخ سال بھر کے لیے شفاء کا سبب ہے"
اور یہ بھی فرمایا: "حجامت اتوار کے دن شفا ہے"۔ اور فرمایا: "سر میں حجامت لگوانی سات بیماریوں سے شفا ہے۔ جنون، جذام، برص، اونگھ، داڑھ کا درد، آنکھوں میں اندھیری آنا درد سر"۔ اور فرمایا "حجامت عقل کو بڑھاتی ہے اور حافظہ کو قوی کرتی ہے"۔ اور فرمایا: "سر کے نچلے حصہ میں پچھنے لگانے سے نسیان پیدا ہوتا ہے"۔

علیؑ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں حجامت کروائی نیز دونوں کندھوں کے بیچ میں اور گدی میں بھی، اور فرمایا: "ان میں سے پہلی نفع بخش ہے، دوسری بابرکت ہے، تیسری بچانے والی ہے"۔ دوسری حدیث میں ترتیب برعکس ہے۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں "رسول اللہؐ نے یہ فرماتے ہوئے اپنے سر کی طرف اشارہ کیا کہ تم پر "مغیثہ" (برکت والی پچھنی) لازمی ہے کیونکہ وہ جنون اور جذام، برص اور آکلہ اور درد دندان سے نجات دلا سکتی ہے"۔ اور آپ ہی سے روایت ہے فرمایا: "جب کوئی بچہ چودہ مہینہ کا ہو جائے تو اس کی حجامت کرواؤ، اس سے اس کا لعاب کم ہوگا اور سر کی حرارت میں بھی کمی ہوگی"۔

معاویہ بن حکم کہتے ہیں۔ "ابو جعفر نے ایک طبیب کو بلایا، اس نے آپ کی ہتھیلی کے بطن میں فصد دی"۔

محسن الوشا کہتے ہیں: "میں نے امام حسینؑ کے پاس جا کر اپنے درد جگر کی شکایت کی تو انھوں نے فصد دینے والے کو بلا بھیجا، اس نے میرے پاؤں میں فصد دی"۔ اور آپؑ نے فرمایا: "کوٹھے کے درد کے لیے کاشم[1] پیا کرو"۔

امام صادق کے پاس ایک شخص نے آکر اپنے پیر میں کھجلی ہونے کی شکایت کی

---

[1] دوا کا نام۔

تو آپ نے کہا کہ دونوں پاؤں میں ایڑی اور ٹخنہ کے بیچ میں تین مرتبہ فصد لو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اس کی شکایت جاتی رہی۔

حضرت علیؑ کے پاس بھی اسی طرح ایک شخص نے کھجلی کی شکایت کی تو آپ نے پاؤں میں فصد لینے کی رائے دی اور کہا: "خارش اکثر جگر کی تبخیر سے ہوتی ہے اس لیے سید ھے پاؤں کی رگ کھلوانی چاہیئے۔" آپ نے یہ نسخہ بھی بتلایا کہ دو درہم روغن بیٹھے بادام کا لو اور اس کو تھوڑے سے آش جو میں ملاکر پیو اور ترشی اور سرکہ سے پرہیز کرو۔ چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اُسے خدا کے حکم سے کامل صحت ہو گئی۔ مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے امام حسینؑ سے اپنے پورے جسم پر خارش کی شکایت کی تو آپ نے کہا کہ بازو کی رگ کی فصد کھلواو۔ چنانچہ میں نے کھلوائی الحمدللہ مجھے صحت ہو گئی اور میں نے تسکین کی سانس لی۔ ایک روایت میں ہے کہ اسی طرح ایک شخص نے آپ سے خارش کی شکایت کی تو آپ نے کہا "کیا تو نے دوا کھائی"۔ کہا "ہاں" پھر پوچھا: "کیا تو نے فصد کھلوائی؟" کہا "ہاں مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔" آپ نے کہا۔ "جاؤ پھر کھلواؤ"۔ اس طرح تین مرتبہ صرف پاؤں کی رگ ہی کی فصد کھلوائی گئی، اور اس شخص کو صحت حاصل ہو گئی۔

باب پنجم

خضاب زینت انگشتری اور اسکے متعلق امور

فصل (۱) خضاب کی ترغیب اور اُس کی فضیلت

کتاب مالا یحضر الفقیہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مہندی کا خضاب کیا کرو، اس سے بینائی تیز ہوتی ہے اور سر میں بال اُگتے ہیں اور جسم میں خوشبو آتی ہے۔" امام صادق رضؑ فرماتے ہیں: "مہندی چہرے کی رونق بڑھاتی ہے، خوشبو پیدا کرتی اور لطفہ کو اچھا کرتی ہے۔"

حضرت علی رضؑ فرماتے تھے: "خضاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تحفہ ہے مگر کونسا خضاب ؟ مہندی کا اور یہ سُنّت ہے۔" اور آپ ہی نے فرمایا: "ایک مرتبہ دو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ایک کی داڑھی کو مہندی کا خضاب تھا، آپؐ نے ان سے فرمایا۔ خضاب کا رنگ اچھا ہے، دوسرے صاحب کی داڑھی پر اسی کا گہرا رنگ چڑھا تھا، آپ نے اُن سے کہا یہ اور بھی اچھا رنگ ہے اور ان کو دیکھ کر مسکرا دیئے۔"

ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے حضرت علی رضؑ سے فرمایا: "اے علی رضؑ اگر تم مہندی کے خضاب

میں ایک درہم بھی خرچ کرو تو دوسرے کاموں میں ہزار درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے، سوائے جہاد و خیرات کے کاموں کے" اور اس کے چودہ فائدے بتلائے، "یہ کانوں کی بو دور کرتا ہے، بینائی بڑھاتا ہے، ناک کے نتھنوں کی صفائی کرتا ہے، منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے، داڑھوں کو مضبوط کرتا ہے، تکان کو دفع کرتا ہے، وسوسہ شیطانی کو کم کر دیتا ہے، اس سے فرشتے خوش ہوتے ہیں، اس سے مسلمان خوش ہوتے ہیں، اس میں زینت ہے، اس میں خوشبو ہے، اس سے بعد مرنے کے منکر و نکیر خوش ہوتے ہیں، اس سے قبر میں عذاب سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔"

مثنیٰ یمانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "محبوب ترین خضاب اللہ کے پاس گہرا خضاب ہے" (کتاب اللباس) ذروانِ مدائنی روایت کرتے ہیں: "میں ایک دن حضرت علیؓ کے پاس گیا، اس وقت آپ نے خضاب کیا تھا، میں نے کہا، "میری جان آپ پر سے فدا یا علیؓ! کیا آپ بھی خضاب کرتے ہیں"۔ آپ نے کہا "ہاں ذروان، اس میں ایک اہم بات بھی ہے تم کو معلوم ہی کہ قوت اور زینت کے ساتھ زندگی بسر کرنا عورتوں کی عصمت کا محافظ ہوتا ہے۔ تم کہو گے کیسے؟ وہ اس طرح کہ اگر تمہاری عورت تم کو پسند نہ کرتی ہو اور اس وجہ سے عصمت کشی کے فعل پر آمادہ ہو جائے تو اس سے زیادہ ملامت تم پر کی جا سکتی ہے"۔

سلیمان علیہ السلام کے سات سو حرم میں تین سو خاص بیبیاں تھیں، ان کے علاوہ جنگوں سے حاصل کی ہوئی سات سو کنیزیں تھیں اور سلیمان علیہ السلام ان سب کو خوش کرتے تھے۔

فصل (۲) کالے خضاب کے بیان میں

کتاب اللباس میں ابو نصر عیاشی سے روایت ہے کہ امام حسینؓ نے فرمایا:

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا، جس کی داڑھی میں نئے نئے سفید بال نکل رہے تھے، آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا: "یہ بڑھاپا نہیں ہے، یہ نور ہے جو تم پر برس رہا ہے، یہ اسلام کا نور ہے، یہ نور قیامت کے دن تمہارا رہبر ہوگا" اس کے بعد اسی شخص نے اپنی داڑھی کو مہندی کا خضاب کر لیا اور پھر حاضر ہوا، تو آپ نے کہا: "نور بھی ہے، اسلام بھی ہے"۔ اس کے بعد یہ شخص کالا خضاب کر آیا تو آپ نے کہا: "نور بھی ہے اسلام بھی، عورتوں کے ساتھ محبت بڑھانے کا ذریعہ بھی، ساتھ ہی دشمن کے دل میں ہیبت پیدا کرنے کا حیلہ بھی"۔

ابن فضال نے حسن بن جہم سے روایت کی ہے: "میں ایک دن حضرت علیؓ کے پاس گیا، وہ اپنی داڑھی کو کالا خضاب کر چکے تھے، میں نے کہا: "میری جان آپ پر سے فدا، کیا آپ کالا خضاب بھی استعمال کرتے ہیں؟ آپ نے کہا "ہاں اے حسن! کیا تم عورتوں سے محبت بڑھانے کی ضرورت سے انکار کرتے ہو؟ مرد کے لیے زینت و قوت عورت کی عصمت و عفت کی حفاظت کے لئے بالواسطہ ذمہ دار ہے، کئی عورتیں مردوں کی قوت و زینت سے مایوس ہو کر اپنی عصمت کے شیشے کو توڑنے پر مجبور ہو گئیں"۔

ابو عبد اللہؓ کہتے ہیں: "امام حسینؓ کے متعلق روایت ہے کہ آپ اپنے سر کو وسمہ سے خضاب کر رہے تھے، اس وقت آپ کے سر میں درد تھا، آپ نے ایک کپڑا سر کے گرد لپیٹ لیا تھا، ہمارے پاس آپ کا وہ کپڑا اب بھی موجود ہے اور ہم نے بطور تبرک اس کو اٹھا رکھا ہے"۔ اور آپ فرماتے تھے: "سیاہ خضاب دشمن کے دل میں ہیبت، اور عورتوں کے دل میں انس پیدا کرتا ہے"۔

ابو جعفرؓ فرماتے ہیں: "بعض لوگ امام علی بن حسین کے پاس آئے اور دیکھا کہ آپ نے اپنی داڑھی کو کالا خضاب کیا ہے، انھوں نے پوچھا: "یہ کیا؟" آپ نے

اپنی داڑھی کی طرف ہاتھ لے جاتے ہوئے کہا: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو جب جنگ میں بھیجتے تو فرماتے: "تم میں سے جو بوڑھے ہوں وہ اپنی داڑھیوں کو کالا خضاب کر لیں، یہ دشمن کے دل میں ہیبت ڈال سکتا ہے" ابو جعفر کہتے تھے: "عورتیں اسی طرح مرد کی زینت پسند کرتی ہیں جس طرح مرد عورتوں کی زینت پر دلدادہ ہوتے ہیں۔"

فصل (۳) حنا و کتم[1] اور زردی کا خضاب اور عورتوں کا ہاتھوں کو مہندی لگانا

کتاب اللباس میں حلبی سے روایت ہے: "میں نے ابو عبداللہؑ سے بالوں کے خضاب کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور امام حسینؑ اور ابو جعفرؑ کتم کا خضاب لگاتے تھے۔"

معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں: "میں نے ابو جعفرؑ کو دیکھا کہ وہ مہندی کا خضاب کرتے تھے۔" ابو الصباح کہتے ہیں: "میں نے دیکھا کہ ابو جعفر کے دونوں ہاتھ مہندی کے اثر سے سرخ ہو گئے۔"

ابو محمد مؤذن کہتے ہیں: "حضرت ابو عبداللہؑ اپنی داڑھی کو خطمی اور حنا سے زرد کر لیتے تھے، اور فرماتے کہ حنا قوت بھی دیتی ہے اور چہرے کی رونق بھی بڑھاتی ہے۔" عبداللہ بن مسکان، حسن بن زیات سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس بصرہ کا ایک شخص آیا، باتوں باتوں میں ابو جعفرؑ کا تذکرہ آ گیا، اس نے آپ سے ملنے کی خواہش کی، چنانچہ ہم مکہ گئے اور عمرہ وغیرہ سے فارغ ہو کر آپ کے گھر پہنچے اور ملنے کی اجازت چاہی، آپ نے اندر سے آنے کی اجازت دی، ہم نے دیکھا کہ گھر

---

[1] کتم یا کتمان ایک گھاس ہے جس کو وسمہ کہتے ہیں، یہ خضاب میں کام آتی ہے۔

بڑا شاندار اور سلیقہ کا ہے، آپ ایک قسم کی چادر اوڑھے ہوئے تھے، اور بالوں کو خضاب کر چکے تھے، آنکھوں میں سرمہ تھا، خضاب ابھی ابھی لگایا تھا، کیونکہ ایک کپڑا داڑھی کے گرداگرد لپٹا ہوا تھا میرے ساتھی کبھی ان کو دیکھتے تھے، کبھی ان کے گھر کو اور کبھی سارے ساز و سامان کو، ان کے دل میں شاید یہ خیال گذر رہا تھا کہ کیا اہلِ دین بھی ایسی شان و تکلف کے حامل ہوتے ہیں؟ آپ نے مجھ سے کہا: "ابن زیات! تم اور تمہارے ساتھی کل مجھ سے میرے دوسرے مکان میں ضرور ملنا" اس کا پتہ آپ نے ہمیں نہیں بتلایا، ہم لوگ لوٹ گئے۔ دوسرے دن میرے ساتھی نے مجھ سے آپ کے پاس چلنے کی خواہش کی، میں نے کہا: "پتہ تو مل گیا ہے، بہتر ہے کہ تم ہی جاؤ مجھے کچھ مصروفیت ہے" مگر اس نے مجھے مجبور کیا اور کہا امام صاحب نے آپ کو بھی تو آج آنے کے لیے کہا تھا؟ میں نے کہا خیر چلو، چنانچہ ہم آپ کے دوسرے مکان پر پہنچے، آپ نے ہمیں اندر بلایا، ہم نے دیکھا کہ ریت کا فرش ہے، پھٹی اور میلی سی قمیص آپ کے جسم پر ہے، بالوں میں کنگھی ہے نہ تیل، جیسا کہ کل دیکھا گیا تھا۔ ہم نے دل میں کہا یہ کیا تضاد ہے، آپ نے ہمارے دل کی بات تاڑ لی اور کہا "دوست! تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اُس گھر میں، جہاں آپ لوگ کل مجھ سے ملنے آئے تھے، میں نے اپنی بی بی کو رکھا ہے اور اسی کی خاطر یہ سب زیب و زینت کر رکھی ہے، ورنہ میں ہوں اور میرا وہی فقیرانہ انداز ہے، میں طالبِ دُنیا نہیں ہوں" پھر کہا: "کیا تمہارے دل میں میری نسبت کوئی بدگمانی پیدا ہوئی ہے؟" ہم نے کہا "ہرگز نہیں، امام صاحب ہماری جان و دل آپ پر سے فدا، اگر ہوئی بھی تھی تو وہ سب دل سے دور ہو گئی"۔

کتاب المحاسن میں اسمٰعیل بن یوشع سے روایت ہے: "میں نے حضرت امام رضاؑ سے ایک عورت کی کیفیت بیان کی جس کا حیض بند ہو گیا تھا، آپ نے کہا: "اُس کے سر پر مہندی کا خضاب کرو، حیض کھل جائے گا" چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور فائدہ ہوا۔ حضرت علیؑ فرماتے

ہیں: "خضاب میں تین فائدے ہیں: یہ لڑائی کی تیاری ہے، عورت کے دل میں الفت جمانے کا سامان بھی ہے، اور باہ کو بھی قوت دیتا ہے۔"

حسن بن جہم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن موسیٰ رضا سے خضاب کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا: "یہ اچھی چیز ہے۔" ساتھ ہی یہ بھی کہا: "یہ کیسی عجیب بات ہے کہ تم عورتوں سے تو زینت طلب کرتے ہو اور خود اُن کی نظر میں جچنے کی کوئی فکر نہیں کرتے، عورت بھی ضرور تم سے زینت کی طالب ہوتی ہے، کئی عورتوں نے اپنے مردوں کی بدنظمی اور بدسلیقگی سے بیزار ہو کر پردۂ عصمت سے باہر نکل آنا گوارا کر لیا، اس کی ذمہ داری یقیناً ایسے ہی مردوں پر ہے۔" ابو عبداللہؓ کہتے ہیں۔ سر اور داڑھی کا خضاب سنت ہے۔" محمد بن مسلم کہتے ہیں۔ "امام صادقؓ فرماتے تھے کہ عورت چاہے کسی عمر کی ہو یعنی بوڑھی ہی کیوں نہ ہو گئی ہو، میں اُسے مہندی لگانے کی رائے دوں گا یہ اس کے لیے فائدہ مند بھی ہے۔"

فردوس دیلمی میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حنا جنت کے پھولوں کا سردار ہے، مہندی لگا کر سونے والی کو جہاد میں جانے والے مرد سے زیادہ ثواب مل سکتا ہے۔"

اور ایک حدیث میں ہے: "حنا اسلام کا خضاب ہے، مومن کی زینت ہے، وہ دردِ سر کو دُور کرتا ہے اور نظر کو تیز کرتا ہے اور جماع کی قوت بڑھاتا ہے اور بشرہ کو نکھارتا ہے۔"

اور ایک حدیث میں آیا ہے: "سب سے بہتر چیز جس سے تم اپنے سفید بالوں کا رنگ بدل سکتے ہو وہ مہندی اور کتم ہے۔"

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حنا سے خضاب کیا کرو۔ وہ تمہارے شباب میں اضافہ کرتا ہے، تمہارے جمال میں ترقی

دیتا ہے، قوت نکاح بخشتا ہے، چہرہ کو بارونق بناتا ہے اور فرشتے اس پر فخر کرتے ہیں اور جو درہم کہ تم خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو اس کا اجر سات سو گنا ہے، مگر خضاب میں جو خرچ ہوتا ہے اس کا اجر سات ہزار گنا ہے۔ جب تم میں سے ایسا شخص مرے گا اور فرشتے اس کی قبر میں آئیں گے تو ایک دوسرے کو دیکھ کر کہیں گے کہ اس کا یہ خضاب خود اس کی نیکی کی گواہی دیتا ہے ہم کو اس سے سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے؟" جعفر بن محمد کہتے ہیں کہ عورت کے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے کہ وہ اپنے سر کو کالا خضاب کیا کرے، اور بغیر شوہر والی بھی، کیونکہ جو شوہر والی ہے اس کے لیے تو یہ زینت ہے اپنے شوہر کے لیے، اور جس کا شوہر نہیں وہ اس طرح مردوں سے امتیاز حاصل کر سکتی ہے۔"

ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نفاس والی عورتیں بھی خضاب کر سکتی ہیں۔

فصل (۴)

جنبی اور حائضہ کیلئے خضاب مکروہ ہے، ترک خضاب کی غلطی، بالوں کا جوڑنا مکروہ ہے

کتاب اللباس میں مذکور ہے کہ علی بن موسیٰ رض نے فرمایا: "حالت جنابت میں آدمی کو خضاب لگانا مکروہ ہے۔" نیز فرمایا: "اگر کوئی ایسا کرے تو وہ شیطانی اثرات اور سایہ جھپٹ سے محفوظ نہ رہ سکے گا۔" ابو جعفر رض کہتے ہیں: "نہ تو ناپاکی کی حالت میں خضاب کرنا چاہیئے، نہ خضاب لگاتے ہوئے ناپاکی کی حالت پیدا کرنی چاہیئے، یہی حیض کی حالت میں عورت کے لیے بھی حکم ہے، اس صورت میں شیطانی سایہ کا اندیشہ ہے، البتہ نفاس والی کو اس کی اجازت ہے۔"

ابو الحسن اول رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حائضہ کو خضاب نہ کرنا چاہیے۔ حنان بن سدیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: "میں اور میرے باپ اور میرے دادا اور میرے

چچا مدینہ کے ایک حمام میں داخل ہوئے، اس وقت ایک شخص مسلخ میں تھا، اس نے پوچھا: "تم لوگ کس قوم کے ہو؟" ہم نے کہا: "عراق کے" پوچھا: "عراق کے کس حصہ کے؟" کہا "کوفہ کے"، کہنے لگا: "مرحبا اے اہلِ کوفہ! بے شک تم لوگ مہذب ہو، مگر میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تہمد باندھنے میں کونسا امر مانع تھا؟ کیونکہ شرمگاہ کھلانی اسلام میں حرام ہے۔" یہ سن کر میرے چچا نے ایک کفچہ منگوایا اور اس کے چار ٹکڑے کیے اور ہم چاروں کو دیا جو ہر ایک کے لیے لنگوٹی کے کام آیا، پھر ہم جب حمام کے کمرے میں پہنچے تو میرے دادا کی طرف خطاب کر کے انھوں نے کہا: "بڑے میاں تم داڑھی کو خضاب کیوں نہیں کرتے؟" میرے دادا نے جواب دیا: "جی ہاں کر سکتا تھا، مگر مجھ سے اور آپ سے بھی افضل انسان کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ خضاب نہیں کیا کرتے تھے پھر آخر میں کیوں کروں؟" انھوں نے کہا وہ کون؟" کہا "حضرت علی کرم اللہ وجہہ" انھوں نے کہا "بیشک تمہارا کہنا سچ ہے، مگر میں حضرت علیؓ سے بھی افضل ہستی کا حوالہ دے سکتا ہوں جو خضاب کرتے تھے۔" میں نے کہا "کون؟" کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، پیغمبروں کے سردار، تاہم یہ تمہارا اختیاری فعل ہے، اگر تم علیؓ کی پیروی کی نیت کر رہے ہو تو میں اس کو بھی ایک نیک عمل ہی سمجھتا ہوں۔" جب ہم حمام سے باہر نکلے تو ہم کو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ حضرت امام حسینؓ کے فرزند امام زین العابدین رضی اللہ عنہ تھے، اور ان کے ساتھ ان کے فرزند محمد تھے۔

سلیمان بن ہارون عجلی سے روایت ہے: "میں نے حضرت ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہؐ نے خضاب کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "ہاں" پھر پوچھا: "حضرت علیؓ نے؟" کہا "نہیں" "مگر میرے باپ دادا نے خضاب کیا ہے۔ اگر تم خضاب کرو بھی تو کوئی برا نہیں، نہ کرو تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ابو عبداللہ نے فرمایا: "میں نے ابو جعفرؓ سے

خضاب کے بارے میں پوچھا تو کہا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خضاب کیا کرتے تھے اور یہ بات ہمارے پاس مشہور ہے"۔ حفص اعور سے روایت ہے کہ میں نے ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

"آپ خضاب کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ سر اور داڑھی دونوں کے متعلق؟"
فرمایا: "سنت ہے البتہ حضرت علیؓ نے نہیں کیا ہے۔"

بالوں کو جوڑنے کی کراہت

سلیمان بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہؓ سے کہا "بعض عورتیں اپنے بالوں میں موباف استعمال کرتی ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: "اس کے لیے اون مناسب ہے، کیونکہ وہ جانور کے بال ہوتے ہیں، انسانی بالوں کو نہیں استعمال کرنا چاہیئے، چاہے وہ زندہ انسان کے ہوں یا مردہ کے، البتہ اس کے لیے جانور کے بال استعمال کر سکتے ہیں، یا اپنے ہی بالوں سے جو کٹے نہ ہوں کام لے سکتے ہیں"۔

عمار ساباطی سے روایت ہے: "میں نے ابو عبداللہؓ سے پوچھا کہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں سے بالوں کا جوڑ لگانے والوں پر لعنت کی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟" کہا "یہ صحیح ہے"۔ پھر میں نے کہا "بالوں میں موباف کا استعمال؟" کہا "اس میں کوئی مضائقہ نہیں"۔ پھر میں نے پوچھا "عورت کا زینت کے خیال سے پیشانی کے بالوں کا کترنا یا جانور کے بالوں سے جوڑ لگانا اور اسی طرح کے آرائشی امور کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟" کہا "اس میں کوئی مضائقہ نہیں"۔

فصل (۵) انگوٹھی اور اس کے متعلق امور

کتاب اللباس میں مذکور ہے کہ ابوالحسنؓ نے کسی سے کہا: "ابو عبداللہؓ کی انگوٹھی

کی قیمت کا اندازہ کرو" اس نے کہا "شاید یہ سات درہم کی ہوگی"۔ فرمایا۔ "نہیں، بلکہ یہ سات دینار کی ہے"۔ عبداللہ بن سنانؓ کہتے ہیں :- میں نے ابوعبداللہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کس چیز کی تھی"۔ کہا "چاندی کی تھی جس پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا"۔ ہم نے پھر پوچھا : "کیا اس میں نگینہ بھی تھا؟" کہا "نہیں"

سکونی بیان کرتے ہیں کہ" امام حسینؓ نے فرمایا : - "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوہے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے"۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں : "رسول اللہؐ نے ہم کو سات چیزوں سے منع کیا ہے اور سات چیزوں کا حکم دیا ہے۔ منع جن چیزوں سے کیا ہے وہ یہ ہیں :- سونے کی انگوٹھی پہننا، سونے یا چاندی کے برتن میں پانی پینا، ریشم کے سُرخ زین پوش پر بیٹھنا، اور ارجوان[1]، حریر اور استبرق[2] کے کپڑے مردوں کو پہننا۔

حکم جن باتوں کا دیا ہے وہ یہ ہیں :- مریض کی عیادت، جنازہ کی مشائعت، سلام کرنا، مظلوم کی مدد، دعوت قبول کرنا، قسم پوری کرنا، چھینکنے والے کا جواب دینا جبکہ وہ الحمد للہ کہے"۔

امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تھا : "سونے کی انگوٹھی پہننے سے پرہیز کرو، کیونکہ یہ تو جنت میں پہننے کا زیور ہے"۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا : "رسول اللہؐ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے مجھ کو منع کیا ہے، سب کو نہیں"۔

ابن سرحان کہتے ہیں کہ میں نے امام حسینؓ سے بچوں کے لیے سونے کے زیورات کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا : "میرے والد عورتوں اور بچوں کے لیے سونے

---

[1] ارجوان۔ ڈہڈہاتا سرخ رنگ، بہت زیادہ سُرخ رنگ، یہ ارغوان کا معرب ہے۔ [2] استبرق گف دلدار ریشمی کپڑا۔ دیبا کہ سونے کے تاروں سے بنی ہو۔ (بیان اللسان)

چاندی کے زیور استعمال کرتے تھے"۔

محمد بن علی کے متعلق روایت ہے کہ ایک مرتبہ وہ یہ حدیث سنا رہے تھے: "مرد کو سونے کی انگوٹھی نہیں پہننا چاہیئے"۔ اور خود ان کی چھنگلیا میں سونے کی انگوٹھی تھی، لوگ ان کی طرف حیرت کی نظروں سے دیکھنے لگے، انھوں نے گھر جاکر وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی، طب الائمہ میں ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس چار انگوٹھیاں تھیں۔ ایک انگوٹھی کا نمونہ زمرد کا تھا، اس کو آپ کامیابی کے مقصد سے پہنتے تھے، دوسری کا نگینہ عقیق سرخ کا تھا جس کو آپ اپنی حفاظت کے مقصد سے پہنتے تھے، تیسری کا نگینہ فیروزہ کا تھا جس کو آپ فتح کی نیت سے پہنتے تھے، چوتھی کا نگینہ فولاد کا تھا جس کو آپ قوت کے لیے پہنتے تھے، شعبہ نے لوہے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے اور حضرت علیؓ نے اپنے اصحاب کو وصیت کی تھی کہ انگوٹھی کے نقش میں اگر خدا کے اسماء حسنیٰ میں سے کوئی نام ہو تو زیادہ اچھا ہے، البتہ بوقت استنجا اس کو اتار دینا یا دوسرے ہاتھ میں پہن لینا چاہیئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عقیق کی انگوٹھیاں پہنا کرو، کیونکہ جب تک وہ ہاتھ میں رہیں، انسان کو غم نہیں لگتا"۔ اور فرمایا۔ "جبریلؑ نے عقیق کی انگوٹھی مجھے جنت سے لاکر دی اور اس کی سفارش کی اور امّت کے لیے بھی مشورہ دیا"۔

نگینے

کتاب اللباس میں مذکور ہے کہ حسینؓ بن عبداللہؓ نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا: "زمزم کے پتھر سے انگوٹھی کا نگینہ بنانے کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟" آپ نے کہا: "ایسی انگوٹھی پہن سکتے ہیں مگر وضو کے وقت اس کو اتار دینا چاہیئے"۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ دکھلا کر ان سے پوچھا: "یہ انگوٹھی کا ہے کی ہے؟" انھوں نے دیکھا تو اسی پتھر کی نظر آئی پھر آپ نے کہا: "جب سے میں اس کو پہنتا ہوں

خدا کی نعمتوں کا نزول دیکھ رہا ہوں اور مجھے اس سے بڑی دلچسپی ہوگئی ہے، صرف وضو کے وقت میں اس کو اتار دیتا ہوں۔" اور فرمایا:

"ایک مرتبہ میں رات کے وقت طواف کر رہا تھا، اور اپنی انگوٹھی کو انگلی سے اتار رہا تھا کہ وہ میرے ہاتھ سے گر گئی۔ میں اس کو بڑی فکر سے تلاش کرنے لگا ایک شخص میرے قریب آیا اور پوچھا: "تم کس چیز کی تلاش کر رہے ہو؟" میں نے کہا: "اپنی انگوٹھی کی۔" اس نے ایک ہاتھ زمین پہ مارا اور وہ انگوٹھی اسی وقت نظر آگئی۔" امام حسین رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یاقوت کی انگوٹھی پہننا فقر کی نفی کرتا ہے اور جو شخص عقیق کی انگوٹھی پہنے اس کا قرض ادا ہو جائے۔"

حضرت معاذ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جو شخص عقیق کی انگوٹھی پہنے اس کے لیے امن اور ایمان لکھا جائے گا۔"

امام حسین رضؓ فرماتے ہیں: "عقیق کی انگوٹھی میں برکت اس لیے ہے کہ عقیق کا پہاڑ وہ پتھر ہے جس نے خدا کی ربوبیت کا سب سے پہلے اقرار کیا تھا، اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بھی، اور یہی وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ نے خدا سے بات چیت کی، جو شخص اس کو پہن کر نماز پڑھے، دوسرے قسم کے جواہر پہن کر نماز پڑھنے سے چالیس گنا زیادہ ثواب پاتا ہے۔

سلیمان اعمش کہتے ہیں: "میں ایک مرتبہ حضرت ابوجعفر کے ساتھ خلیفہ منصور کے محل کے دروازے پر پہنچا۔ اس وقت ایک شخص جس کو کوڑے لگائے گئے تھے باہر نکل رہا تھا۔ ابوجعفر نے کہا: "سلیمان! ذرا اس کی انگوٹھی تو دیکھ کر بتاؤ کاہے کی ہے؟" میں نے کہا "امام! میں نے دیکھا، یہ عقیق کی تو نہیں۔" آپ نے کہا: "اگر وہ عقیق کی انگوٹھی پہنے ہوتا تو اسے کوڑے نہ لگائے جاتے۔"

میں نے کہا یا ابن رسول اللہ اس کے خواص اور کیا ہیں؟" ارشاد فرمایا "وہ قتل ہونے سے بھی محفوظ رکھتی ہے۔" میں نے کہا: "اور کیا؟" فرمایا اس کو ہاتھ میں رکھ کر جب دعا کے لیے ہتھیلیاں پھیلائی جاتی ہیں تو وہ دعا رد نہیں ہوتی۔" میں نے کہا "کچھ اور؟" فرمایا: "مجھے اس پر تعجب ہوگا کہ کسی کے ہاتھ میں یہ انگوٹھی ہو اور وہ ہاتھ درہم و دینار سے خالی رہے۔"

میں نے کہا "اور؟" فرمایا:۔ "یہ ہر بلا سے بچاتی ہے۔" میں نے کہا "اور؟" کہا: "اس میں فقر سے امان ہے۔" پھر میں نے کہا "اے فرزند رسول! کیا یہ روایت امام حسینؓ کی طرف منسوب ہے؟" کہا: "ہاں۔"

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام رضا سے روایت ہے کہ حضرت امام حسینؓ نے فرمایا: "جو شخص عقیق کے نگینے والی انگوٹھی پہنے وہ کبھی محتاج نہ ہوگا اور اس کی تقریباً ہر آرزو پوری ہوگی۔"

حضرت علیؓ سے مروی ہے: "عقیق کی انگوٹھی پہنا کرو، اس میں برکت ہے اور تم ہر بلا سے امن میں رہو گے۔" حضرت جعفر بن محمدؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی کہ ڈاکوؤں نے راستہ میں اس کا مال لوٹ لیا، آپ نے اس سے فرمایا: "تم آئندہ سے عقیق کی انگوٹھی پہنا کرو۔ کہ یہ ہر برائی سے امان ہے۔" ابو جعفر فرماتے ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص عقیق کی انگوٹھی پہنے رہے اس کی نظر ہمیشہ اچھائی کی طرف رہے گی اور وہ ہمیشہ خدا کی حفاظت میں رہے گا۔"

عبدالرحمٰن القصیر کہتے ہیں: "ایک شخص کو جو آل ابو طالب سے تھا کسی عامل نے گرفتار کر لیا، امام حسین کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ اس کے ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی پہنا دو یہ کوئی پریشانی نہ دیکھے گا۔"

عبدالمومن انصاری کہتے ہیں: "میں نے ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ آپ نے فرمایا کہ وہ ہتھیلی کبھی مفلس نہ ہوگی جس کی انگلی میں فیروزہ کی انگوٹھی ہو۔" علی بن مہزیار کہتے ہیں: "میں ایک دن ابوالحسن موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ انگلی میں جو انگوٹھی ہے اس کا نگینہ فیروزہ کا ہے اور اس پر کندہ ہے، "اللہ الملک" میں لگاتار اس انگوٹھی کو دیکھتا رہا، آپ نے فرمایا: "کیا دیکھ رہے ہو اے علی؟ یہ وہ انگوٹھی ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جبریل نے تحفہً دی تھی، اور اس کو وہ جنت سے لائے تھے، پھر رسول اللہ صلعم نے یہ انگوٹھی حضرت علیؓ کو عنایت فرمائی، جانتے ہو اس کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: "اس کا نام فیروزہ ہی ہوگا۔" آپ نے کہا "ہاں فیروزہ کی تو یہ انگوٹھی ہے، مگر اس کا نام ظفر ہے۔"

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "جزع یمانی کی انگشتری پہنا کرو کیونکہ یہ شیطانی مکر کو الٹ دیتی ہے۔"

ابو عبداللہ رضؓ کہتے ہیں کہ بہت اچھا نگینہ بلور کا ہوتا ہے، مناقب میں حضرت امام رضا رضؓ سے مروی ہے: "میں نے اپنے آباء سے سُنا کہ رسول اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "زمرد کی انگشتری پہنا کرو کیونکہ اس میں یُسر ہے۔" یعنی برکت ہے "عسر" یعنی تنگی نہیں ہے، نیز آپ نے ارشاد فرمایا: "زمرد کی انگشتری پہننا فقر کی نفی کرتا ہے۔" اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے، کہ جو شخص یاقوت زرد کی انگشتری پہنے وہ کبھی فقیر نہ ہوگا۔

انگشتری کے نقوش

کتاب اللباس میں ابو عبداللہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری کا نقش تھا "محمد رسول اللہ" اور حضرت علیؓ کی انگشتری کا نقش تھا:-

"اللّٰہ الملک" اور ابو جعفر کی انگشتری کا نقش تھا۔ "العزۃ للّٰہ"۔

محمد بن علیٰسی بروایت صفوان بیان کرتے ہیں: "حضرت ابو عبداللہ کی انگشتری کا نقش دیکھا، لکھا تھا: "انت ثقتی فاعصمنی من خلقک"۔ یعنی اے اللہ میرا تجھ ہی پر بھروسہ ہے، مجھے اپنی مخلوق کے شر سے محفوظ رکھ، ابراہیم بن عبدالحمید بھی ایسا ہی بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں" ہم نے ابوالحسنؓ کی انگوٹھی دیکھی، اس پر لکھا تھا: "حسبی اللّٰہ"، اور تحریر کے نیچے گلاب کا پھول بنا ہوا تھا، اور اوپر کی طرف ہلال کی شکل تھی"، امام جعفر فرماتے ہیں: "حضرت علیؓ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس پر نقش تھا" نعم القادر اللّٰہ"، حسن بن خالد، ابوالحسن ثانی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: "آپ سے (یعنی ابوالحسنؓ سے) پوچھا: "کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری کا نقش تھا" محمد رسول اللّٰہ"، تو آپ نے کہا سچ ہے۔ پھر آپ نے پوچھا: "جانتے ہو آدم علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش کیا تھا؟ میں نے کہا: "نہیں معلوم" آپ نے فرمایا: اس کا نقش تھا" لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ و علی ولی اللّٰہ"

ابن خالد کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوالحسن رضی اللہ عنہ نے کہا: "خدا نے نوحؑ کی طرف وحی کی کہ اے نوح جب تمہاری کشتی تیار ہو جائے اور تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں بیٹھ جائیں تو تم ایک ہزار مرتبہ تہلیل کرو، پھر اپنی حاجت طلب کرو۔ جب وہ سوار ہو گئے، تو نوح علیہ السلام کو بھی اپنی کشتی کے غرق ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا، کیونکہ سفینہ بُرا اضطراب حالت میں ہو گیا تھا، نوح کلمہ طیبہ کا ورد کرنے لگے اور اس کو ایک ہزار بار پڑھا۔ طوفان تھما اور کشتی کو قرار آیا۔ اور سب لوگوں کے بھی جان میں جان آئی، خدا نے ان سب کو سلامتی سے کنارے پر لگایا، اس وقت نوح علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے پاس ایک کلمہ ہے جو مجھے سکھایا گیا ہے، پھر آپ نے اس کو سُنا کر کہا کہ جو شخص سلامتی کا طالب ہو اس کو چاہیے کہ

کلمہ کو اپنی انگوٹھی پر نقش کرلے، یہ کلمہ پہلے سریانی زبان میں تھا جس کا ترجمہ ہے: لا الٰہ الا اللہ پھر آپ نے فرمایا: "ابراہیم علیہ السلام کی انگوٹھی میں چھ حروف لکھے ہوئے تھے، یہ انگوٹھی جبریل علیہ السلام نے انھیں اس وقت دی جب ان کو منجنیق میں بٹھا کر آگ میں پھینکنا چاہ رہے تھے، جبریل نے کہا: "اے ابراہیم خدائے تعالیٰ تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم اطمینان سے رہو تم کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا، اور آپ کو اس انگوٹھی کے پہن لینے کا حکم دیا، اس کے بعد خدا نے ان پر آگ ٹھنڈی کردی اور وہ ان کے لیے سلامتی کا باعث ہوگئی، وہ چھ حروف یہ تھے: "لا الٰہ الا اللہ ۔ محمد رسول اللہ ۔ توکلت علی اللہ اسندت ظہری الی اللہ ۔ فوضت امری الی اللہ، لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۔ پس یہ تھا نقش ابراہیم علیہ السلام کی انگوٹھی کا۔"

اور کہتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا: "سبحان من الالنس والجن بکلمۃ" ۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش دو حروف تھے جو توریت سے لیے گئے تھے اور وہ یہ تھے: "اصبر توجر" (صبر کرو اجر ملے گا۔) اور "اصدق تنج" (سچائی پر رہو نجات ملے گی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش بھی دو حرف تھے جو انجیل سے لئے گئے تھے، "طوبیٰ لعبد ذکر اللہ من اجلہ" (یعنی خوشی ہے اس بندے کے لیے جس نے خدا کے لیے خدا کو یاد کیا اور تباہی ہے اس بندے کے لیے جو اپنے لیے خدا کو بھول گیا)۔

حسین بن خالد، ابوالحسن ثانی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش تھا: "محمد رسول اللہ" اور حضرت علیؓ کی انگوٹھی کا نقش تھا "اللہ الملک" اور حسنؓ کی انگوٹھی کا نقش تھا: "العزۃ للہ" اور حسینؓ کی انگوٹھی کا نقش "اِنّ اللہ بالغ امرہ" اور علی بن حسین کی انگوٹھی ان کے

والد ہی کی انگوٹھی تھی۔ اور ابو جعفر کبیر کی انگوٹھی ان کے دادا امام حسین ہی انگوٹھی تھی۔ اور جعفر کی انگوٹھی میں تھا " اللّٰہ ولیی وعصمتی من خلقہ " اور ابوالحسن اول کی انگوٹھی میں تھا " حسبی اللّٰہ " اور ابوالحسن ثانی کی انگوٹھی میں تھا " ماشاء اللّٰہ لا قوۃ الا باللّٰہ "۔

حسین بن خالد نے میری طرف ہاتھ لمبا کرتے ہوئے کہا: " میری انگوٹھی میرے باپ ہی کی انگوٹھی ہے، اور میرے باپ جعفر ثانی کی انگوٹھی کا نقش تھا " حسبی اللّٰہ حافظی " اور اسی طرح ابو جعفر کی انگوٹھی اور ابوالحسن ثالث کی انگوٹھی پر لکھا ہوا تھا: " اللّٰہ الملك "، عبداللہ بن سنان روایت کرتے ہیں :۔ ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے میں نے پوچھا: " جس انگوٹھی پر اللہ کا نام کندہ ہو گیا اس کو پہن کر بیت الخلا میں جانا مکروہ ہے؟ یا وہ حالت ناپاکی میں بھی پہنی جا سکتی ہے؟ " آپ نے کہا " مکروہ نہیں "۔ اور فرمایا: " نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی پر نقش تھا: لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ " اور حضرت علی کی انگوٹھی پر نقش تھا " اللّٰہ الملك " اور ابو جعفر کی انگوٹھی پر نقش تھا: " العزۃ للّٰہ " اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی وہ انگوٹھی جو چینی فولاد کے جوہر سے بنی ہوئی تھی اور جس کا رنگ سفید تھا یہ کلمے سات سطروں میں لکھے ہوئے تھے اور اس کو وہ جنگوں میں اور شدائد کے وقت پہنتے تھے :۔

اعددت لکل ھول لا الٰہ	میں نے ہر پریشانی کے لیے تیار رکھا ہے
الا اللّٰہ، ولکل کرب لا حول ولا	لا الہ الا اللہ، اور ہر مصیبت کے لیے لا
قوۃ الا باللّٰہ، ولکل مصیبۃ	حول ولا قوۃ الا باللّٰہ، اور ہر آفت کے
نازلۃ حسبی اللّٰہ، ولکل ذنب	لیے جو نازل ہوتی ہو: حسبی اللہ، اور ہر گناہ
استغفر اللّٰہ، ولکل ھم وغم	کے لیے استغفر اللہ اور ہر دشوار و مشکل غم و
فادح ماشاء اللّٰہ، ولکل نعمۃ	رنج کے لیے ماشاء اللہ اور ہر نعمت کے لیے

منتجد دة الحمد لله مالعلی بن	جونئی نئی آتی رہے الحمد للہ، اور علی بن ابی
ابی طالب من نعم الله	طالب کے پاس کوئی نعمت نہیں آتی مگر
فمن الله۔	اللہ کی طرف سے۔"

اسمٰعیل بن موسیٰ سے روایت ہے:۔ "میرے دادا جعفر بن محمد کی انگوٹھی چاندی کی تھی ساری کی ساری، اور اس پر لکھا تھا" یا ثقتی فنی شر جمیع خلقک" اور ان کو ترکہ میں پچاس دینار جو ملے تھے ان سے انھوں نے یہ انگوٹھی حضرت عبداللہ بن جعفر سے خریدی تھی۔"

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔ "جس شخص کی انگوٹھی پر تحریر ہو: ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ استغفر اللہ"۔ تو خدا اس کو ثواب عظیم دے گا۔"

امام باقر فرماتے ہیں: "ایک شخص کی انگوٹھی پر یہ کندہ دیکھا۔" وربک فکبر"۔

امام رضاؑ اپنے دادا صادقؑ سے روایت کرتے ہیں: "محمد بن علی باقر کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا: ظنی باللہ الحسن و بالنبی المؤتمن و بالوصی ذی المنن۔ و بالحسین والحسن"۔ محمد بن علیسٰی کہتے ہیں:۔

"میں نے موفق سے سُنا جو امام ابو جعفر ثانی کے روبرو بیان کرتے تھے۔ پہلے تو انھوں نے مجھے اپنی انگوٹھی دکھلائی، اور پوچھا: "تم کیا اس کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: "میں صرف اس کا نقش جانتا ہوں مگر اس کی صورت نہیں جانتا،" اور یہ ساری انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ مدوّر تھا اور اس پر لکھا تھا: "حسبی اللہ" اور تحریر کے اوپر چاند اور نیچے گلاب کا پھول تھا۔ میں نے پوچھا یہ کس کی انگوٹھی ہے؟" کہا: "ابو الحسن کی"۔ میں نے کہا: "یہ تمہارے ہاتھ میں کیسے آئی؟ کہا: "جس دم ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے مجھے دیدی اور کہا کہ یہ تمہارے ہاتھ میں سے نہ نکلے سوائے اس کے کہ تم اسے میرے بیٹے علی کو دو۔"

انگوٹھی پہننے کا طریقہ

کتاب اللباس میں مذکور ہے کہ بحر نے کہا۔ "میں نے ابوعبداللہ رضؓ سے سیدھے ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق سوال کیا اور ذکر کیا کہ میں نے بنی ہاشم کو دیکھا ہے کہ وہ سیدھے ہاتھ ہی میں انگوٹھی پہنتے ہیں، انھوں نے کہا "ہاں میرے والد حضرت علی رضؓ) بھی سیدھے ہاتھ ہی میں پہنتے تھے۔ اور وہ ان سب سے افضل اور سب سے زیادہ فقیہ تھے"۔ حسین بن خالد، ابوالحسن ثانیؓ سے روایت کرتے ہیں: "میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہؐ استنجا کرتے تھے اور انگوٹھی انگلی ہی میں ہوتی تھی، اور ایسا ہی حضرت علی رضؓ بھی کرتے تھے"۔ کہا: "ہاں" میں نے کہا کہ "کیا نبی صلعم کی انگوٹھی پر نقش تھا محمد رسول اللہ؟" فرمایا: "سچ ہے"۔ میں نے کہا:۔ "کیا ہم بھی ایسا ہی کر سکتے ہیں؟"۔ آپ نے کہا: "نہیں"۔ اس کی وجہ یہ بیان کی کہ یہ حضرات انگوٹھی سیدھے ہاتھ میں پہنتے تھے اور تم لوگ بائیں ہاتھ میں پہنتے ہو، اس کے بعد آپ چپ ہو رہے"۔ جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: "حضرت علی رضؓ، امام حسنؓ اور امام حسین رضؓ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے"۔ محمد بن علی اپنے والد سے اور وہ اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما انگوٹھی اپنے بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے، امام صادقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "میں اپنی امت کو انگوٹھی انگشت سبابہ (شہادت کی انگلی) و وسطی میں پہننے سے منع کرتا ہوں"۔

انگوٹھی پہنتے وقت پڑھنے کی دعا

اللّٰھم سوّمنی بسیما الایمان وتوجنی — اے اللہ مجھے ایمان کی نشانی سے ممتاز فرما،

بتاج الکرامۃ وقلد نی حبل الاسلام ولا تخلع ربقۃ الاسلام من عنقی۔ مجھے کرامت کا تاج عطا کر، میرے گلے میں اسلام کی رسّی ڈال اور کبھی یہ رسّی میری گردن سے الگ نہ کر۔

نقش جو ہر بیماری میں کام آتا ہے

کتاب طب الائمہ میں لکھا ہے:۔
"رمضان کے مہینہ کے پہلے جمعہ کو کسی لوہے کی انگوٹھی پر دو سطریں یہ نقش لکھ لو اور بیمار کو پہنا دو نقش یہ ہے:

کعسلھون لا اہ لا الا الاول باللہ۔

فصل (۶) عورتوں کا زیور، کنگن وغیرہ سے آراستہ ہونا

کتاب اللباس میں مذکور ہے کہ فضیل نے بیان کیا کہ ابو جعفرؑ نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور ان کی اوڑھنی اس طرح تھی" اور ہاتھ سے یوں اشارہ کیا کہ یہ سینہ اور بازو کے وسط کو گھیر لیتی تھی۔ ابو عبداللہ اور ابو جعفر رضی اللہ عنہما دونوں فرماتے تھے "کسی مسلمان عورت کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ ایسی اوڑھنی یا قمیض پہنے جس سے پوشیدگی نہ ہوتی ہو"

محمد بن مسلمؓ سے عورتوں کے لیے سونے کے زیور کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ نے کہا کوئی مضائقہ نہیں ہے اور فرمایا۔ "عورت کے لیے مناسب نہیں ہے کہ بالکل اپنے آپ کو زیور سے عاری رکھے، چاہے تو کوئی ہلکی سی مالا ہی گلے میں پہن لے" یہ بھی کہا: خضاب کا چھوڑ دینا بھی اس کے لیے ٹھیک نہیں ہے، چاہے وہ حنا ہی سے کیوں نہ ہو۔

کنگن

ابو جعفر فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنے گھر والوں میں سے جن کو سلام کرنا ہوتا کر لیتے۔ پھر سب سے آخر جن کو سلام فرماتے وہ آپ کی صاحبزادی فاطمہ ہوتیں۔ پھر آپ کی توجہ اپنے گھر سے سفر کی طرف ہوتی، جب واپس ہوتے تو پھر اسی طرح شروع کرتے۔ ایک مرتبہ آپ سفر کو نکلے اور کچھ مالِ غنیمت لے کر لوٹے اور وہ حضرت فاطمہؓ کو عنایت فرمایا، پھر نکل پڑے، فاطمہؓ نے اس میں سے دو کنگن چاندی کے بنا کر پہنے اور اپنے گھر کے دروازے پر ایک پردہ بھی ڈالا، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو پہلے مسجد گئے۔ اس کے بعد جیسا کہ آپ کی عادت تھی فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے، فاطمہؓ والد کو دیکھ کر اُٹھ کھڑی ہوئیں، رسول اللہ صلعم نے آپ کی طرف دیکھا، آپ کی نظر بس کنگن پر تھی، دوسری طرف دیکھا تو حجرہ پر ایک خوشنما پردہ پڑا پایا، آپ کے چہرے پر ایک جلال کی سی کیفیت پیدا ہوئی، مگر خاموش ہی کھڑے رہے۔ فاطمہؓ نے اس کو محسوس کر لیا اور رونے لگیں اور بہت مغموم ہوئیں اور فرمایا کہ میرے والد نے اس کے پہلے کبھی ایسا نہیں کیا تھا۔ آنحضرت تشریف لے گئے، حضرت فاطمہؓ نے اپنے دونوں بیٹوں کو پکارا اور دونوں کنگن ان کے حوالے کیے اور پردہ کو بھی حجرہ پر سے نکال دیا اور انھیں دے کر فرمایا: "جاؤ اور یہ میرے والد کو لے جا کر دیدو اور انھیں اپنے ساتھ بلا لاؤ۔"

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خوشی سے ان کے ہاں تشریف فرما ہوئے اور اپنے نواسوں کو اپنے زانو پر بٹھلایا، اور ان کو بوسہ دیا، پھر وہ کنگن لے کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، پھر مہاجرین میں سے اصحابِ صُفّہ

کو بلا بھیجا، جن کا کوئی گھر تھا نہ در، نہ کوئی مال و متاع، آپ نے ان میں اس کو تقسیم کر دیا، پھر آپ نے ان میں سے اس شخص کو بلا بھیجا، جس کے پاس پہننے کو کپڑے نہ تھے آپ نے وہ پردہ اُسے دیکر کہا جاؤ اس کے کپڑے بنا لو۔" بعض لوگ ان میں ایسے تھے کہ جب نماز میں رکوع یا سجدہ میں جاتے تو کپڑوں کی کمی کی وجہ سے ان کا ستر کھل جاتا، اس لیے آپ نے عورتوں کو حکم دیا تھا کہ جب تک مرد لوگ رکوع و سجدہ سے سر اٹھا کر سیدھے نہ ہو جائیں وہ اپنا سر نہ اُٹھائیں، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خدا فاطمہ پر رحم کرے۔ خدا اس کو جنت کے عمدہ عمدہ حلّے اور ریشمی کپڑے پہنائے گا اور جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ زیورات سے اس کو آراستہ کرے گا، یہ دُنیا کی زینت اس کے لیے سزاوار نہیں۔" کاظم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہ رضہ کے پاس گئے، اُن کے گلے میں ایک مالا تھی، آپ یہ دیکھ کر وہاں سے واپس ہو گئے، سیدہ نے اس کو کتر دیا اور دور پھینک دیا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: "اے فاطمہ، اب تم میری ہو، "انت منی یا فاطمہ"، پھر ایک فقیر آیا اور آپ نے یہ مالا اس کو دیدی۔

دانتوں پر سونا چڑھانا یا مصنوعی دانت لگانا

حلبی کہتے ہیں: "میں نے حضرت امام حسین سے پوچھا کہ دانتوں میں جو سوراخ پڑ جاتے ہیں آیا ان کو سونے سے بھر سکتے ہیں یا گرے ہوئے دانت کی جگہ بکری کا دانت لگوا سکتے ہیں؟" تو آپ نے کہا: "ہاں کر سکتے ہیں، مگر دانت حلال کیے ہوئے جانور کا ہونا چاہیئے"۔ زرارہ کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت حسین سے یہ بھی پوچھا کیا گرے ہوئے دانت کی جگہ کسی مردہ انسان کے دانت لگا سکتے ہیں تو آپ نے کہا "ہاں" لگا سکتے ہیں۔"

باب ششم

لباس، گھر اور اس کے متعلقات[1]

فصل (۱)

لباس کی خوبصورتی، لباس کیسے پہنیں؟ کپڑے پہننے کے وقت کی دعائیں

ابو عبد اللہ امام حسینؑ فرماتے ہیں: "جب حضرت ابن عباسؓ کو حضرت علیؓ نے خوارج کی طرف بھیجا تو آپ نے بہترین لباس زیب تن کیا، عطر لگایا اور بہترین سواری کا انتخاب کیا، اور چل نکلے، لوگوں نے کہا: "اے ابن عباس آپ تو "خیر الناس" ہیں، یعنی تمام لوگوں سے بہتر، یہ کیا بادشاہوں کے کپڑے پہن رکھے ہیں؟ آپ نے یہ آیت پڑھی:۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ	کہہ دو کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو
الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ	جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے بنایا
مِنَ الرِّزْقِ (الاعراف۔ ۳۲)	ہے اور رزق کی پاکیزہ چیزیں۔

اور فرمایا:۔ "میں اچھے کپڑے پہنتا ہوں، کیونکہ اللہ تعالےٰ جمیل ہے اور

[1] یہ پورا باب کتاب اللباس سے ماخوذ ہے، جو تھوڑا سا حصہ ماخوذ نہیں اس کا ذکر اپنی جگہ کر دیا گیا ہے۔

جمال کو پسند کرتا ہے، بشرطیکہ یہ مال حلال سے ہو۔"

اسحاق بن عمار کہتے ہیں، "میں نے احسن سے پوچھا: "صاحب ثروت جس کو اچھے کپڑے میسر ہیں کیا وہ اچھی ٹوپیاں اور اچھے جوتے پہن سکتا ہے، کیا وہ ان کے استعمال سے مسرف کی تعریف میں نہیں داخل ہوتا؟" آپ نے کہا "کبھی نہیں" خدا نے فرمایا: لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ " (الطلاق رکوع) گنجائش رکھنے والا اپنی گنجائش کے لحاظ سے ضرور خرچ کرے۔" حضرت علی فرماتے ہیں "الدھن یظهر الغنی والثیاب تظهر الجمال وحسن الملکۃ یکبت الاعداء (تیل سر پر ڈالنا دولت کا اظہار ہے اور کپڑے جمال کو ظاہر کرتے ہیں اور اچھی عادتیں دشمن کا سر نیچا کرتی ہیں)

جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: "ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے آیا، آپ گھر سے نکلنے سے پہلے ایک پانی کے لگن کے پاس گئے اور اپنی صورت اس میں دیکھی اور بال جمائے، پھر باہر تشریف لے گئے، جب واپس آئے تو حضرت عائشہ رضؓ نے کہا: "یا رسول اللہ! آپ تو بنی آدم کے سردار ہیں، اور رسولِ پروردگار ہیں، آپ اپنے ظاہری حالات کو اتنا سدھارنے پر کیوں توجہ فرماتے ہیں؟" فرمایا: "عائشہ! ہر شخص کو چاہیئے کہ جب دوسرے شخص سے ملتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو سکے اس سے ایسی حالت میں ملے کہ وہ اس کی خوش سلیقگی سے محفوظ ہو اور اس کا قائل ہو۔" حضرت علیؓ فرماتے ہیں "ھیئۃ الرجل مما تزید فی عفتھا" (مرد کی اچھی ہیئت عورت کے عصمت کی حفاظت کا ایک سبب ہے)

کیا لباس میں بزرگوں کی تقلید ضروری ہے؟

سفیان ثوری کہتے ہیں: "میں نے امام حسینؓ سے پوچھا: "آپ کے والد حضرت علیؓ تو

موٹا اور سستا لباس پہنتے تھے، اور آپ یہ قوصی اور مروی (اعلیٰ قسم کے لباس کے نام) زیب تن فرماتے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟" آپ نے کہا، "افسوس تم نے غور نہیں کیا کہ حضرت علیؓ جس زمانے میں تھے اس وقت تنگیٔ عیش کا زمانہ تھا، اب خدا کے فضل سے ہمارے لیے فراخی ہے، یہ ہمارے لیے منع نہیں کیا گیا ہے، خوبصورت لباس پہننے کا حق ہم کو حاصل ہے۔"

امام حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے" سیدنا یوسف علیہ السلام دیبا وحریر کا لباس پہنتے، اور سونے کے زیور استعمال فرماتے، اور تخت بے بہا پر جلوہ افروز ہوتے تھے، پھر جب مصیبت کا زمانہ آتا تو ان چیزوں کو بیچ بھی ڈالتے اور ان کی قیمت غریبوں میں بانٹ دیتے اس وقت مال و دولت کی بُرائی آپ کی زبان پر آتی۔

روایت ہے کہ علی بن حسینؓ کی عادت تھی کہ وہ دو قسم کا لباس رکھتے تھے ایک گرما کا اور ایک سرما کا۔ گرما کا لباس پانسو درہم میں خرید فرماتے اور سرما میں اس کو پچاس درہم میں بیچ کر اس کی قیمت غریبوں میں تقسیم فرما دیتے۔ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ ابو عبداللہؓ نے فرمایا: "جب میں طواف میں تھا تو یکایک میں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص میرے کپڑے کھینچتا ہے، میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ عباد بصری تھے، کہنے لگے۔" اے جعفر بن محمد کیا تم اس قسم کے کپڑے پہنتے ہو حالانکہ تم حضرت علیؓ کے جانشین ہو؟ میں نے کہا ہاں یہ کپڑا قوصی ہے جس کو میں نے ایک دینار میں خریدا ہے جو میرے زمانے کے مطابق ہے، اور حضرت علیؓ جس زمانے میں تھے اس کے لحاظ سے کپڑا پہنتے تھے۔ اگر میں آج اس قسم کا لباس پہنوں تو لوگ کہیں گے کہ ارے یہ تو بڑے عابدوں اور زاہدوں کا لباس پہن کر ہم کو مرعوب کرنا چاہتا ہے۔" حضرت علیؓ فرماتے تھے: "آدمی کو باہر جاتے

وقت اپنے آپ کو ایسا ہی آراستہ کرنا چاہیے گویا کہ وہ اجنبی لوگوں کے آگے اپنے کو پیش کرنا چاہتا ہے، اور چاہتا ہے کہ وہ اس کو بہترین ہیئت میں دیکھیں" ابو خداش مہری روایت کرتے ہیں: "ایک مرتبہ بعض لوگوں نے حضرت حسن رضؓ کی خوش پوشی پر اعتراض کیا" آپ نے فرمایا: "کیا تمہیں معلوم ہے کہ یوسف علیہ السلام پیغمبر تھے، پیغمبر کے بیٹے بھی تھے، ان کے دادا پردادا بھی پیغمبر تھے، وہ دیبا کے کپڑے پہنا کرتے، اور سونے کے زیور سے آراستہ ہوتے اور فرعون کی مجلسوں میں تشریف فرما ہوتے کسی نے ان کو درجہ سے گرایا نہیں۔ البتہ وہ مال و دولت کی بُرائی بھی کرتے تھے، لیکن اس وقت جب مصیبت اور تنگی کا زمانہ آتا اور اس کی قیمت کی ضرورت پڑ جاتی۔ ہاں امام پر یہ فرض ہے کہ جب اس کو حکومت ملے تو عدل کرے اور جب وعدہ کرے تو پورا کرے، اور جب بات کرے تو سچی کرے، خدا نے حرام ہی کو مطلق حرام ٹھیرایا ہے، چاہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ" اور حلال کو اس نے حلال ٹھیرایا ہے چاہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ محمد بن عیسیٰ کہتے تھے: میرے بعض غلام مجھ سے کہتے تھے کہ میں سخت فرش پر بیٹھوں، اور موٹے جھوٹے کپڑے پہنوں مگر زمانے کے حالات اس کے مقتضی نہیں"

کثرت لباس

اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن ابو عبداللہ رضؓ سے پوچھا: "کیا ایک شخص کے پاس دس قمیص ہو سکتے ہیں، یعنی یہ زیادتی تو نہیں ہے؟ آپ نے کہا: "بیس بھی ہو سکتے ہیں اس میں کوئی اسراف نہیں، البتہ اسراف یہ ہے کہ خاص اوقات میں پہننے کے کپڑے عام اوقات میں اور گھر میں پہن رکھو"

ابو اسحاق سے بھی یہی روایت ہے:۔ میں نے عبداللہ رضؓ سے ایسا ہی سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا۔ "سو کپڑے رکھنے میں بھی مضائقہ نہیں" اسحاق بن عمار کہتے

ہیں کہ میں نے ابوابراہیم کاظم سے پوچھا: "آدمی کے پاس دس قمیصیں ہوں تو کوئی ہرج تو نہیں یعنی یہ اسراف تو نہیں ہے؟" انھوں نے کہا: "یہ اسراف نہیں ہے بلکہ اس میں بچت ہوتی ہے، اسراف یہ ہے کہ ایسے کپڑے تم بے موقع استعمال کرو۔"

ادعیۂ لباس

معاویہ کہتے ہیں: "میں نے حضرت ابوعبداللہ (امام حسینؑ) سے پوچھا کہ: "نیا کپڑا پہنتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہیئے؟" آپ نے فرمایا یہ:۔

الحمد للہ الذی رزقنی ما استر بہ عورتی واتجمل بہ فی الناس اللھم اجعلہ ثوب یمن وبرکۃ اللھم ارزقنی فیہ شکر نعمتک وحسن عبادتک و العمل بطاعتک	سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے مجھے وہ چیز عنایت کی جس سے میری شرمگاہ ڈھکتی ہے، اور اس سے لوگوں میں میری آرائش وزیبائش ہوتی ہے، اے اللہ تو اس کپڑے کو میرے لیے سعادت وبرکت کا لباس بنادے اور مجھے تیری نعمت کا شکر ادا کرنے اور تیری عبادت اچھی طرح سے کرنے اور تیری اطاعت میں عمل کرنے کی توفیق عنایت فرما۔

نیز آپ نے یہ دعا بھی بتلائی۔ "پہلے تین مرتبہ سورۂ انا انزلنا پڑھ کر تھوڑے پانی پر دم کر کے اس نئے کپڑے پر چھڑکے، پھر اس کو پہن کر دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

الحمد للہ الذی رزقنی ما اتجمل بہ فی الناس و اواری بہ عورتی واصلی فیہ	سب تعریف خدا کے لیے ہے جس نے مجھے وہ چیز دی جس سے میں لوگوں میں زینت کر سکتا ہوں اور اپنی شرمگاہ چھپا سکتا ہوں اور اپنے

لربی والحمد للہ۔ رب کے لیے نماز پڑھتا ہوں، شکر ہے اس خدا کا۔

ابو جعفرؓ سے یہ دعا مروی ہے:۔

بِسْمِ اللہِ و باللہ اللھم اجعلہ ثوب یمن وتقویٰ وبرکۃ اللھم ارزقنی فیہ حسن عبادتک وعملا بطاعتک واداء شکر نعمتک الحمد للہ الذی کسانی ما اواری بہ عورتی واتجمل بہ فی الناس۔

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے، اور اللہ سے، اے اللہ تو اس کو خوش بختی، تقویٰ اور برکت کا لباس بنا دے، اے اللہ تو مجھے اس لباس میں تیری اچھی طرح عبادت کرنے اور طاعت میں عمل کرنے اور نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق دے سب تعریف ہے اس کی جس نے مجھے وہ چیز پہنائی جس سے میری شرم کی جگہ ڈھانپی جاتی ہے اور اس سے لوگوں میں میرا حسن بڑھتا ہے۔

حضرت علیؓ کا کپڑے پہننا

صالح ازرق روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا مدان کہتے تھے "حضرت علیؓ سے بڑھ کر میں نے کسی کو زاہد و پارسا نہیں دیکھا نہ اُن سے بڑھ کر انسانوں کے حقوق میں عدل و مساوات کا خیال رکھنے والا۔ قسم خدا کی انھوں نے کبھی قطوانی قسم کے دو کپڑے بھی نہیں پہنے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ یہ وہ لباس ہیں جو آج کے زمانے میں معمولی اور ہلکے لوگ پہنتے ہیں۔" (کتاب الزہد) علی بن ابی ربیعہ کہتے ہیں: "میں نے حضرت علیؓ کو ہمیشہ موٹا لباس پہنتے دیکھ کر پوچھا: "اے علیؓ آپ ایسا لباس کیوں پہنتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "یہی وہ کپڑا ہے جس سے شرمگاہ اچھی طرح ڈھکتی ہے اور یہی وہ ہے جو پسینہ کو خوب جذب کرتا ہے۔" امام صادقؓ

حضرت علیؓ کا یہ قول روایت کرتے ہیں: "جو شخص دُنیا سے اس چیز پر راضی ہو جاتا ہے جو اسے مل جاتی ہے، تو وہ اس کے لیے کافی بھی ہو جاتی ہے اور جو اس سے ناراض رہتا ہے اس کو وہ کافی بھی نہیں ہوتی۔"

آل سام کے مولیٰ عبدالاعلیٰ کہتے ہیں: "میں نے ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: "لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ کے پاس بہت مال و دولت ہے۔" فرمایا: "اس سے مجھے رنج نہیں ہوتا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت علیؓ کا گذر کچھ لوگوں کی طرف سے ہوا جو قریشی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، اور آپ کے جسم پر پھٹا قمیص تھا، لوگوں کو آپ نے کہتے سُنا: "ارے علی کی مفلسی تو بہت بڑھ گئی ہے۔" آپ کے کانوں میں یہ الفاظ پڑے آپ گھر تشریف لائے، اپنے خادم کو بُلایا اور کہا: "جتنے کھجور میرے پاس اس وقت تمہاری نگرانی میں ہیں ان سب کو بیچ کر درہم و دینار بنا لو اور آج کسی کو کچھ نہ دو۔" چنانچہ خادم نے حکم کی تعمیل کی، روپیوں کا ایک ڈھیر لگ گیا۔ خادم نے پوچھا: "اب کیا کیا جائے؟" آپ نے کہا: "ان لوگوں کو بتلاؤ جو کہا کرتے ہیں کہ علی کے پاس پیسہ نہیں ہے۔" پھر آپ نے کہا: "جن جن لوگوں کو میں کھجور تقسیم کیا کرتا تھا ان کے پاس یہ روپے بھجوا دو۔"

مختار تمار (کھجور فروش) بیان کرتے ہیں: "میں ایک مرتبہ کوفہ گیا اور وہاں کی مسجد میں ٹھہر گیا، کچھ دیر بعد میں ایک نانبائی کی دوکان پر روٹی لینے گیا، پیچھے سے کسی کی آواز میرے کانوں میں آنے لگی: "بھائی جان، تم اپنا پاجامہ چڑھا لو تاکہ اسے ناپاکی نہ لگے، خدا سے ڈرو کہ وہ ناپاکی کو ناپسند کرتا ہے۔" میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟" لوگوں نے کہا: "یہی تو امیرالمؤمنین حضرت علیؓ ہیں۔" میں آپ کے پیچھے ہو لیا تاکہ معلوم کروں کہ آپ کیا کرنے والے ہیں۔ دیکھا آپ بازار گئے، جہاں اونٹوں کا چوک تھا، آپ نے تاجروں سے

مخاطب ہو کر کہا:۔

"اے بیوپاریو! ان باتوں سے بچتے رہو جو تمہارے معاملے میں برکت کو مفقود کر دیں۔"

پھر آپ کھجوروں کی مارکیٹ کو گئے، وہاں دیکھا کہ ایک لونڈی کھجور کی دکان کے آگے کھڑی روتی ہے، آپ نے پوچھا: "تیرے رونے کا کیا سبب ہے؟" اس نے کہا: "میں ایک لونڈی ہوں میری مالکہ نے کھجور لانے کے لیے مجھے بھیجا تھا، مگر یہ کھجور جو میں نے خریدے وہ انھیں پسند نہیں آئے اور مجھے حکم دیا کہ انھیں واپس کر دوں، مگر دوکاندار اسے واپس لینے کے لیے تیار نہیں۔" حضرت علیؓ نے دوکاندار سے کہا:۔ "اگر تمہارا مال خراب نہیں ہوا ہے تو واپس لینے میں تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے، بے چارے خادموں کے ساتھ رعایت کیوں نہیں کرتے؟" تاجر کو جب معلوم ہوا کہ یہ حضرت علیؓ ہیں تو اس نے فوراً مال واپس لے کر پیسے لونڈی کو دیدیئے۔ حضرت علیؓ نے وہاں بھی ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ "اے بیوپاریو! تقویٰ اور خوفِ خدا سے بہتر کوئی دولت نہیں، تمہارا معاملہ جتنا حسنِ اخلاق کی اساس پر ہوگا، اتنا ہی وہ خدا کی رحمت و مغفرت کو تمہاری طرف جذب کرے گا، اور اسی کی تمہیں سب سے زیادہ ضرورت بھی ہے۔"

پھر آپ آگے بڑھے اس وقت ابر آیا ہوا تھا، اتنے میں ہلکی بارش بھی ہونے لگی، آپ پناہ لینے کے لیے ایک بھٹیار خانہ میں جانے لگے۔ بھٹیارا یہ سمجھ کر کہ نہ معلوم کون بڈھا فقیر چلا آرہا ہے ایک دھکا دیتے ہوئے کہا: "چلو یہاں سے ہم اس وقت تم کو کچھ نہ دیں گے۔" آپ اس وقت وہاں سے ہٹ گئے، اور دوسری جگہ آسرے میں کھڑے رہے، پھر گھر آکر حکم دیا کہ اس بھٹیارے کو گرفتار کر کے لایا جائے، چنانچہ پولیس کے لوگ جب بھٹیارے کو گرفتار کرنے آئے

تو وہ حیران ہو گیا۔ انھوں نے کہا: "اسی وقت چلو، امیر المومنین تم کو بلا رہے ہیں۔"
بھٹیارا آیا، آپ نے کہا: "اے بھٹیارے! اگر تم صرف علی کو دھکا دیتے تو کوئی بات نہ تھی، مگر اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ تم ہر کمزور فقیر کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہو گے۔ صرف اس قسم کے برتاؤ کی پاداش میں تم کو چند کوڑے لگانے کا حکم دیتا ہوں۔" مگر جب وہ گڑگڑانے اور معافی مانگنے لگا تو آپ نے کہا: "آئندہ سے محتاط رہنے کا عہد کرتے ہو تو خیر میں تم کو چھوڑے دیتا ہوں۔"

ایک مرتبہ آپ کپڑے والوں کے بازار کو تشریف لے گئے، ایک دوکان پر ٹھہرے اور دوکاندار سے پوچھا کہ فلاں کپڑے کی کیا قیمت ہے؟ اس نے کہا "امیر المومنین! میں آپ کو اچھے سے اچھے کپڑے دکھلاتا ہوں۔" یہ دیکھ کر کہ وہ آپ کو پہچان گیا ہے آپ وہاں سے آگے بڑھ گئے، ایک اور دوکان پر آئے جہاں ایک لڑکا بیٹھا تھا۔ اس سے کہا "ہم کو دو کپڑے چاہئیں، ایک وہ جس کی قیمت دو درہم ہو، دوسرا وہ جس کی قیمت تین درہم ہو، چنانچہ اُس لڑکے نے ویسے ہی کپڑے نکال کر آپ کے آگے رکھے، آپ نے قیمت دیدی اور کپڑے لے لئے۔۔۔
آپ کے ساتھ آپ کا غلام قنبر تھا۔ تین درہم والا کپڑا اس کو دیتے ہوئے کہا: "لو قنبر تم یہ پہنو اور یہ سستا کپڑا میں نے اپنے پہننے کے لیے لیا ہے۔"

قنبر نے کہا: "اے امیر المومنین، بھاری کپڑا پہننے کے سزاوار تو آپ ہیں، کیونکہ آپ منبر پر کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے ہیں۔" آپ نے کہا: "نہیں قنبر میں بوڑھا ہوں اور تم جوان ہو، جوان کے لیے خوش پوشی زیب دیتی ہے۔" یہ بھی فرمایا: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم ان (غلاموں) کو وہی پہنایا کرو جو خود پہنتے ہو۔ ان کو وہی کھلایا کرو جو خود کھاتے ہو۔" اس کے بعد آپ نے وہ قمیص پہنی اس کے آستین ذرا لانبے تھے، آپ نے لڑکے سے کہا: "یہ آستین

کا کپڑا جو زائد ہے کتر لو۔" چنانچہ لڑکے نے اس کو کتر لیا۔ ابو بصیر کہتے ہیں "میں نے ابو جعفر سے سُنا کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے ایک سنبلانی قمیص چار درہم میں خریدی اس کو پہنا تو اس کی آستینیں انگلیوں سے بھی دراز تھی۔ آپ نے درزی کو بُلایا اور اس کو کٹوا دیا پھر یہ دعا پڑھی:۔

الحمد للہ الذی کسانی من الریاش ما استر بہ عورتی واتجمل بہ فی الناس اللھم اجعلہ ثوب یمن وبرکۃ اسعی فیہ لمرضاتک عمری واعمر فیہ مساجدک	سب تعریف ہے اس کی جس نے مجھے بڑھیا پوشاک پہنائی جس سے میری شرم کی جگہ ڈھنکتی ہے اور لوگوں میں زینت ہوتی ہے اے اللہ اس کپڑے میں سعادت و برکت دے تاکہ میں تیری مرضی کے موافق دوڑ دھوپ کرنے میں اپنی عمر بسر کروں اور اس کو پہنکر تیری مسجد کو آباد کروں۔

پھر فرمایا:۔ "میں نے رسول اللہؐ سے سُنا ہے کہ جو شخص اس دُعا کو نئے کپڑے پہنتے وقت پڑھے گا بخشا جائے گا" کتاب النجات میں مذکور ہے کہ حضرت علیؓ پاجامہ پہنتے وقت یہ پڑھتے تھے:

اللھم استر عورتی وآمن روعتی واعف فرجی ولا تجعل للشیطان فی ذالک نصیبا ولا لہ الی ذالک وصولا فیصنع الی المکاید ویھیجنی لارتکاب محارمک۔	اے اللہ میری شرمگاہ کو ڈھانپ، مجھے خوف سے امن میں رکھ میری عفت وعصمت کی حفاظت فرما، اور اس میں شیطان کو حصّہ نہ دے، نہ اسے یہاں تک پہونچنے دے، ورنہ میرے ساتھ وہ مکاریاں کرے گا اور مجھے حرام کا ارتکاب کرنے پر اُکسائے گا۔"

صادقؑ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے: "پیغمبر قمیص کو پاجامہ سے پہلے پہنا کرتے تھے"۔ نیز فرماتے "کھڑے ہو کر نہ پہننا چاہیئے نہ قبلہ کی طرف منہ کر کے"۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ مغموم ہوئے اور فرمانے لگے۔ "معلوم نہیں یہ غم مجھ پر کیسے آ پڑا؟ حالانکہ میں نہ کسی دروازے کی دہلیز پر بیٹھا، نہ بکریوں کے ریوڑ کو چیرتا ہوا نکلا، نہ پاجامہ کھڑے ہو کر پہنا نہ دامن سے اپنا سر اور منہ پونچھا"۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جب تم کپڑے پہننے لگو یا وضو کرنے لگو تو ہمیشہ دائیں اعضاء سے شروع کرو"۔

امام صادق فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے: "جب خدا مومن کو نیا کپڑا پہنائے تو اس کو چاہیے کہ وضو کرے اور دو رکعت پڑھے جن میں "ام الکتاب" پڑھے (یعنی سورۂ فاتحہ) پھر قل ہو اللہ اور آیۃ الکرسی اور انا انزلنا، پھر خدا کی تعریف کرے جس نے اس کی شرمگاہ چھپائی اور لوگوں میں زینت دی، اور کثرت سے لاحول پڑھے، تو (بشرطیکہ وہ گناہگار نہ ہو) ہر راستے میں اس کے لیے فرشتے مقرر رہیں گے جو اس کے لیے مغفرت و رحم کی دعا کریں گے"۔

ابو عبد اللہؓ کہتے ہیں: "جب تم میں سے کوئی وضو کرے یا پانی پیے یا کھانا شروع کرے یا کپڑا پہننے لگے یا اور کوئی کام کرے تو بسم اللہ ضرور پڑھے اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو اس میں شیطان کی شرکت ہوگی"۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ایک پیالہ لے اور اس میں پانی ڈالے، اور اس پر انا انزلناہ ۳۵ بار پڑھے اور وہ پانی اپنے کپڑے پر چھڑکے، جب تک یہ کپڑا گل کر پھٹ نہ جائے وہ ہمیشہ اپنی زندگی فراخی میں بسر کرے گا۔

امام رضاؓ کے متعلق مروی ہے کہ آپ ہمیشہ سیدھی طرف سے کپڑا پہنتے تھے اور پہننے سے پہلے پانی منگوا کر اس پر انا انزلناہ دس مرتبہ، قل ہو اللہ دس مرتبہ،

قُلْ یا دس مرتبہ پڑھ کر یہ پانی اس پر چھڑکتے اور کہتے کہ جو شخص ایسا کرے گا وہ جب تک یہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا کشائش میں رہے گا۔

زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفرؓ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے "حضرت علیؓ نے عراق میں ایک سنبلانی قمیص موٹے قسم کی چار درہم میں خریدی پھر اس کی آستین جو لمبی تھی اتنی کٹوا دی کہ کہنی سے ذرا ہی نیچے رہی، پھر اس کو پہن کر حمد و ثنا پڑھی"۔ حضرت ابن عباس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے: "جس شخص کو ازار (لنگی) نہ ملے تو وہ پاجامہ پہن لے، اور جس کو کھڑاویں نہ ملیں وہ موزہ پہن لے"

فصل (۲) کپڑے کو لپیٹنا اور اس کی صفائی

اسحٰق ابن عمارؓ ابو عبداللہ رضؓ سے روایت فرماتے ہیں:

"ادنیٰ اسراف یہ ہے کہ پانی برتن میں سے بہنے لگے اور کپڑے جو احتیاط سے پہننے کے ہوں ہر وقت پہنے رہے اور گٹھلیوں کو پھینک دیا جائے"۔ ان ہی سے روایت ہے:۔ "اسراف یہ ہے کہ بچانے کے قابل کپڑا ہر وقت پہنے رہے"۔

حسن بن علی ابن یقطین سے بسندِ مرفوع مروی ہے کہ "ابو جعفرؓ نے فرمایا "کپڑوں کو لپیٹنا ان کو احتیاط سے رکھنا اور گرد وغیرہ سے بچانا چاہیئے"۔

ان ہی سے روایت ہے: "صاف کپڑا دشمن کو نیچا دکھاتا ہے۔ سر پر تیلؔ النا وحشت کو دُور کرتا ہے، کنگھی کرنا وبا کا حفظ ما تقدم ہے، داڑھی میں کنگھی کرنے سے مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں"۔

آپ ہی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے: "کپڑوں کو دھونا غم و رنج کو دور کرتا ہے، اور اس سے نماز بھی درست ہوتی ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وثیابک فطھّر۔ (تم اپنے کپڑے پاک رکھو)۔

ان ہی سے روایت ہے :" نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جو شخص کپڑا لے ضرور اس کو پاک کرے "۔

حضرت علیؓ "ثیابک فطہر" کے معنی کے بارے میں فرماتے ہیں "یعنی تم اپنے کپڑے ذرا اوپر رکھا کرو تاکہ نجاست میں آلودہ نہ ہوں"۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں : " فقصر" یعنی اُن کو چھوٹے رکھو۔

فصل (۳) انواع لباس مع اختلاف الوان

سفید کپڑوں کا پہننا

ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا : "تم سوتی لباس پہنا کرو، ہمارا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا لباس ہمیشہ یہی تھا"۔ آپ اونی کپڑا کبھی نہیں پہنتے تھے، سوائے اس کے کہ کسی مرض میں علاج کے طور پر پہن لیں"۔ اور فرماتے تھے۔ اِنَّ اللّٰہ جمیل یحب الجمال، خدا جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر انسان پر ظاہر ہو"۔ اور حضرت علیؓ فرماتے تھے : "کتان کے کپڑے پیغمبروں کا لباس تھے"۔

جابر اور ابو جعفرؓ دونوں سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا : "کپڑے کے لیے سفید رنگ سے بہتر کوئی رنگ نہیں ہے، پہنا بھی وہی کرو، مُردوں کو کفن بھی دو تو سفید دو"۔

کالے کپڑے

سلیمان بن رشید کے والد کہتے ہیں : "میں نے حضرت علیؓ کا قمیص کالا بھی دیکھا ہے۔ اور آپ نے طیلسان (جبّہ) نیلے رنگ کا بھی پہنا ہے"۔ بعض سے روایت ہے،

"ہم ایک رباط میں تھے کہ حضرت علیؓ ہم کو نظر آئے اور وہ کالی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔" حسن کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہؓ سے پوچھا تھا کہ کیا کالے رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے تو فرمایا: "منع تو نہیں ہے البتہ احسن نہیں ہے اور مُردوں کے لیے تو قطعاً غیر مناسب ہے۔"

زرد و زعفرانی رنگ

بعض راوی: "ہم رباط میں تھے، حضرت علیؓ ہم کو نظر آئے۔ آپ زرد لنگی باندھے ہوئے اور کالی چادر اوڑھے ہوئے، آپ کے دونوں پیروں میں کھڑاؤں تھیں، اور ہاتھ میں ایک نیزہ جس کو "عنزہ" کہتے ہیں۔"

زرارہ کہتے ہیں: "ہم نے دیکھا کہ ابو جعفر اپنے کسی بچے کو نماز پڑھا رہے تھے، اور آپ کے جسم پر زرد رنگ کا ریشمی جبہ تھا، اور ویسا ہی عمامہ سر پہ، اور ایک ریشمی چادر جس کا حاشیہ بوٹے دار قسم کا تھا (اس چادر کو مطرف کہتے تھے) امام حسینؓ فرماتے ہیں: "کعبہ کے لیے زعفران میں رنگی ہوئی رباط (چادر) سے بہتر کوئی چادر نہیں ہے۔"

زعفرانی لباس

ابو عبداللہ فرماتے ہیں: "میں نے ابو جعفر کو دیکھا کہ لال رنگ کا لحاف اوڑھے ہوئے تھے، اس کا اثر ان کی جلد پر ظاہر ہو رہا تھا۔ میں نے کہا "یہ کیا؟" فرمایا "یہ لحاف عورتوں کا ہے، اس وقت میں نے اوڑھ لیا ہے۔"

حکم بن عُتیبہ سے روایت ہے: "میں ابو جعفر کے پاس گیا، وہ زعفرانی رنگی ہوئی چادر اوڑھے تھے، جس کا اثر ان کی جلد تک پر ظاہر ہو رہا تھا، میں نے ابو جعفر

سے کہا: "جناب ہمارے ہاں تو اس قسم کا کپڑا معیوب سمجھا جاتا ہے"۔ آپ نے کہا معیوب ہونے کی کوئی وجہ نہیں، خدا نے فرمایا ہے۔ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِىْ الآية۔"

پھر فرمایا:- "اے حکم! میری دلھن کم سن ہے، اور شادی کو تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں"۔

ابو جعفرؓ سے روایت ہے: "ہمیشہ سُرخ لباس پہننا مکروہ ہے، سوائے شادی کے موقع کے"۔ مالک کہتے ہیں: "میں ابو جعفر کے پاس گیا ان کی چادر گہری سُرخ رنگ کی تھی، میرے مسکرانے پر آپ نے فرمایا:

"مجھے معلوم ہے تم کیوں مسکرا رہے ہو، میں نے یہ کپڑے عمداً اختیار کیے ہیں کیونکہ ثقفیہ میری بیوی کو یہ بہت پسند ہیں۔ البتہ میں ان کپڑوں میں نماز نہیں پڑھتا، اور تم بھی ایسے گہرے لال کپڑوں میں نماز نہ پڑھا کرو"۔ پھر جب آپ نے ثقفیہ کو طلاق دیدی تو میں نے پوچھا: "آپ نے انھیں کیوں طلاق دی؟ تو کہا: "وہ علیؓ سے بیزاری کا اظہار کرتی تھیں"۔

حکم بن علینہ کہتے ہیں: "میں نے ابو جعفر کو دیکھا کہ وہ سُرخ رنگ کی لنگی باندھے ہوئے تھے، جب میں نے اس کو غور سے دیکھا تو آپ نے کہا: "حکم اس میں کوئی مضائقہ نہیں، پھر یہ آیت پڑھی۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِىْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ۔

گلابی، شہابی، نیلے اور سبز رنگ کا لباس پہننا

حسن زیّات کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر کی چادر گلابی رنگ کی بھی دیکھی ہے، محمد بن علی کہتے ہیں میں نے علی بن حسین کو دیکھا اور وہ شہابی رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے

تھے۔ سلیمان بن رشید فرماتے ہیں: "میں نے علیؓ کا جبہ نیلے رنگ کا دیکھا"۔

ابوالعلاء کہتے ہیں: "میں نے ابوعبداللہ کی چادر حالت احرام میں سبز رنگ کی دیکھی"۔

ابان بن تغلب:۔ "میں ابوعبداللہ سے رمضان کی آخر تاریخ عصر کے بعد ملا۔ آپ نے فرمایا:۔ "اے ابان، جبریل علیہ السلام رمضان کی آخری تاریخ اور عصر کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے تھے، پھر جب وہ آسمان کو واپس چلے گئے تو نبیؐ نے حضرت فاطمہؓ کو پکارا، آپ نے جواب دیا اور خدمت میں حاضر ہو گئیں، اور آپ کا قاعدہ تھا کہ جب کبھی نبیؐ یاد فرماتے وہ جواب دے کر حاضر ہو جایا کرتیں، اس وقت آپ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھیں، جس کا نصف حصہ اچھی طرح جسم پر لپٹا ہوا تھا اور نصف سر پر تھا، رسول اللہ نے آپ کو نزدیک بلایا پھر حضرت علیؓ کو بھی بلایا۔ بی بی فاطمہؓ کا ایک ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں اور علیؓ کا ہاتھ دوسرے ہاتھ میں تھامے ہوئے فرمایا: "اے علیؓ و فاطمہ، ابھی میرے پاس جبریل امین آئے تھے، جو خبر انھوں نے مجھے پہنچائی، کیا میں تم سے کہوں؟ انھوں نے کہا: "ضرور یا رسول اللہ!" آپ نے فرمایا: "انھوں نے مجھے بتلایا کہ میں قیامت کے دن عرش کی سیدھی طرف رہوں گا" اور حق تعالیٰ مجھے دو کپڑے پہنائے گا، ایک کا رنگ سبز ہوگا اور دوسرے کا گلابی، اور اے علیؓ تم بھی عرش کی سیدھی طرف ہو گے، اور تم کو بھی دو کپڑے پہنائے جائیں گے، ایک کا رنگ سبز ہوگا اور دوسرے کا گلابی، اور اے فاطمہؓ تم بھی عرش کی سیدھی طرف ہو گی، تم کو بھی دو کپڑے پہنائے جائیں گے، ایک کا رنگ سبز ہوگا اور دوسرے کا رنگ گلابی"۔

راوی ابان کہتے ہیں یہ روایت سنتے ہوئے میں نے حضرت امام حسین

سے پوچھا :۔ "اے امام! میری جان آپ پر سے فدا، لوگ تو گلابی رنگ کو مکروہ کہتے ہیں۔"

آپ نے کہا : "اے ابان، خدا نے جب عیسٰی علیہ السلام کو آسمان کی طرف اُٹھایا اور جنت میں داخل کیا، جہاں ستّر بالاخانے تھے، ان کو دو کپڑے پہنائے گئے، ایک کا رنگ سبز تھا دوسرے کا گلابی"۔ میں نے کہا: "میری جان آپ پر سے فدا ہو، آپ قرآن سے اس کی کوئی نظیر دیں۔" آپ نے کہا : "خدا فرماتا ہے :۔

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ (پ ۲۷ ع ۱۲) — پھر جب پھٹ جائے گا آسمان تو ہو جائے گا گلابی جیسے سبزی۔

فصل (۴) ریشم کا لباس اور حلّہ

عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو عبداللہؑ سے سنا، فرماتے تھے : "حضرت علی بن حسینؑ ایک خوش پوش مرد تھے، آپ ریشمی کپڑا خریدتے تھے جس کی قیمت ہزار درہم ہوتی تھی یا کم سے کم پانسو درہم، جب جاڑا آتا تو اس کو بیچ دیتے اور اس کی قیمت خیرات کر دیتے وہ ہمیشہ خزؔ کی قسم کا ریشمی کپڑا ہی پہنتے۔ ہم نے ابو عبداللہؑ سے خز یا ریشم کے بارے میں فتویٰ بھی طلب کیا، آپ نے کہا : "یہ بالکل جائز ہے کیونکہ یہ خالص ریشم نہیں ہوتا بلکہ اس میں خز کے سوا دوسری چیز کی آمیزش بھی ہوتی ہے۔" چنانچہ فرمایا : "امام حسینؑ بھی ایک مرتبہ ایسے ہی کپڑے کا جبہ پہنے تھے، میں نے آپ سے کہا : "جناب ہمارے پاس تو اس کے متعلق بُرا خیال رائج ہے، کیونکہ یہ وحشیوں کا لباس ہے اور اس میں جو اُون ملایا جاتا ہے وہ مردار جانور کا ہوتا ہے۔" آپ نے جواب میں فرمایا : "بھائی اُون میں تو کوئی جان نہیں ہوتی۔"

حضرت امام علی رضاؑ کے فرزند حسنؑ فرماتے ہیں :۔ "حضرت علی بن حسینؑ گرما کے

موسم میں دو کپڑے پہنتے تھے، جن کی قیمت پانسو درہم ہوتی تھی، اور جاڑوں کے موسم میں خز کا مطرف پہنتے تھے اور گرما کے زمانے میں ۵۰ دینار میں بیچ دیتے اور قیمت غربا میں بانٹ دیتے۔" محمد بن سعد کہتے ہیں "ابو عبداللہ فرماتے تھے کہ میرے والد خز کا کپڑا پانسو درہم میں خریدتے تھے اور دوسرے موسم میں اس کو بیچ کر اس کی قیمت خیرات میں تقسیم کر دیتے۔"

ہم نے کہا: "کیا آپ بھی ایسا کرتے ہیں؟" کہا: "میں صرف وہ کپڑا بیچ دیتا ہوں، جس کو پہن کر میں نماز ادا کرتا ہوں۔"

عبدالرحمن بن حجاج کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابو عبداللہ رض سے پوچھا: "کیا دریائی کتے کا چمڑا جائز ہے؟ یہ ہمارے علاقے میں بہت مستعمل ہے۔" آپ نے پوچھا "یہ کس قسم کا جانور ہے؟" ہم نے کہا: "یہ ایک جانور ہے جو پانی میں رہتا ہے۔" آپ نے فرمایا: "جب وہ پانی سے نکلتا ہے تو کیا وہ باہر بھی اپنی زندگی بسر کرتا ہے؟" کہا: "نہیں۔" فرمایا "اس کے پہننے میں مضائقہ نہیں۔" کتاب النہ میں ہے کہ علی بن ابی عمران بیان کرتے ہیں: "ہم نے ایک مرتبہ حسین بن علی رض کو دیکھا اور حضرت علی "رحبہ (محلہ کا نام) تشریف فرما تھے، حضرت حسین رض کے جسم پر خز وریشم کا قمیص تھا اور گلے میں ایک سونے کا طوق، حضرت علی رض نے آپ کو دیکھ کر فرمایا: میرا بیٹا اور یہ چیزیں؟ پھر آپ نے حسین رض کو اپنے نزدیک بلایا اور ان کے جسم پر سے قمیص پھاڑ دیا اور طوق کو نکالا اور اس کے ٹکڑے کر دیئے۔

دوشالہ کا استعمال

معلی بن خنیس کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبداللہ رض نے بیان فرمایا: "حضرت علی رض کے پاس کچھ دوشالے لائے گئے جن میں سے ایک بہت عمدہ تھا، حضرت حسین رض

نے کہا "بابا! یہ مجھے دیجیے"۔

آپ نے انکار کیا اور فرمایا: "بیٹے میں اس کے بدلے میں تم کو دوسرے دو اور دوشالے دوں گا"۔ آپ نے کہا۔ "یہ ان سے بہتر ہے" آپ نے کہا۔ "میں تم کو تین دوں گا"۔ آپ نے کہا: "یہ تین سے بھی بہتر ہے"۔ آپ نے اس طرح پانچ تک کی پیشکش کی، آخر حسینؓ راضی ہو گئے۔

پھر علیؓ نے کہا: "بیٹا! اگر میں یہ دوشالہ تم کو دیتا تو تم اس کو پہن کر فخر کرتے یا دل میں یہ فخر پیدا ہوتا کہ میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں اور تم اس کو میلا کر دیتے اور وہ خراب ہو جاتا، اب تم یہ پانچ دوشالے استعمال کر سکتے ہو۔۔۔۔"

ریشم و دیباج[1] کا پہننا

جعفرؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اُسامہ بن زیدؓ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ان کے پاس ریشم کا ایک کپڑا تھا، رسول اللہؐ نے اس کپڑے کو دیکھ کر فرمایا:

"اُسامہ! کیا تم جنت میں ریشم پہننے کی ضرورت نہیں سمجھتے، جو ابھی سے اس کو پہن لے رہے ہو؟ جو یہاں ریشم پہنے گا وہ وہاں نہ پہن سکے گا"۔ اُسامہ نے یہ سُنا تو کہا: "یا رسول اللہ! میں اس کو پھاڑ دیتا ہوں"، آپ نے اس کو پھاڑ کر اس سے عورتوں کے لیے اوڑھنیاں بنالیں۔

ابو عبداللہؒ کہتے ہیں: "شریعت میں ریشم و دیبا کا کپڑا پہننے کی مردوں کے لیے ممانعت ہے (عورتوں کے لئے نہیں) البتہ اس کا بیچنا جائز ہے"۔ ابو عبداللہ

---

[1] دیباج دیبا کا معرب ہے، ریشمی کپڑا۔

یا ابوالحسنؓ سے روایت ہے کہ آپ سے ریشم و دیبا کے کپڑے کے بارے میں فتویٰ مانگا تو فرمایا :۔ "جائز نہیں، البتہ ضرورت کے لیے جائز ہے، جیسے جنگ میں پہنتے ہیں (تاکہ تلوار کا اثر نہ ہو) با تصویر کپڑے کا بھی یہی حکم ہے۔" عمر بن نجبہ سکونی کہتے ہیں "ایک مرتبہ حضرت علیؓ کی سواری کے لیے ایک گھوڑا لایا گیا، آپ اس پر بسم اللہ کہہ کر سوار ہوئے، آپ نے جب کوہٹے (زین) پر ہاتھ رکھا تو وہ آپ کے ہاتھ سے پھسل گیا، آپ نے پوچھا: "کیا یہ دیبا کا ہے؟" تو لوگوں نے کہا: "جی ہاں"۔ آپ اسی وقت گھوڑے پر سے اُتر گئے۔ ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا: "قسّی[1] کے کپڑے پہننے سے رسول اللہؐ نے مجھے منع کیا ہے، مگر تم کو نہیں۔ اسی طرح سونے کی انگوٹھی پہننے اور رکوع یا سجود میں قرآن پڑھنے سے، اور ریشم کے سُرخ زین پوش پر بیٹھنے سے۔

فصل (۵) لباس پر فخر یا انکسار، اس میں پیوند لگانا

یا میانہ روی اختیار کرنا اور موٹے لباس کا پہننا

عبداللہ بن ہلال کہتے ہیں: "مجھے ابوعبداللہؓ نے حکم دیا کہ میں ان کے لیے ایک پاجامہ خریدوں، جب میں اس کو خرید کر لے آیا تو اس کے پائنچے کچھ لمبے تھے، آپ نے اس کو دکھلاتے ہوئے فرمایا: "لے جاؤ اسے کتروا کر چھوٹے کرا دو" میرے والد بھی دراز پائنچے چھوٹے کروا دیتے، اور فرماتے تھے کہ ٹخنوں سے نیچے جو کپڑا گرتا ہے وہ دوزخ کی آگ کا حصہ ہے۔ ابواسحٰق سبیعی کہتے ہیں: "خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے " ازار کو نصف ساق (پنڈلی) تک پہنو یا زیادہ سے زیادہ ٹخنوں تک "۔ چنانچہ حدیث ہے :۔

---

[1] ایک قسم کا مصری کپڑا۔

وایاکم واسبال الازار فان	پائینچے لٹکانے سے خبردار رہو کیونکہ پائینچے
اسبال الازار من المخیلۃ، و	لٹکانا ایک قسم کی شیخی ہے اور خدا شیخی کو
اِنّ اللّٰہ لایحبّ المخیلۃ	پسند نہیں کرتا۔

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے پائینچے لٹکانے سے منع فرمایا ہے چاہے پاجامہ ہو یا قمیص، یہ ٹخنے سے نیچا نہ ہونا چاہیئے۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے:

من جرّ ثوبہ خیلاءً لم ینظر	جو اپنا کپڑا گھسیٹتا پھرے گا خدا اس کی طرف
اللّٰہُ الیہ یوم القیٰمۃ۔	قیامت کے دن نظر بھی نہ کرے گا۔

کتاب الزہد میں ابو سطر سے نقل کیا گیا ہے: "ایک مرتبہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ راستہ چلنے لگا، میرے ساتھ میرا ایک چچازاد بھائی بھی تھا جس کا پائینچہ نیچے گر رہا تھا، آپ نے اس کو اپنے ہاتھ کی چھڑی سے ایک رسید کر کے کہا اٹھاؤ یہ پاجامہ تمہارا، اس کا پائینچہ، یہ زمین کی غذا بنانے کے لیے نہیں ہے۔"

جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "جنت کی خوشبو دو ہزار سال کی مسافت سے چلی آتی ہے۔ مگر افسوس کہ پائینچے چھوڑے چلنے والا اس کی خوشبو بالکل سونگھ نہ سکے گا، کیونکہ خدا کو اس کا غرور پسند نہیں۔" ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:-

ان اللّٰہ یبغض الثانی	خدائے تعالیٰ تین آدمیوں سے خاص طور پر بغض رکھتا
عطفہ، والمسبل ازارہ	ہے۔ ایک وہ جو اپنا دامن لٹکائے (اور اس کو زمین پر
والمنفق سلعتہ بالایمان	گھسیٹتے پھرے) دوسرا وہ جو اپنے پاجامہ کا پائینچہ نیچے
	رکھے، تیسرا وہ جو اپنا سامان قسمیں کھا کھا کر بیچے۔

نیز انہی سے مروی ایک اور حدیث ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثلاثۃ لایکلمھم اللّٰہ ولایزکیھم	تین آدمی ہیں جن سے خدا بات نہیں کرے گا اور

ولهم عذاب الیم المرخی ذیلہ من العظمۃ والمزکی سلعتہ بالکذب ورجل استقبلک بنورصدرہ وقلبہ ممتلئ غشا	نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، غرور سے اپنا دامن لٹکا کر چلنے والا، جھوٹی تعریف کرکے اپنا سامان تجارت بیچنے والا، اور دل میں کھوٹ رکھ کر بظاہر بہت خلوص سے ملنے والا

ایک اور حدیث بھی ان ہی سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:۔

من مشی علی الارض اختیالا لعنتہ الارض من تحتہ۔	جو شخص زمین پر غرور سے اکڑتا پھرے تو زمین اندر سے اس پر لعنت کرتی ہے۔

بشیر نبال کہتے ہیں: "ہم ایک دن ابو جعفر کے ساتھ مسجد میں تھے، اتنے میں ایک شخص سیاہ فام ہمارے سامنے سے گذرا اس کے جسم پر دو حلّے تھے، ایک کو اس نے ازار کی طرح پہن لیا تھا، دوسرے کو اوڑھ لیا تھا اور اس کی چال میں غرور تھا، ابو جعفر نے فرمایا:" دیکھا تم نے اس مغرور کو" میں نے کہا:" جناب وہ تو سائل ہے"آپ نے فرمایا:" اس پر غرور۔ بہر حال وہ تفاخر کے گناہ سے بچ نہیں سکتا"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو ذرؓ کو جو وصیتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک یہ تھی" اکثر لوگ جو آگ میں داخل ہوں گے وہ مغرور اور شیخی باز ہوں گے"

کسی نے پوچھا:" پھر کوئی اس غرور سے بچ بھی سکتا ہے یا رسول اللہ؟"

آپ نے فرمایا:" ہاں وہ جو صوف کا لباس پہنے، اور گدھے پر بیٹھے اور بکری کا دودھ دوہے اور غریبوں میں اپنی نشست اختیار کرے۔ اے ابو ذر، جس نے اپنے سامان کو خود اٹھا لیا، وہ غرور سے بچ گیا، اے ابو ذر! جس نے اپنے کپڑے فخر کے ساتھ گھسیٹے، قیامت کے روز خدا اس کی طرف نہ دیکھے گا، اے ابو ذر، آدمی کے ازار کی حد نصف پنڈلی تک ہونی چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ ٹخنوں سے اوپر

کہ اس میں گناہ نہیں ہے اور اس سے نیچے اُتر آئے تو وہ آگ کے لیے ہے، اے ابوذر جس نے اپنے کپڑے کو اللہ تعالیٰ کے لیے اٹھالیا، وہ کبر سے بچ گیا۔"

لباس میں تواضع کا بیان

ابوعبداللہؓ کہتے ہیں: "حضرت علی بن حسین خوبصورت کپڑے پہن کر باہر نکلے، پھر جلدی سے واپس ہو گئے اور لونڈی سے کہا: "میرے لیے دوسرے معمولی کپڑے نکال دے، میں ان کپڑوں میں ایسا دکھائی دیتا ہوں گویا میں علی بن حسین نہیں ہوں"۔ جب آپ راستہ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ کے سر پر چڑیا بیٹھی ہوئی ہے، یعنی نہ سیدھی طرف مڑ کر دیکھتے نہ بائیں طرف اور آپ ہی کا یہ قول ہے:-

اِن الجسد اذا لبس الثوب اللین طغی۔ جب بدن نرم کپڑے پہن لیتا ہے تو سرکش ہو جاتا ہے۔

حسن صیقل کہتے ہیں: "حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ہم کو ایک دن حضرت علیؓ کا قمیص بنایا، میں نے ناپا تو دیکھا کہ اس کی لمبائی بارہ بالشت ہے اور چھاتہ ۶ بالشت اور آستین ۳ بالشت"۔

ابوجعفرؓ کہتے ہیں: "جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سنبلانی قمیص خریدتے تو پہلے اپنے غلام کو بلاتے اور اس کو پہناتے، اس کے بعد خود دوسرا ویسا ہی قمیص پہنتے آستین میں لمبائی زیادہ ہوتی تو کٹوا دیتے"۔

زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوجعفرؓ سے سنا: "حضرت علیؓ نے عراق میں ایک گاڑھے قسم کا سنبلانی قمیص چار درہم میں خریدا۔ آستین جو انگلیوں سے آگے نکلی ہوئی تھی، پہونچے کے نیچے تک چھوٹی کروا دی، پہننے کے بعد حمد و ثنا

پڑھی"۔ ابو جعفر نے ہم سے کہا: "کیا میں تمہیں وہ قمیص بتلاؤں؟" ہم نے اسے ناپا تو اس کی آستینیں ۳ بالشت کی تھی اور لمبائی چھ بالشت"۔ کتاب الزہد میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے ہم علیؑ کے ساتھ بازار کو نکلے، کھجوروں کے بازار میں آئے، آپ نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: لا تصبّوا قوصرة علی قوصرة۔ کھجور کے ایک تھیلہ کو دوسرے تھیلہ پر مت ڈالو، پھر آگے گوشت کی مارکیٹ میں آئے فرمایا:۔ لا تنکوا فی اللحم گوشت میں مت مرو (یعنی گوشت اتنا نہ کھاؤ کہ تخمہ ہو جائے) پھر مچھلی فروشوں کے پاس آئے اور اُن سے کہا: "تم لوگ جرّی[1] مچھلی اور سانپ نما مچھلی اور وہ مچھلی جو مردہ ہو کر پانی پر تیر رہی ہو نہ بیچا کرو" پھر آپ آگے بڑھے، ایک شخص دو کپڑے ہاتھوں میں لیے ہوئے جا رہا تھا، آپ نے اُس سے پوچھا:

"کیا یہ بیچو گے؟" اُسے کہا: نہیں یا امیرالمومنین!" آپ آگے بڑھ گئے، ایک لڑکا ملا جو پھیری کر کے کپڑے بیچتا تھا، آپ نے اس سے سودا کیا، دو کپڑے لیے ایک چار درہم کا اور ایک ۳ درہم کا، آپ کے ساتھ غلام قنبر تھا۔ آپ نے اس کے آگے دونوں کپڑے رکھے اور کہا: اس میں جو پسند ہو لے لو" اس نے چار درہم والا لے لیا۔ آپ نے دوسرا کپڑا اپنے لیے رکھ لیا۔ پہن کر کہا:

الحمد لله الذی کسانی ما اواری به عورتی و اتجمل به فی خلقه۔	سب تعریف ہے اس خدا کی جس نے مجھے کپڑا پہنایا، جس سے میں اپنی شرمگاہ ڈھانپوں اور لوگوں میں زینت حاصل کروں۔

پھر سب سے بڑی مسجد کی طرف آئے، وہاں باہر ایک ریت کا تودہ تھا، اس پر تھوڑی دیر چت لیٹ گئے، اتنے میں وہ پارچہ فروش لڑکا آپ کو ڈھونڈتا ہوا

---

[1] ایک قسم کی مچھلی۔

آیا، اور کہنے لگا: "معاف فرمانا، اے امیر المومنین! میں نے آپ کو پہچانا نہیں یہ لو یہ دو درہم، میرے والد نے کہا یہ زائد ہیں امیر المومنین کو واپس کر دو آپ نے کہا: "ہم نے چکا لیا تھا اور بھاؤ بنا لیا تھا، اب نہیں لیتے جاؤ، یہ تمہارے ہیں۔"

ابو مسعدہ کہتے ہیں: "میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ اپنے محل سے باہر نکلے، میں قریب گیا اور سلام کیا، بڑی ہی کشادہ پیشانی کے ساتھ میرا ہاتھ پکڑا پھر میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ دار فرات کے محلے میں تشریف لائے وہاں ایک سبنلائی قمیص تین یا چار درہم میں خریدا اس کی آستین دیکھی تو آپ کے لیے موافق تھی یعنی پہنچوں سے اوپر تھی آپ نے اس کو پہن لیا۔"

وشیکہ کہتے ہیں: "حضرت علی اپنی ازار کو گھٹنے سے اوپر اور نیچے صرف آدھی پنڈلی تک پہنتے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں درہ رہا کرتا تھا جس کو پھراتے جاتے تھے، اور لوگوں سے کہتے جاتے:

"لوگو! اللہ سے ڈرتے رہو" ناپ تول میں کمی نہ کرو۔" ایسا معلوم ہوتا آپ بچوں کے استاد ہیں۔"

مجمع کہتے ہیں: "حضرت علیؓ نے ایک دن اپنی تلوار باہر نکالی اور کہا: "ہے کوئی جو اسے رہن رکھ لے؟ آج میرے پاس ایک قمیص خریدنے کے لیے پیسے نہیں ہیں ورنہ میں اسے رہن نہ کرتا۔" پھر آپ نے اس کو تین درہم میں رہن رکھ کر ایک سبنلائی قمیص خریدی جس کی آستین نصف ہاتھ تک تھی اور اس کی لمبائی نصف ساق تک۔" عبد اللہ بن ابو ہذیل کہتے ہیں:۔ "میں نے حضرت علی کے جسم پر ایک قمیص دیکھی جس کا کپڑا ایسا تھا کہ اسے کھینچو تو لمبا ہو جاتا تھا اور چھوڑ دو تو سکڑ کر چھوٹا ہو جاتا، چنانچہ آپ کے لیے کھینچے پر وہ ناخنوں سے باہر ہو جاتا تھا اور نیچے کی لمبائی

میں نصف ساق سے زیادہ۔"

ابو اشعث عنبری کہتے ہیں: "میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا، جمعہ کا دن تھا، فرات کے کنارے آکر آپ نے غسل کیا، پھر ایک قمیص کرابیس تین درہم میں لیا، پھر جمعہ کی نماز کو گئے، حالانکہ اس کے بعض حصے سلانے کے قابل تھے، مگر آپ سادگی سے ویسے ہی پہن کر پھرتے رہے۔" سالم بن مکرم بروایت ابو عبداللہ فرماتے ہیں: "حضرت علی ایک مرتبہ محلۂ بنی دیوار آئے، اور وہاں تین کپڑے ایک دینار میں خریدے، ایک تو قمیص جو ٹخنے سے اوپر تھا، دوسری ازار جو نصف ساق تک تھی، تیسری ایک چادر جس کو آپ اوپر سے اوڑھ لیتے تھے، جس میں آپ کے نصف ہاتھ چھپ جاتے اور وہ کمر سے ذرا نیچے رہتی، پہن کر آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور خدا کی تعریف کی، اور شکر ادا کیا پھر اپنے گھر واپس ہوئے۔ وہاں پہنچنے کے بعد کہا: "آج میں نے وہ لباس پہن لیا ہے جو تم ہی لوگوں کے لیے بہتر ہے، اگر میں ہمیشہ ایسا پہنا کروں تو لوگ کہیں گے کہ میں دیوانہ ہو گیا ہوں یا کہیں گے کہ میں اکڑ رہا ہوں۔" ہشام بن سالمؒ کہتے ہیں کہ ابو عبداللہؓ نے کہا:۔ "حضرت علیؓ کہا کرتے تھے جب تم وادی مکہ میں اترو تو وہاں تم اپنے پرانے کپڑے پہن لو، وہ کپڑے جو پھٹے یا بوسیدہ یا موٹے جھوٹے ہوں، کیونکہ یہ وہ وادی ہے جہاں پہونچ کر کبر و غرور کی چادر کو اتار دینے والا مغفرت حاصل کیے بغیر نہیں رہے گا۔"

عبداللہ بن یعقوب نے پوچھا تھا:

"کبر و غرور کی حد کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "آدمی جب اچھے کپڑے پہنتا ہے تو اس کا نفس یہ چاہتا ہے کہ اس پر لوگوں کی نظریں پڑیں، پھر آپ نے پڑھا۔

بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ " بلکہ انسان خود اپنی حالت پر خوب مطلع ہے۔"
(پ ۲۹ ع ۱۷)

ابی سنان کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "میرے والد کے پاس دو کپڑے تھے جس میں وہ نماز پڑھا کرتے تھے، جب وہ چاہتے کہ خدا سے کوئی دعا مانگیں تو ان کو پہن لیتے اور اپنی مراد مانگتے۔"

پیوند کے کپڑے

طلحہ بن زید کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "حضرت علیؓ نے ایک دن خطبہ دیا، اور ان کے جسم پر سوتی کپڑے کا پیوند زدہ پاجامہ تھا، اور پیوند بھی اون کا تھا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا، فرمایا: "اس سے دل نرم ہوتا ہے اور مسلمان اس کی اقتدا کرتے ہیں۔"

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب وہ بصرہ سے واپس ہوئے اور کوفہ میں آئے تو وہاں حضرت علیؓ کو دیکھا جو بازار میں کھڑے ہوئے تھے اور لوگوں میں اعلان کر رہے تھے کہ جو ناجائز قسم کا سودا بیچے گا میں اس کو سزا دوں گا۔"

ابن عباسؓ یہ بھی فرماتے ہیں کہ "حضرت علیؓ ایک دن بازار میں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ایک منادی کرنے والا بھی تھا جو حضرت علی کی تلوار کو سات درہم میں بیچنے کے لیے آواز لگا رہا تھا، لوگوں نے پوچھا: "امیر المومنین! آپ اپنی اتنی اہم ضرورت کی چیزیں کیوں بیچ رہے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "اگر آج میرے پاس ایک قمیص خریدنے کے لیے روپے ہوتے تو میں اسے نہ بیچتا۔" پھر جب وہ بک گئی تو آپ نے چار درہم میں تو قمیص خریدا اور دو درہم خیرات کر دیئے، اور ایک درہم جو رکھ لیا اس کے متعلق فرمایا کہ وہ آپ کے تین دن کا خرچ ہے۔"

یزید بن شریک بھی ایک ایسی ہی روایت کرتے ہیں: "حضرت علیؓ نے

اپنی تلوار بیچنے کے لیے نکالی اور کہا کہ اگر پاجامہ خریدنے کی مجھ میں استطاعت ہوتی تو میں اس کو نہیں بیچتا۔"

فضل بن کثیر کہتے ہیں: "میں نے حضرت ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جسم پر پُرانا بوسیدہ کپڑا دیکھا، میں جب تعجب سے دیکھ رہا تھا تو آپ نے کہا "کیوں تعجب کرتے ہو؟" اور ایک کتاب کی طرف اشارہ کیا، میں نے وہ کتاب کھولی تو اس میں لکھا ہوا تھا: لاجدید لمن لاخلق لہ یعنی اس کو نیا کپڑا نہیں ملتا جس نے بوسیدہ نہیں پہنا۔"

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ کے جسم پر بوسیدہ اور پُرانا پاجامہ تھا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہا: "اس سے دل میں نرمی آتی ہے اور نفس رام ہوتا ہے اور مومن اس کی پیروی کرتے ہیں۔"

لباس کے خرچ میں میانہ روی

معاویہ بن وہب کہتے ہیں، میں نے ابو عبداللہؓ سے کہا: "آدمی ایک زمانہ میں راحت و ثروت کی زندگی بسر کرتا ہے، کپڑوں اور نمائش میں کافی رقم خرچ کرتا ہے، اس طرح فخر و غرور کا مظاہرہ کرتا رہتا ہے، پھر اچانک اس کی حالت بدل جاتی ہے، اور دولت کی جگہ افلاس و تنگدستی لے لیتی ہے، اب اسے بڑی فکر رہتی ہے کہ دشمن اس کی حالت کو دیکھ دیکھ کر خوش نہ ہوں، اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ یعنی کیا اس کو اپنی دولت ایسے سخت حالات کے لیے محفوظ نہیں کر لینی چاہیے؟"۔ آپ نے کہا: "خدا نے جیسی استطاعت دی ہے ویسا ہی خرچنا بھی چاہیے، حسب حیثیت خرچنے میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ جب تنگی پیدا ہو جائے تو واجبی اخراجات میں بھی کمی کر دینی اس کے لئے

ضروری ہے۔"

اُون کا موٹا کپڑا

محمد بن حسین بن کثیر کہتے ہیں :۔ "میں نے ابو عبداللہؑ کے بدن پر صوف کا جبہ دیکھا جس کے نیچے دو گاڑھے کرتے تھے، میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: "میرے والد بھی ایسا ہی پہنتے تھے، جب ہم نماز پڑھنا چاہتے ہیں تو موٹے ہی قسم کا کپڑا پہنتے ہیں۔"

معمر بن خلا کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے: "قسم خدا کی جب میں خلافت کے مرتبے پر پہنچ جاؤں گا تو ادنیٰ قسم کا کھانا کھایا کروں گا، حالانکہ میں اعلیٰ قسم کی نعمتیں نوش کیا کرتا ہوں، اور موٹا کپڑا پہنوں گا، حالانکہ میں عمدہ قسم کے لباس کا عادی ہوں۔"

رسول اللہ صلعم نے ابوذرؓ کو وصیت کے سلسلے میں فرمایا تھا: "اے ابوذر میں موٹا کپڑا پہنتا ہوں، زمین پر بیٹھتا ہوں، کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹتا ہوں اور بغیر زین کے گدھے پر بیٹھتا ہوں، اور اپنے ساتھ کسی کو ایک ہی سواری پر بٹھاتا ہوں، اور جو میری سنّت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں، اے ابوذر تو موٹا ہی لباس پہن تاکہ فخر تیری طرف راہ نہ پاوے۔"

امالی الشیخ میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

پانچ باتیں ایسی ہیں جن کو میں ترک نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ اس دنیا سے رحلت کر جاؤں۔ (۱) زمین پر غلام کے ساتھ پہلو بہ پہلو بیٹھ کر کھانا کھانا۔ (۲) گدھے کی سواری (۳) اپنے ہاتھ سے بکری کا دودھ دوہنا۔ (۴) صوف کے کپڑے پہننا اور (۵) بچوں کو بھی سلام کرنا، تاکہ یہ باتیں میرے بعد سنت ہو جائیں۔"

کتاب الفردوس میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صوف کے کپڑے پہنا کرو اور کھانا آدھا پیٹ کھایا کرو، کیونکہ وہ نبوّت کا جزٔ ہے"۔

دوسری روایت میں ہے: "صوف کے کپڑے پہننا اور آدھا پیٹ کھانا آدمی کو آسمانی بادشاہت میں داخل کرتا ہے"۔

کتاب المحاسن میں ہے کہ حضرت ابوعبداللہ کے سامنے ایک راہب کا ذکر کیا گیا جو صوف کے کپڑے پہنتا تھا، آپ نے فرمایا: "یہ اہل مصیبت کا لباس ہے۔ اور کونسی مصیبت دین کی بربادی سے بڑھ کر ہو سکتی ہے؟"

فردوس میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

علیکم بلباس الصوف،	تم پر صوف کا لباس لازم ہے، اس
تجدوا حلاوۃ الایمان۔	سے تم ایمان کی حلاوت پاؤ گے۔

کم کھانے کا مزہ تم کو آخرت میں آئے گا، بے شک صوف کی طرف نظر کرنا تفکّر پیدا کرتا ہے اور تفکّر حکمت پیدا کرتا ہے اور حکمت تمہاری رگوں میں خون کی طرح دوڑنے لگتی ہے"۔

فصل (۶) شہرت کے لباس کا مکروہ ہونا

ابوعبداللہ فرماتے ہیں: "آدمی کے لیے یہ رسوائی کافی ہے کہ وہ مشہور لباس پہنے اور مشہور قسم کی سواری پر بیٹھے"۔ نیز فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کو لباس کی شہرت پسند نہیں"۔

کہا گیا ہے کہ عباد بن کثیر بصری ایک دن ابوعبداللہؓ کے پاس فاخرانہ اور مشہور قسم کا لباس پہن کر آئے، آپ نے اُن کو دیکھ کر فرمایا:۔

"اے ابوعباد! یہ کپڑے؟"۔ ابوعباد نے کہا: "کیا آپ اس کو معیوب

سمجھتے ہیں ؟" آپ نے فرمایا "بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :-

من لبس ثیاب شهرة	جو دنیا میں شہرت کا لباس پہنے گا
فی الدنیا البسه الله ثیاب	خدائے تعالیٰ اس کو قیامت میں
الذل یوم القیامة۔	ذلت کا لباس پہنائے گا۔

ابو عباد نے کہا: "کہاں سے ملی یہ حدیث آپ کو؟"

آپ نے کہا: "قسم خدا کی اے ابو عباد، کیا تم مجھ پر غلط حدیث بیان کرنے کی تہمت لگاتے ہو؟ اس کو میں نے اپنے باپ دادا سے سُنا ہے"۔ ابو الحسن اوّلؑ فرماتے تھے: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لباس کے ذریعہ شہرت حاصل کرنے سے زیادہ ناپسند کوئی بات نہ تھی"۔ ابو الحسنؑ کے پاس جب کوئی نیا کپڑا لایا جاتا تھا تو اس کو کم از کم پانی میں ضرور ڈبوتے، اس کے بغیر استعمال نہیں کرتے تھے۔

نقاب کا بیان

عبداللہ بن وضاح کہتے ہیں: "میں نے ابو الحسن موسیٰ بن جعفرؑ کو دیکھا، وہ کعبہ کے آخری حصہ میں بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے ایک نقاب پہن رکھی تھی، عبداللہ بن ولید بن صبیح کہتے ہیں: "میں نے شہاب بن عبدربہ سے حضرت ابو عبداللہؑ کے پاس حاضری کی اجازت مانگی، چنانچہ اجازت ملی، جب میں گیا تو آپ مقنع اوڑھے ہوئے تھے، میں نے آپ کے لیے ایک تکیہ لیا اور اس کو آپ کی طرف پھینکا، آپ اس پر بیٹھے اور کہا: "اے شہاب نقاب اچھی چیز ہے نقاب پہنا کرو۔ اس میں رات کے وقت زینت ہے۔ البتہ دن کو ذلت ہے"۔

ایک روایت حضرت علیؓ سے بھی بیان کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا:
"نقاب رات کو زینت ہے اور دن میں ذلت ہے۔"

توشح[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ قمیص کے اوپر سے توشح کرتا ہے، فرمایا، "ایسا نہ کر کہ یہ غرور کی نشانی ہے۔"

محمد بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ امام ابو جعفرؓ نے بھی فرمایا تھا "قمیص پر سے ازار کا توشح مکروہ ہے، اور وہ اکثر غیر مسلم اور مغرور امیروں کی چال ہے۔"

ابو عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اپنی امت کو اشتمال صمار سے منع کرتا ہوں (اشتمال صمار یہ ہے کہ آدمی ایک کپڑے کو اپنے اوپر اس طرح لپیٹ لے کہ کسی طرف سے کھلا نہ ہو، ہاتھ پاؤں سب بند ہو جائیں اور کوئی منفذ نہ رہے گویا اس کو پتھر سے تشبیہ دی جس کو صخرۂ صمار کہتے ہیں، یعنی وہ پتھر جس میں کوئی سوراخ یا شگاف نہ ہو سب طرف سے سخت اور یکساں ہو (وحید اللغات)۔

نیز آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے اپنی

---

[1] توشح یہ ہے کہ کپڑے کا ایک کنارہ بائیں ہاتھ کے تلے سے لے جا کر داہنے مونڈھے پر ڈالنا اور ایک کنارہ داہنے ہاتھ کے تلے سے بائیں مونڈھے پر ڈالنا، پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینہ پر گرہ دیدینا۔ اور ایک کنارہ داہنے ہاتھ کے تلے سے بائیں مونڈھے پر ڈالنا، پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینے پر گرہ دے دینا، مخاتب بین الطرفین و اشتمال بالثوب کے بھی یہی معنی ہیں (وحید اللغات)

امت کو منع کیا ہے: "گریبان کی گھنڈیاں کھولنے سے اور پنڈلیوں کو کھلی چھوڑنے سے۔"

اُون کا لباس پہننا

کتاب مجمع البیان میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، آپ کے (یعنی فاطمہؓ) کے جسم مبارک پر اونٹ کے بالوں کا کرتہ تھا، اور وہ اپنے ہاتھ سے چکی پیس رہی تھیں، اور بچے کو دودھ پلا رہی تھیں، یہ دیکھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آئے اور آپ نے فرمایا: "اے میری بیٹی! یہ دُنیا کی تلخی ہے اس کو آخرت کی تلخی سے پہلے چکھ لو، اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے:-

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ "اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو دے گا اور آپ خوش ہو جائیں گے۔"

زہری عیون الاخبار میں لکھتے ہیں کہ ابن عباد سے روایت ہے: "امام علی رضا کی بیٹھک موسم گرما میں حصیر پر ہوتی تھی اور سرما میں ٹاٹ پر، اور آپ اکثر موٹا لباس پہنا کرتے تھے، البتہ خاص خاص موقعوں پر جبکہ مجمع عام کے سامنے آنا ہوتا زینت کا لباس زیب تن فرماتے۔"

مردوں کا عورتوں کی شکل بنانا

سماعہ بن مہران، ابوعبداللہ یا ابوالحسن سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کپڑے گھسیٹتا چل رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرنا مکروہ ہے۔"

ابوعبداللہ کہتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس شخص کو جھڑک

دیتے تھے جو لباس میں عورتوں کی مشابہت کرتا تھا۔" اور فرماتے ہیں۔ "تم میں سے بہترین جوان وہ ہے جو بوڑھوں کی شباہت پیدا کرے اور تم میں سے بُرا بوڑھا وہ ہے جو جوانوں سے مشابہت پیدا کرے۔"

سنجاب وغیرہ کے کپڑے

یونس بن یعقوب کہتے ہیں: "میں ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جب وہ بیمار تھے، ان کے جسم پر قبا تھی، جو غشار مداری نام کے کپڑے کی تھی، اس کا اگلا حصہ رنگین تھا جس میں ریحان تھا، ایک مرتبہ وہ ریشمی جبہ پہنے ہوئے تھے۔ اور ایک لومڑی کے چمڑے کا لحاف تھا۔ میں نے اس کے متعلق پوچھا:

"کیا آپ اس کو نماز پڑھتے وقت بھی استعمال کرتے ہیں؟" آپ نے کہا: "نہیں، بلکہ صرف نماز کے بعد۔" سماعہ بن مہران ابو عبداللہ سے یا ابوالحسن سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے درندوں کے گوشت اور ان کے چمڑے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "ان کا گوشت تو حرام ہے، پرندوں میں سے درندہ قسم کے جانوروں کا گوشت مکروہ ہے، مگر ان کا چمڑا زین بنانے کے مقصد سے جائز ہے اور خارج از نماز پہنا بھی جا سکتا ہے۔"

عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ سے سُنا، فرماتے تھے:

"میں نے اپنے والد کے پاس بالوں کا ایک چمڑا جو عراق سے لایا گیا تھا تحفۃً بھیجا اور آپ اس کو استعمال کرتے تھے، البتہ نماز کے وقت اُسے اُتار دیتے تھے۔"

عبداللہ بن سنان کسی سے کہتے تھے: "تمہارے پاس یمن سے جو دباغت شدہ چمڑا آیا ہے تم اس پر نماز پڑھ سکتے ہو۔"

امام رضاؑ سے لومڑیوں، سنجاب اور سمور کے چمڑوں کے بارے میں سوال

کیا گیا تو فرمایا: "میرے والد نے سنجاب[1] کا اون تو پہنا ہے، مگر لومڑی اور سمور[2] کے چمڑوں سے منع کیا ہے۔"

فصل (۷) عمامہ اور ٹوپی

سکونی ابوعبداللہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عمامے عربوں کا تاج ہیں، جب انھوں نے عماموں کو اُتار دیا تو خدا نے ان کو بھی عزت کی چوٹی سے اُتار دیا۔" نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے:۔ "عمامہ پہنا کرو خدا تمہارے حلم میں اضافہ کرے گا۔"

ابواسحاق سے روایت ہے: "میرے والد نے مجھے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو دکھلایا، جب وہ خطبہ دے رہے تھے آپ کے جسم پر تہمد، چادر اور عمامہ تھا۔ اسمٰعیل بن ہمام کہتے ہیں: "کیا تم کو معلوم نہیں کہ "مستوین"، کے معنے کیا ہیں؟" "ہم نے کہا: "آپ فرمائیں"، کہا: "اس کے معنی ہیں عمامہ باندھے ہوئے۔"

کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو اس کا لٹکتا ہوا حصہ کبھی سامنے کبھی پیچھے چھوڑ دیتے تھے، ایسا ہی جبریل علیہ السلام کے متعلق بھی کہا گیا ہے۔ معاویہ بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ سے سُنا، فرماتے تھے:۔ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا، اور آپ ہتھیار بند تھے۔ پھر آپ حنین کی طرف نکلے، پھر

---

[1] ایک جانور بلی سے چھوٹا ترکستان میں ہوتا ہے جس کے بال نہایت نرم ہوتے ہیں، اس کی کھال کی پوستین بیش قیمت ہوتی ہے۔

[2] ایک جانور جس کے کھال کی پوستین نہایت قیمتی ہوتی ہے۔

اوطاس کی طرف آئے، پھر جعرانہ میں آکر مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ پھر احرام باندھا اور مکہ میں داخل ہوئے۔"

ایک حدیث میں ہے: "عمامہ باندھے ہوئے دو رکعت نماز پڑھنا چار رکعت بغیر عمامہ باندھے پڑھنے سے بہتر ہے۔"

ابو جعفر رضؓ نے فرمایا: "فرشتے جو جنگِ بدر میں شریک ہوئے تھے ان کے سر پر سفید رنگ کے عمامے تھے۔" عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں: "میں اپنے والد کے ساتھ مسجد میں تھا کہ اتنے میں ایک بزرگ تشریف لائے، والد نے بتایا کہ یہ امام حسین رضؓ کے صاحبزادہ علی زین العابدین رضؓ ہیں۔ آپ کے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا جس کے دو لٹکن تھے جو دونوں بازوؤں پر آکر گر رہے تھے۔ میں نے ایسی اچھی ہیئت والا شخص کہیں نہیں دیکھا تھا۔"

ابو عبداللہ رضؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کبھی حضرت علی رضؓ کو اپنے ہاتھ سے عمامہ پہناتے تھے، اور اس کا ایک سرا سامنے چھوڑ دیتے تھے اور ایک پیچھے۔ اور آخر الذکر صرف چار انگل کا ہوتا تھا۔ پھر فرمایا: فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔" ابوالحسن رضؓ فرماتے تھے: "میں اس کا ضامن ہوں جو سفر میں ٹھوڑی کے نیچے عمامہ کا سرا باندھ کر نکلے وہ چوری سے، ڈوبنے سے اور جلنے سے محفوظ رہے گا۔"

عمامہ باندھتے وقت کی دعا

اللّٰھُمَّ سَوِّمْنِی بِسِیمَا الْاِیْمَانِ وَ	اے اللہ مجھے ایمان کے امتیاز سے ممتاز کر، اور
تَوِّجْنِی بِتَاجِ الْکَرَامَةِ وَقَلِّدْنِی	مجھے بزرگی کا تاج پہنا اور میرے گلے میں اسلام
حَبْلَ الْاِسْلَامِ وَلَا تَخْلَعْ رِبْقَةَ	کی رسی ڈال اور میری گردن سے ایمان کی ڈوری

الایمان من عنقی ۔ الگ نہ کر ۔

ٹوپیاں

محمد بن علی کہتے ہیں :۔ "میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر ریشمی ٹوپی دیکھی ہے جس کے اندر سمور کا استر تھا"۔ ابو عبداللہ رضؓ فرماتے ہیں :۔
"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سفید رنگ کی مصری ٹوپی پہنا کرتے تھے، اور جنگ میں ایک ٹوپی پہنتے جس کے دو کان ہوتے تھے"۔ جعفرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں :۔ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یمنی، سفید اور مصری ٹوپیاں پہنا کرتے تھے، اور جنگ میں کنٹوب پہنتے تھے اور آپ کا ایک عمامہ سنجلب کا تھا اور ایک لمبی ٹوپی (برنس) بھی پہنا کرتے تھے"۔

امام رضاؓ سے کسی نے بُرطلہ (ایک قسم کی ٹوپی) کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے کہا : "میرے والد ابو عبداللہؓ اس کو دھوپ سے بچاؤ کے لیے پہنا کرتے تھے"۔

یزید بن خلیفہ کہتے ہیں : "ایک مرتبہ میں کعبۃ اللہ کا طواف کر رہا تھا اور میرے سر پر بُرطلہ تھی حضرت ابو عبداللہ رضؓ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا : "یزید اُتار دو اس کو، کعبہ کے قریب اس کو پہننا ادب کے خلاف ہے، کیونکہ یہ یہودیوں کا لباس ہے"۔ حسن بن مختار کہتے ہیں مجھے ابوالحسن اول رضؓ نے کہا کہ ایسی ٹوپی بنا لیا کرو جو انگلیوں سے مڑ جاتی ہو"۔

فصل (۸) موزہ اور نعلین کے بیان میں

"نادر خادم" کہتے ہیں :۔ علی رضی اللہ عنہ وضو خانہ میں ہلکے موزے پہن کر جاتے

تھے۔" ابوصباحؒ کہتے ہیں :" حضرت علیؓ سفر میں ایک جگہ منزل فرماتھے اور موزے اتار کر کسی جگہ چھوڑ دیئے تھے، پھر آپ موزہ پہننے جارہے تھے کہ اتنے میں ایک پرندآیا اور آپ کا ایک موزہ چونچ میں پکڑکر اڑ گیا۔ حضرت علی اور دوسرے لوگوں نے اس کا تعاقب کیا اُس پرندہ نے موزہ کو نیچے گرادیا جوں ہی موزہ گرا اس میں سے ایک سانپ نکل کر بھاگا۔" مسموعات ناصح الدین میں لکھا ہے کہ حضرت ابوجعفرؓ فرماتے تھے :" موزہ کا پہننا بینائی میں اضافہ کرتا ہے۔" صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :" موزوں کا ہمیشہ پہننا جذام سے امان دیتا ہے۔" لوگوں نے پوچھا: "جاڑوں میں یا گرمی میں ؟" فرمایا:" دونوں موسموں میں۔"

ابوجارود کہتے ہیں :" میں ایک دن حضرت ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، تو دیکھا کہ آپ لال رنگ کے موزے پہنے ہوئے ہیں، میں نے کہا:" جناب آپ ہی نے تو فرمایا تھا کہ لال موزے جابر بادشاہوں یا امیروں کا پہناوا ہیں، اور سفید رنگ کے چھینٹے دار موزے شاہانِ کسریٰ کا!" آپ نے فرمایا:" بھائی یہ تو سفر کا موقع ہے، سفر میں تو یہ لال موزے ہی مناسب ہیں، کیونکہ یہ کیچڑ اور گرد کو اچھی طرح برداشت کرسکتے ہیں، البتہ حضر میں یہ مناسب نہیں ہیں۔" ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں :" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم موزے خریدو تو اچھے موزے دیکھ لیا کرو۔" ایک روایت ہے :" ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نعلین پہننا چاہ رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آگے بڑھا اور آپ کے نعلین لے کر آپ کے آگے پیش کیئے تو آپ نے اس کو اس طرح دعا دی۔

اللّٰھمّ ان عبدك تقرب الیك فقرّبه۔	اے اللہ! تیرا یہ بندہ تجھ سے نزدیکی چاہتا ہے اس لیے تو اس کو نزدیک کرلے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے "وَاَدْنِہٖ" بھی کہا، یعنی اے خدا تو اس کو

ادب بھی دے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منہ میں پانی لے کر کلی فرمانے لگے، ایک شخص دوڑا ہوا آیا تاکہ یہ پانی اس کو ملے، آپ نے اس کو یہ پانی لینے کا موقع دیا، وہ شخص احتراماً اس کو پی گیا، آپ نے اس کو اس طرح دعا دی:۔

اللّٰھمّ ان عبدک تحبب — اے اللہ تیرا یہ بندہ تیری دوستی چاہتا

الیک فاحبہ — ہے تو اس کو دوست کر لے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں "اچھی جوتیاں پہننا جسم کی حفاظت ہے، اور نماز و طہارت کے لیے مدد ہے۔"

خدائے تعالیٰ کے اس قول کے متعلق:۔

اِخلَع نعلیک اِنّکَ بِالوَادِ — (اے موسیٰ) تم اپنی جوتیاں اُتار لو کیونکہ

المُقدّسِ طُوٰی (طٰہٰ - ۱۲) — تم ایک پاک میدان طویٰ میں ہو۔

ابو عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی جوتیاں اس وقت گدھے کے چمڑے کی تھیں۔

پشت پر تسمے بندھی ہوئی جوتیاں

صباح خدّا کہتے ہیں: "حلبی میرے پاس جوتیوں کا ایک جوڑ لیکر آیا اور کہا کہ میں اس کے لئے اس نمونے کی جوتیاں بنا دوں کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔" میں نے کہا "یہ تمہیں کہاں سے ملیں؟" کہا "حضرت امام حسینؓ نے مجھ سے فرمایا تھا: "کیا میں تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جوتیاں بتلاؤں؟" میں نے کہا: "ضرور بتلائیے۔" انھوں نے مجھے یہ بتلائیں، میں نے عرض کیا: "آپ انھیں مجھے عنایت فرمائیں تو بڑی عنایت ہوگی۔" انھوں نے یہ مجھے عطا کیں۔" صباح نے کہا اس کے نمونے کے مطابق میں نے جوتی

بنادی، اس کے علاوہ اور بھی احباب نے اس کی فرمائش کی اور میں نے انھیں بنا کر دیا۔" ابو احمد کہتے ہیں کہ میں نے انھیں دیکھا تھا اس کی پشت پر تسمے بندے تھے۔ ابو جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بغیر تسمے کی جوتیاں پسند نہیں کرتا۔ صباح (کفش دوز) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسینؑ کے لیے جوتیاں بنائیں جن کا نمونہ انھوں نے بتادیا تھا، یہ بیچ میں سے باریک اور پتلا تھا۔ علی ساوی فرماتے ہیں کہ میں نے غیر مخصر[1] جوتا پہن رکھا تھا اور ابوالحسن نے مجھے دیکھا اور فرمایا کہ تو کب سے یہودی ہوگیا ہے؟

جوتہ کیسے پہنیں؟

ابو جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔ "جوتے پہنیں تو پہلے سیدھا پاؤں ڈالیں کہ یہی سنت ہے اور اُتارتے وقت پہلے بائیں پاؤں سے اُتاریں۔"

(کتاب النجات)

جُوتہ پہننے کے وقت کی دُعا

جوتہ بیٹھ کر پہنیں اور پہنتے وقت یہ دعا پڑھیں:۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ وَطِّئْ قَدَمَیَّ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ وَثَبِّتْھُمَا عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ۔	اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے پاؤں میں دنیا و آخرت کے اندر چلنے کی طاقت دے اور قیامت میں صراط پر ثابت قدم رکھ جب لوگوں کے پاؤں پھسل جائیں گے۔

[1] مخصر یعنی بیچ میں سے باریک اور پتلا ہونا۔

جب جوتے اُتاریں تو یہ دعا پڑھیں۔

بسم اللہ الحمد للہ الّذی رزقنی ما اقی بہٖ قدمی من الاذی اللّھم ثبتھما علٰی صراطک ولا تزلھما عن صراطک السوی۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے وہ چیز دی جس سے میں اپنے پاؤں کو اذیت و گندگی سے بچاؤں، اے اللہ ان قدموں کو اپنے راستہ پر ثابت رکھ اور ان کو اپنی سیدھی راہ سے لغزش نہ دے۔

حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خدائے تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے: خذوا زینتکم عند کل مسجد (الاعراف - ۳۱) تو اس کا یہ مطلب ہے کہ تم مسجد کو جوتے پہن کر جاؤ اور انگوٹھی بھی، اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے دروازوں کے پاس جوتیاں چھوڑ دیا کرو۔“

کس وقت ننگے پیر ہوں

یعقوب سرّاج کہتے ہیں: ”ہم ایک دن ابو عبداللہ رضؓ کے ساتھ ایک جگہ تعزیت کے لیے جا رہے تھے، عبداللہ بن حسین کی بیٹی کا انتقال ہو گیا تھا اس وقت آپ ننگے پیر تھے، آپ کے ساتھ جو لوگ چلنے کے لیے تیار ہو گئے انھوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے۔ حضرت ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”مصیبت زدہ لوگ اور ان سے ہمدردی کرنے والے ننگے پیر چلنے میں قابلِ معافی ہیں۔“ اور ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا: ”پیوند زدہ کپڑا پہننا ننگے پیر چلنا، اور اپنے سامان کا بوجھ آپ اٹھا لینا تواضع اور انکسار کی علامت ہے۔“

ایک جوتہ یا ایک موزہ پہنکر چلنا

ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔ "حضرت علی رضی اللہ عنہ کبھی اپنا جوتہ مرمت کے لیے دیتے تھے تو پھر ایک ہی پاؤں میں جوتا پہن کر چلتے۔ مگر بلا وجہ اس طرح چلنا منع ہے، چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کھڑے ہو کر پانی پینا، قبر پر ٹیک لگا کر بیٹھنا، ہاتھ چکنا رکھ کر سونا، ایک پاؤں میں جوتہ پہن کر چلنا ایسے کام ہیں جو شیطان کی رفاقت میں ادا کیے جاتے ہیں۔"

بیٹھنے کے وقت جوتے اتار دینا

ابو عبداللہ رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیٹھنے سے پہلے جوتے اُتار دینا بڑی عمدہ عادت ہے، اس سے پیروں کو راحت ملتی ہے۔" اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "کھانا کھانے کے وقت جوتے اتار دیا کرو، اس سے پیروں کو راحت ہوتی ہے۔ اور یہ ایک اچھی عادت بھی ہے۔"

کتاب طب الائمہ میں ہے کہ حضرت ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔ "جو شخص پیلے موزے پہنتا ہے تو توقع ہے کہ ان کے بوسیدہ ہونے سے پہلے ہی خدا اس کو کہیں نہ کہیں سے روپیہ دے گا۔" پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:۔

صُفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِيْنَ — زرد رنگ کی جس کا رنگ تیز زرد ہو کہ ناظرین کے لیے فرحت بخش ہو۔" (البقرہ ۸ - ۹۶)

آپ نے یہ بھی فرمایا:۔ جو شخص پیلے موزے پہنے گا اس کے بوسیدہ ہونے تک وہ خوش رہے گا۔" سنان بن خدیمہ کہتے ہیں: "میں ایک مرتبہ حضرت امام حسینؓ

(ابوعبداللہؓ) کے پاس کالے جوتے پہنکر گیا تو آپ نے فرمایا:۔
"کیا ہو گیا ہے تمہیں، کالے جوتے پہنے ہوئے ہو؟ کیا تم کو معلوم نہیں کہ اس کی تین خاصیتیں ہیں: ایک یہ کہ اس سے بینائی کمزور ہوتی ہے، دوسرے اعضائے تناسل ڈھیلے پڑجاتے ہیں، اور طبیعت میں غم و افسردگی پیدا ہوتی ہے اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ یہ جابر بادشاہوں کا امتیازی لباس ہے، ہاں تم پیلے رنگ کی جوتیاں پہنا کرو، اس کے تین فائدے ہیں: بینائی تیز ہوتی ہے، اعضائے تناسل سخت ہوتے ہیں، طبیعت میں خوشی اور سرور آتا ہے اور غم و افسردگی دور ہوتی ہے، اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام کا امتیازی لباس ہے"۔

نیز ایک روایت کی رو سے آپ نے فرمایا: "کالے موزے اور پیلی جوتیاں پہننا مسنون طریقہ ہے"۔ نیز کہا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا:۔ "موزہ پہننا بصارت کو قوت دیتا ہے"۔ ابوالحسن عسکری رضی اللہ عنہ سے ایک نسخہ مروی ہے جو جوتے کے پیر کو کاٹنے کا بہترین علاج سمجھا گیا ہے اور وہ یہ کہ اینٹ یا کسی دیوار میں سے تھوڑی سی مٹی لے کر اسے اپنی تھوک سے نرم کیا جائے اور اس سے زخم پر لیپ کیا جائے۔

فصل (۹)

مکان کے بارے میں کونسی چیزیں جائز اور کونسی ناجائز ہیں

ہشام بن حکم کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مکان کا کشادہ ہونا خوش بختی کی علامت ہے"۔ نیز آپ نے فرمایا: "مومن کی راحت مکان کی کشادگی میں ہے"۔

ابوالحسنؑ سے پوچھا گیا: "دنیا کا افضل عیش کونسا ہے؟" آپ نے کہا۔ "مکان کا کشادہ اور ہوادار ہونا۔"

اور ایک اور روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:۔ "مکان کی کشادگی میں عیش ہے، ملازم رکھنے میں فضیلت ہے۔"

معمر بن خلاد کہتے ہیں:۔ "حضرت ابوالحسن رضی اللہ عنہ نے ایک مکان خریدا اور اپنے ایک غلام سے کہا کہ یہ مکان تیرا ہے"۔ غلام نے کہا "میں نے خواہش بھی کی تھی کہ یہ مکان آپ سے مجھے ملے۔" آپ نے اس کو ایک نصیحت کی: "ہمیشہ اپنے باپ کی اطاعت کر، چاہے وہ احمق کیوں نہ ہو۔"

سکونی ابوجعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کی خوش نصیبی میں سے یہ چار باتیں اہم ہیں: ایک نیک بی بی، دوسرے کشادہ مکان، تیسرے شاندار سواری، چوتھے فرماں بردار اولاد۔"

ابوعبید اللہ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مکان کے لیے ایک شرف ہوتا ہے اور وہ شرف اس کے صحن کا کھلا اور ہوادار ہونا ہے۔ اور اس کی ایک برکت ہوتی ہے وہ برکت اس کا عمدہ موزوں محلِ وقوع ہے، دوسرا شرف ساتھ رہنے والے لوگوں کا نیک ہونا اور اچھے پڑوسی کا ملنا ہے۔"

امام صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ "انسان کی سعادت میں سے اس کی جگہ کا اچھا ہونا، اور گھر کے صحن کا کشادہ ہونا اور وضو کی جگہ کا پاک وصاف ہونا ہے۔" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ "چار باتیں سعادت کی ہیں اور چار باتیں شقاوت یا بدبختی کی، سعادت کی باتیں یہ ہیں: کشادہ مکان، نیک ہمسایہ، نیک بیوی، اور فاخرانہ سواری ۔۔ چار باتیں شقاوت کی یہ

ہیں: برا پڑوسی، بری بیوی، تنگ مکان اور خراب سواری"۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے ہیں: "آدمی کا ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے پڑوسی کے امن وچین میں خلل ڈالنے سے پرہیز نہ کرے۔"

اور ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا:-

حرمۃ الجار علی الانسان کحرمۃ امہ۔	آدمی پر اپنے پڑوسی کی عزت ایسی ہی واجب ہے جیسے اپنی ماں کی۔

مکان کی وسعت اور بلندی کتنی ہونی چاہیئے

محمد بن مسلم ابوجعفر سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان سے فرمایا: "اے محمد تیرے گھر کی وسعت کا اندازہ زیادہ سے زیادہ سات گز تک مناسب ہے، اگر اس سے زیادہ ہو تو وہ شیطان کے رہنے کے لیے ہے، یاد رکھو شیاطین نہ تو آسمانوں میں رہتے ہیں نہ زمین میں، البتہ وہ ہوا میں اپنا ٹھکانہ بناتے ہیں۔"

ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "مکان کی اونچائی سات گز یا آٹھ گز کی ہونی چاہیئے۔ اس سے زیادہ شیطان کا مسکن ہے۔"

امام صادق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "اگر تمہارا گھر آٹھ گز سے اونچا ہو تو اس میں آیۃ الکرسی کی تختی لکھ کر لٹکا دو۔"

عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ ابوعبداللہؓ (امام حسینؓ) نے فرمایا: "جو مکان نو گز سے زیادہ بلند ہو تو وہ ضرور شیطان کا ٹھکانا ہے۔" نیز ایک حدیث میں آیا ہے جو مکان نو گز سے زیادہ بلند ہو تو وہ ضرور شیطان کا مسکن ہوگا۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے "جو آدمی اپنا مکان آٹھ گز سے زیادہ بلند تعمیر کرتا ہے، آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے: "اے فاسق کہاں تک تیرا ارادہ ہے۔"

جمع الجوامع میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" جو بھی عمارت تعمیر کی جاتی ہے وہ اس کے بنانے والے پر وبال ہے، سوائے اس کے کہ جو ضروری ہو"۔

تعمیر کے مستحب امور

ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" جو شخص مکان تعمیر کرے اس کو چاہیے کہ ایک بکری ذبح کرے اور مساکین کی دعوت کرے پھر اس طرح دعا کرے:-

اللّٰھم ادحر عنی وعن	اے اللہ! مجھ سے اور میرے اہل
اھلی وولدی مردۃ الجن	وعیال سے سرکش اور شریر جن اور
والشیاطین وبارک لی	شیاطین کو دور رکھ اور اس گھر میں
فیہ۔	برکت دے"۔

انشاء اللہ اس کو وہی ملے گا جس کی اس نے آرزو کی ہے"۔

تعمیر میں اسراف

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-" ہر وہ مکان جس میں ضرورت سے زیادہ پیسہ خرچ کیا گیا ہو۔ اس کے بنانے والے کے حق میں وبال ہے"۔

نیز آپ نے فرمایا:" جس شخص نے اپنی کمائی غیر حلال طریقے سے کمائی ہو وہ پانی اور کیچڑ میں مبتلا رہے گا"۔

مکان میں جھاڑو دینا

حدیث شریف میں آیا ہے:" اپنے گھروں میں جھاڑو دیا کرو اور یہودیوں سے

مشابہت نہ پیدا کرو۔"

امام صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "برتنوں کا دھونا اور گھر کو جھاڑنا رزق کو کھینچ کر لانے والے اعمال میں سے ہے۔"

گھر میں داخل ہونے کے اوقات

امام صادقؓ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ اگر موسم گرما ہوتا تو آپ گھر سے باہر (یعنی سفر پر) جانے کے لیے جمعرات کا دن مقرر کرتے اور جاڑے کے موسم میں گھر میں آنے کا دن جمعہ مقرر فرماتے۔" اور ایک روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گرمی کے دنوں میں جمعرات کے دن گھر سے باہر نکلتے اور جاڑوں میں واپس آتے تو جمعہ کی رات ہوتی۔"

دروازے بند کرنا

سماعہ ابن مہران کہتے ہیں:۔ "ابو عبد اللہؓ یا ابوالحسن رضی اللہ عنہ سے تین باتوں کے متعلق دریافت کیا گیا: "گھر کے دروازے بند کرنا، برتنوں کو اُلٹنا، اور رات کو چراغ بجھا کر سونا۔ آپ نے کہا: "ٹھیک ہے، دروازہ بند رکھنے سے گھر میں شیطان کا داخلہ نہیں ہوتا، چراغ بجھانے سے گھر میں آگ لگنے کا اندیشہ کم ہوجاتا ہے جو زیادہ تر چوہوں کے بتّیوں کو گھسیٹ کر لے جانے سے ہوتا ہے۔ برتنوں کو اُلٹ دینے سے شیطان ان کو نہیں اُلٹاتے۔"

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "سونے کے وقت گھر میں آگ کی ایک چنگاری بھی باقی نہ چھوڑو۔" امام رضاؑ سے بھی یونہی مروی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سوتے وقت چراغ بجھا دیا کرو، تاکہ چوہے اس کو نہ گھسیٹیں جس سے گھر اور اس کا اثاثہ نذر آتش ہو جائے۔"

گھر کے متعلق امور

امام جعفر صادقؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور شکایت کی کہ جناتوں نے ہم کو گھر سے نکال دیا ہے، آپ نے اس سے کہا:

"تم لوگ اپنے گھر کی اونچائی سات گز یا آٹھ گز سے زیادہ نہ ہونے دو۔ اور گھر میں کبوتر پالا کرو۔"

اس شخص نے تھوڑے دن کے بعد آکر کہا: "واقعی ایسا کرنے کے بعد اب ہمیں کوئی ناگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔"

داؤد برقی کہتے ہیں: "میں ابوعبداللہ کے گھر گیا اور ایک تخت پر جا بیٹھا، اس کے نیچے سے کبوتر نکل کر اڑنے لگے۔ میں نے کہا: "میں فدا ہوں آپ پر سے کیا آپ کو کبوتروں کا شوق ہے، حالانکہ ہمارے گھر ایسے حسین جانوروں سے خالی ہیں؟" آپ نے جواب میں کہا: "میرے یہ کبوتر تو اسماعیل علیہ السلام کے کبوتروں کی نسل سے ہیں۔"

کتاب مالایحضرہ الفقیہ میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحشت اور گھبراہٹ کی شکایت کی تو آپ نے کہا: "تم ایک جوڑا کبوتر کا پال لو۔" حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: "کبوتروں کے پروں کی سنسناہٹ شیطان کو بھگانے کا کوڑا ہے۔" اور ایک ارشاد آپ کا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے: "اے لوگو! تم تین چیزوں کا حق ادا کرنے میں خدا سے خوف و لحاظ کو

اپنے عمل کی بنیاد بناؤ۔ غلام، باندی اور بے زبان جو تم سے وابستہ ہیں۔" لوگوں نے پوچھا "وہ کون بے زبان ہیں؟" آپ نے فرمایا: "بکری، بلی اور کبوتر، اور اسی قسم کے پالتو جانور"۔ (الفردوس)

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بکری گھر میں پالنا فقر و افلاس کے ستر دروازوں کو بند کرنا ہے"۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے: "تین باتیں گھر میں باعثِ برکت ہیں: بکری، بلی اور چکی"۔ اگر یہ چیزیں دو دو ہوں تو سمجھو کہ برکت زیادہ ہے۔ تین تین ہوں تو اور زیادہ برکت ہے"۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "بکری جنت کے چوپایوں میں سے ہے"۔

ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ "کوئی مومن ایسا نہیں جس کے کہ گھر میں دودھ دینے والی بکری ہو اور فرشتے اس کی تقدیس نہ کرتے اور اس کے لیے برکت کی دعا نہ کرتے ہوں، اگر وہاں دو ہوں تو یہ برکت دو گونہ ہو گی"۔ ایک شخص نے پوچھا: "یہ پاکی اور برکت کی دعا کیسے کرتے ہیں؟" فرمایا: "وہ کہتے ہیں:۔

بورک علیکم وطبتم، ماطاب ادامکم — "تمہارے لیے برکت ہو اور تم خوش رہو تمہارا سالن عمدہ اور پاکیزہ ہے"۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "اس عورت کو خدا نے عذاب دیا جس نے اپنی پالتو بلی پر اس طرح ظلم کیا کہ خالی گھر میں اس کو باندھ رکھا، نہ تو اس کے کھانے پانی کا انتظام کیا، نہ ہی اس کو شکار کرنے کا موقع باقی رہا، اور اس طرح وہ مر گئی"۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "گھر میں ابابیل اگر اپنا بسیرا کر لیں تو اس سے اُن کو

نہ روکو۔" اور ایک حدیث میں ہے: "ابابیلوں کو ان کے گھونسلوں سے اُڑایا نہ کرو، کیونکہ ان کے رہنے سے رانوں کو تمہارے لیے امن رہے گا، ان کی وجہ سے تم پر خدا رحم کرے گا۔"

کتاب طب الائمہ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "گھر میں چوزے پالا کرو کیونکہ شیطان جو گھر کے بچّوں سے کھیلا کرتے ہیں وہ ان کی بجائے اُن سے مشغول ہو جاتے ہیں۔"

ابوجعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "جو اہلِ بیت سے محبّت کرتا ہے وہ کبوتر سے ضرور محبت کرے گا۔"

ابوالحسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔ "تین چیزوں سے تمہارا گھر خالی نہ رہنا چاہیئے۔ یہ گھر کی بستی ہیں: بلی، کبوتر اور مرغ۔"

امام رضاؓ فرماتے ہیں: "مرغ کے اندر پانچ خصلتیں ایسی ہوتی ہیں جو انبیاؑ کی خصلتوں میں سے ہیں، ایک تو اس کا اوقاتِ نماز کا جاننا، دوسرے غیرت تیسرے شجاعت، چوتھے سخاوت، پانچویں بیویوں کی کثرت۔"

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ "جب تم مرغ کی بانگ سنو تو خدا سے فضل کی دعا کرو، کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ کر بانگ دیتا ہے، اور جب تم گدھے کی ڈھینچوں سنو تو شیطان سے پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر اس طرح چیختا ہے۔" انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید مرغ میرا دوست ہے اور اللہ کے دشمنوں کا دشمن ہے وہ نہ صرف اپنے مالک کے گھر کی حفاظت کرتا ہے بلکہ اس کے گھر کے اطراف کے سات گھروں کی بھی"۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسی گھر میں آرام فرماتے تھے جہاں مرغ بھی ہوتا تھا۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے۔ "مرغ کو کبھی گالی نہ دو کیونکہ وہ

اوقات نماز کی نشاندہی کرتا ہے۔" اور ایک حدیث میں ہے "مرغ کو گالی نہ دو کیونکہ وہ میرا دوست ہے اور میں اس کا دوست ہوں، اس کا دشمن میرا دشمن ہے۔ قسم ہے اس کی جس نے مجھے مبعوث فرمایا، اگر بنی آدم جانتے ہوتے کہ اس کی تالو میں کیا فائدے ہیں تو اپنے پاس کی قیمتی سے قیمتی چیز، چاہے سونا چاندی ہو یا زر زیور اس کے پر و بال کی قیمت میں دیدیتے، بے شک اس کی آواز شدید قسم کے جنون کو بھگا دیتی ہے۔" اور ایک حدیث میں آیا ہے "سفید مرغ جو پالا جاتا ہے وہ تین قسم کے شر سے انسان کی حفاظت کرتا ہے: ایک کافر سے دوسرے کاہن سے، تیسرے ساحر سے۔"

کتاب روضۃ الواعظین میں ہے کہ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "خدا نے سفید مرغ کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ اس کی گردن عرش کے نیچے ہے، اور اس کے دونوں پاؤں زمین کے سات طبقوں کے اندر ہیں، اور اس کا ایک بازو مشرق میں اور ایک بازو مغرب میں اسی کی بانگ کی وجہ سے سپیدۂ صبح نمودار ہوتا ہے، جب وہ بانگ دینے کے پہلے اپنے پروں کو پھڑپھڑاتا ہے تو وہ یہ تسبیح پڑھتا ہے:۔ سبحان اللہ العظیم الذی لیس کمثلہ شئ۔" جعفری روایت کرتے ہیں: "میں نے ابوالحسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کے گھر میں ایک جوڑا کبوتر کا تھا جس کا نر سبز رنگ کا اور مادہ کالے رنگ کی تھی۔ اور آپ روٹی توڑ توڑ کر ان کے آگے ڈالتے جا رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس کے پروں کی ہوا کئی بیماریوں کو دفع کرنے کا سبب ہوتی ہے۔"

ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کے گھر میں کبوتر نہ رہا ہو، کیونکہ جنوں میں کے بیوقوف گھر کے بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے ہیں مگر جب وہاں کبوتر ہوتے ہیں تو وہ بچوں کا پیچھا چھوڑ دیتے ہیں اور

کبوتروں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔"

فصل (۱۰)

اسباب خانہ داری جیسے فرش فروش وغیرہ میں سادگی کا بیان

عبداللہ بن عطار کہتے ہیں: "میں ایک مرتبہ ابو جعفرؓ کے پاس گیا، دیکھا کہ ان کے پاس اعلیٰ درجہ کی مسندیں، گاؤ تکیے ہیں اور دوسرا سامان فرش و بستر کا بہت عمدہ ہے، میں نے کہا: "یہ سب کچھ کیا ہے؟" فرمایا: "یہ عورت کی خاطر ہے۔" اور باقرؓ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ حسینؓ بن علیؓ کے پاس آئے اور کہا: "اے فرزند رسول، ہم آپ کے گھر میں ایسی چیزیں دیکھتے ہیں کہ ان میں شرعاً کراہت نظر آتی ہے۔" یہ انھوں نے اس لیے کہا کہ وہاں اعلیٰ درجہ کے فرش فروش اور تکیے و شطرنجیاں وغیرہ تھیں۔ آپ نے فرمایا: "ہم لوگ جب عورتوں سے شادی کر لیتے ہیں تو ان کا مہر ادا کر دیتے ہیں، اب یہ عورتیں اس رقم سے جو جی چاہے خرید لیتی ہیں ہم ان کو روک نہیں سکتے۔" ابو جعفرؓ کہتے ہیں: "جب حضرت علیؑ کی فاطمہؓ سے شادی ہوئی تو گھر میں بچھانے کا فرش یہ تھا: زیادہ تر ریت، صحرا سے لائی ہوئی، یا کچھ بھیڑوں کی کھالیں، اور چند گدے جن کے اندر کھجور کے پتوں کا بھس بھرا ہوتا تھا، وہاں ایک ستون تھا جس پر پانی کی مشک لٹکا دی جاتی تھی اور اس کو ایک کپڑے سے ڈھانک دیا جاتا۔" حسین بن نعیم روایت کرتے ہیں: "ابو عبداللہؓ سے ہم نے سنا کہ رسول اللہ صلعم نے جب فاطمہؓ کو علی رضی اللہ عنہ سے بیاہ دیا تو ان کا لباس عبا رتھا، اور فرش مینڈھے کی کھال، اور تکیہ جس میں کھجور کی پتّی کی بھس بھری جاتی تھی۔" آپ نے یہ بھی فرمایا: "علیؓ اور فاطمہؓ کا بستر ایک

مینڈھے کی کھال تھی جس کے بالوں پر آپ لوگ سو جاتے تھے"۔ کتاب موالید الصادقین میں لکھا ہے کہ محمد بن ابراہیم طالقانی نے بیان کیا: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بی بیوں سے ایک مہینہ تک الگ رہے، جس کمرہ میں آپ تھے وہاں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ آئے دیکھا کہ گھر میں کچھ چمڑے لٹک رہے ہیں، اور رسول اللہ صلعم ایک بوریئے پر آرام فرما رہے ہیں جس کے نشانات آپ کے پہلوؤں پر پڑے ہوئے تھے۔ عمرؓ نے چمڑوں پر نظر ڈالی اور کہا: "یا رسول اللہؐ آپ ان چمڑوں کو کیوں استعمال نہیں فرماتے؟"۔ آپ کے جسم پر بوریئے کے نشان نظر آرہے تھے ان کو دیکھ کر عمرؓ نے کہا: "بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اور آپ خدا کے پاس قیصر و کسریٰ سے زیادہ عزت والے ہیں، دیکھیے وہ کس قدر عیش میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں اور آپ ایسی چٹائی پر سوتے ہیں کہ ان کے نشان آپ کے جسم مبارک پر اُتر آتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: اے عمر، کیا تم راضی نہیں کہ ان کے لیے دُنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت؟" ایک راوی کا بیان ہے: میں نے ابو عبداللہؓ سے پوچھا: "کیا ایسا تخت جس میں سونا لگا ہو کیا گھر میں رکھنا درست ہے؟" فرمایا: اگر اس میں سونا لگا ہے تو درست نہیں، البتہ اگر سونے کے پانی سے اس کا نقش و نگار کیا گیا ہو تو درست ہے"۔ ابو عبداللہؓ فرماتے ہیں: "اکثر اوقات میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہوں اور میرے سامنے ایسے تکیے رکھے ہوتے ہیں جن کے اوپر پرندوں کی تصویریں بنی ہوتی ہیں، میں اُن پر کپڑا ڈال دیتا ہوں، ایک مرتبہ میرے پاس ملک شام سے ایک جاجم تحفہ میں بھیجا گیا جس پر پرندوں کی صورتیں تھیں، میں نے خیال کیا کہ کچھ ایسا نقش چڑھا دیا جائے کہ وہ درختوں کی سی تصویریں معلوم ہونے لگیں"۔ نیز فرمایا: "شیطان انسان کو مختلف باتوں پر اُکساتا رہتا ہے، خاص کر تنہائی میں"۔

ابوالحسنؒ کہتے ہیں :۔ "کچھ لوگ ابوجعفرؒ کے پاس آئے، اس وقت آپ ایک فرش پر بیٹھے تھے جس پر تصویریں تھیں، لوگوں نے اس کے بارے میں آپ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا : "میں چاہتا ہوں کہ کسی کو تحفہ دیدوں"۔

ابوجعفرؒ کہتے ہیں : "اگر تصویروں کی شکلیں بدل دی جائیں تو ان کے گھر میں رکھنے میں کوئی ہرج نہیں ہے"۔

ایک راوی کا بیان ہے :۔ "میں نے ابوعبداللہ سے پوچھا کہ درخت سورج اور چاند کی تصویروں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے"؟ آپ نے کہا : "ان سے کوئی نقصان نہیں الا یہ کہ جانور کی تصویر بھی اس کے ساتھ ہو"۔ ایک شخص نے ابوعبداللہؒ سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کے متعلق :۔

يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ	بناتے اس کے واسطے جو کچھ چاہتا
مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ ۔	قلعے اور تصویریں ۔

(سورہ سبا رکوع ۲)

سوال کیا کہ اس آیت میں جو سلیمان علیہ السلام کے محل میں تصویروں کا ذکر ہے، وہ کس قسم کی تصویریں تھیں ؟ کیا وہ آدمیوں یا اسی قسم کی تصویریں تھیں یا کوئی مجسمے وغیرہ تھے"۔ آپ نے کہا : "یہ خیال صحیح نہیں ہے، وہ صرف درختوں کی اور دوسری اسی قسم کی چیزوں کی تصویریں تھیں"۔

ایک راوی کا بیان ہے : "میں نے ابوعبداللہ سے کہا :۔ "ہمارے پاس کچھ تکیے بچھائے جاتے ہیں جن پر صورتیں ہوتی ہیں"۔ آپ نے کہا : "ایسی چیزوں کے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جو بچھائی جاتی ہوں، کیونکہ اُن کو پاؤں سے روندا جاتا ہے، البتہ دیوار یا میز وغیرہ پر رکھنا مناسب نہیں"۔

عقیل بن عبدالرحمان کہتے ہیں : "میری چچی عقیل ابن ابی طالب کے پاس

کام کیا کرتی تھیں، ایک دن علیؓ کے گھر گئیں جبکہ وہ کوفہ میں رہا کرتے تھے، دیکھا کہ وہ ایک گدھے کے پالان پر بیٹھے ہوئے ہیں جو بھیگا ہوا تھا، پھر وہ علیؓ کی ایک عورت کے پاس گئیں جن کا تعلق بنی تمیم کے قبیلے سے تھا، اس سے کہا: "بڑا افسوس ہے بی بی تم پر، تمہارا گھر تو مال و متاع سے بھرا ہوا ہو اور امیر المومنین گدھے کے بھیگے پالان پر بیٹھیں!" انھوں نے کہا:

"میرا کوئی قصور نہیں بہن، مجھ پر ملامت نہ کرو۔ علیؓ کا تو یہ حال ہے کہ جو چیز انھیں ناپسند ہو بیت المال میں داخل کر دیتے ہیں۔" شریک بن عبداللہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں: "میں نے دیکھا ہے کہ علیؓ کی روٹی ان کے بچھونے کے نیچے سے یا اس کے اندر سے نکلی ہے۔"

باب ہفتم

کھانے پینے اور اُس سے متعلق امور

اس میں دس فصلیں ہیں

فصل (۱)

غریب کو کھانا کھلانے، نیکی کرنے اور نفل روزے رکھنے کا ثواب

کتاب مالا یحضرالفقیہ میں مذکور ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَهُوَ يُخۡلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ۔ (سورۂ سبا۔ رکوع ۵)

اور جو کچھ خرچ کرتے ہو وہ اس کا عوض دیتا ہے اور وہ بہتر ہے روزی دینے والا۔

کم سے کم استطاعت رکھنے کے باوجود نیکی کرنے والوں کی خدا نے یوں تعریف کی ہے:۔

وَيُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ وَلَوۡ كَانَ بِهِمۡ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (سورۂ حشر، رکوع ۱)

اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے، اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ ــــ اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے تو وہی لوگ ہیں مراد پانے والے۔

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

ما آمن باللہ من شبع واخوہ جائع ولا آمن باللہ من اکتسیٰ واخوہ عریان ۔	وہ شخص ایمان نہیں لایا جس نے خود تو پیٹ بھر کھایا اور اس کا بھائی بھوکا رہا اور نہ وہ ایمان لایا جو خود تو تن بھر کر کپڑا پہنے اور اس کا بھائی ننگا رہے

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ۔ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے :

من ایقن بالخلف منحت نفسہ بالنفقۃ	جس شخص نے عوض ملنے پر یقین کیا اس کا نفس انفاق پر ضرور آمادہ ہوگا۔

امیر المومنین حضرت علیؓ نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ حریص ظالم سے زیادہ معذور ہے، آپ نے کہا :" غلط ہے، کیونکہ ظالم کبھی تو خدا سے بخشش چاہتا ہے اور جس کا حق چھین لیا ہے اس کو واپس بھی کرنا چاہتا ہے مگر حریص تمام نیک باتوں سے باز رہتا ہے، وہ نہ زکوٰۃ دیتا ہے نہ خیرات کرتا ہے نہ صلہ رحمی پر آمادہ ہوتا ہے نہ مہمان نوازی کرنا جانتا ہے نہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو تیار ہوتا ہے، اس طرح وہ نیکی کے تمام دروازے اپنے اوپر بند کر لیتا ہے ۔ اس لیے حریص کے لیے جنت حرام ہو جاتی ہے "۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں :" نجات دینے والی باتیں تین ہیں : بھوکوں کو کھانا کھلانا، سب کو سلام کرنا اور راتوں کو نمازیں پڑھنا، جب لوگ سو رہے ہوں "۔ اور آپ یہ بھی فرماتے ہیں :" اگر کوئی شخص کسی ایک ہی مرد مسلمان کی مہمانداری میں ایک ہزار درہم بھی خرچ کر دے تو وہ فضول خرچی کا گنہگار نہ ہوگا"

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہٗ۔ — جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی توقیر کرے۔

اور فرمایا:۔

ومن کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیراً اولیسکت۔ — جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اچھی بات کرے یا پھر خاموش رہے۔

اور حضرت علی فرماتے ہیں: "تم مہمان کے ذمہ کوئی ایسا کام نہ لگاؤ جس سے اس کو تکلیف ہوتی ہو۔" نیز حضرت علیؑ نے فرمایا: "پہلی چیز جو قیامت کے دن ظاہر ہوگی (یعنی اس کا ثواب) وہ پانی کی خیرات ہے۔" امام باقر کہتے ہیں "گرم کلیجہ کو ٹھنڈا کرنا خدائے تعالیٰ کو بڑا پسند ہے۔" اور فرمایا: "جس نے گرم کلیجہ کو پانی پلا کر (چاہے جانور ہی کیوں نہ ہو) تسکین دی، خدائے تعالیٰ اس کو اپنے عرش کے سایہ میں بٹھائے گا جس دن کہ کوئی سایہ نہ ہوگا سوائے اس سایہ کے۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں:۔ "جو شخص کسی ایسی جگہ دوسروں کو پانی پلائے جہاں پانی آسانی سے مل سکتا ہو تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اور جو شخص ایسی جگہ پانی پلائے جہاں پانی نہیں مل سکتا یا بڑی مشکل سے مل سکتا ہے تو گویا اس نے ایک جان کو زندہ کیا، اور جس نے ایک جان کو زندہ کیا گویا اس نے پوری بستی کو زندہ کیا،" اور آپ نے یہ بھی فرمایا "خدا کے پاس محبوب ترین اعمال میں سے مومن کو بھوک میں کھلانا ہے، اور اس کی تکلیف کو دور کرنا، اور اس کے قرض کو ادا کرنا ہے۔"

ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "صدقہ کا

ثواب دس گنا ہے اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا۔ اور بھائیوں کے ساتھ محبت رکھنے کا ثواب بیس گناہ اور صلہ رحمی کا ثواب چوبیس گنا۔"

اور حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے "کوئی چیز ایسی نہیں جو دوسرے کے قبضہ میں ہونے کے باوجود میں اس کا ذمہ دار ہوتا ہوں سوائے خیرات کے۔ یعنی میں اس کو اپنے ہاتھ سے بڑھا کر عظیم کر دیتا ہوں، اس طرح اگر کسی نے ایک کھجور بھی خیرات کی ہو، یا ایک کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ دیا ہو تو اس کا مغز اور اس کی گٹھلی قیامت کے دن اُحد کے پہاڑ بلکہ اس سے بھی بڑی ہو کر میرے آگے آئے گی (تاکہ اس کا ثواب حاصل کیا جائے)۔" اور آپ یہ بھی فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ صرف اسی کی خاطر کھانا کھلانے کو بہت پسند کرتا ہے جیسا کہ وہ اس بات کو بھی پسند کرتا ہے کہ محض اس ہی کی خاطر کھانے کی تعظیم کی جائے، ایسے شخص کے گھر میں برکت اتنی ہی تیزی سے آتی ہے جتنی تیزی سے کہ اونٹ کے کوہان میں برچھی کی نوک جا سکتی ہے۔" اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اول من یدخل الجنۃ اھل المعروف واول من یرد علی الحوض۔	جو لوگ خلق اللہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں وہ جنت میں پہلے داخل ہوں گے اور وہی لوگ سب سے پہلے حوض کوثر پر آئیں گے

اور امام صادقؑ فرماتے ہیں :۔ "جو مومن اپنے بھائی مومن سے نیکی کرے ملائے گا (یعنی اس کے ساتھ نیکی کرے گا) خدائے تعالیٰ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملائے گا۔" اور آپ فرماتے ہیں لفظ "معروف" (نیکی) کی طرح نام آور چیز کوئی نہیں ہے۔" اور "کوئی چیز معروف (نیکی) سے افضل نہیں، سوائے خود اس کے ثواب کے۔" اور یہی مراد ہے یہ کہنے سے کہ نیکی کی طرح نام والی کوئی چیز نہیں۔ اور ہر وہ شخص جو لوگوں سے نیکی کرنا چاہتا ہے نیکی کرنا

ہے، ہر وہ شخص جو نیکی کی رغبت رکھتا ہو ضروری نہیں کہ اس پر قدرت بھی رکھتا ہو اور نہ ہر وہ شخص جس کو قدرت حاصل ہو اس کے کرنے پر اس کو اجازت بھی ملتی ہو۔ مگر جب یہ سب چیزیں، یعنی رغبت و قدرت و اجازت جمع ہو جائیں، تو سمجھو کہ اس کی نیک بختی مکمل ہو گئی۔"

نیز آپ فرماتے ہیں: "نیکی کا کام تین خصلتوں کے بغیر پورا نہیں ہوتا: ایک تو اس کو کم سمجھنا، دوسرے اس کو چھپانا، تیسرے اس کو جلد کر دینا۔"

ایک اور بات آپ فرماتے ہیں: "جب تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ کوئی شخص بدنصیب ہے یا خوش نصیب، تو اس کے داد و دہش کے طریقے کو دیکھو، اگر وہ مستحق کے ساتھ نیکی کر رہا ہے تو سمجھو کہ وہ خوش نصیب ہے، اگر غیر مستحق کے ساتھ کر رہا تو سمجھ لو کہ وہ بدنصیب ہے۔ اس کے دینے لینے کا اللہ کے پاس کوئی ثواب نہیں۔"

اور آپ فرماتے ہیں :۔

"خیارکم سمحاءکم وشرارکم بخلاءکم ومن خالص الایمان البر بالاخوان والسعی فی حوائجھم۔"

تم میں سے بہتر وہ ہیں جو سخی ہیں، اور تم میں سے بُرے وہ ہیں جو بخیل ہیں، ایمان کے خالص ہونے کی ایک نشانی بھائیوں کے ساتھ نیکی کرنا اور ضرورت کے وقت ان کی مدد کرنا ہے۔

اور آپ فرماتے ہیں:

"شاب سخی مرهق فی الذنوب احب الی اللہ من شیخ عابد بخیل۔"

وہ دل والا جوان جو جود و سخا کا ہاتھ کھولتا ہے چاہے گناہوں میں لوٹ پوٹ کیوں نہ ہو، اس بوڑھے عبادت گذار سے بہتر ہے جو بخیل ہو۔

اسی لیے تو سعدیؒ نے کہا تھا:ے

بخیل اربو دزاہد بحر و بر — بہشتی نباشد بحکم خبر

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من ادی ما افترض اللہ علیہ فھو سخی الناس۔ — جو شخص اپنے فرائض ادا کرتا ہو وہ سخی ہے۔

اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا:۔

ما محق الاسلام شئ ما محق الشح — اسلام کسی چیز کو اتنا نہیں میٹتا جتنا بخل اور لالچ کو (یعنی بخل اور لالچ اسلام کی ضد ہیں)

پھر آپؐ نے فرمایا:۔

ان لھذا الشح دبیبا کدبیب النمل وشعبا کشعب الشرک — اس بخل کی چال چیونٹی کی چال کی طرح ہے اور اس کی شاخیں شرک کی شاخوں کی طرح ہیں۔

امام باقر فرماتے ہیں:۔

البر والصدقۃ ینفیان الفقر و یزیدان فی العمر و یدفعان میتۃ السوء۔ — نیکی اور خیرات انسان سے افلاس کو دور اور عمر دراز کرتے ہیں اور بری موت مرنے سے آڑے آتے ہیں۔

امام حسین رضؓ فرماتے ہیں:۔

الصدقۃ بالید تقی میتۃ السوء وتدفع سبعین نوعاً من انواع البلاء وتصرف عن صاحبھا سبعین شیطاناً کلھم یامرہ ان لا یفعل۔ — خیرات کرنا انسان کو بری موت مرنے سے بچاتا ہے اور اس کی ستر بلائیں دور کرتا ہے اور اس کو ان ستر شیطانوں سے بچاتا ہے جن میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ وہ (خیرات) نہ کرے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

صدقة السر تطفئ غضب الرب۔	چھپ کر خیرات کرنا خدا کے غضب کی گرمی کو بجھاتا ہے۔

علیؓ فرماتے ہیں:۔

اتبعوا قول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فانہ قال من فتح علی نفسہ باب مسئلۃ فتح اللّٰہ علیہ باب فقر۔	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کی پیروی کرو، آپ نے فرمایا ہے: جس شخص نے اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھول لیا (یعنی لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانا شروع کیا) تو گویا اس نے فقر و تنگدستی کا دروازہ اپنے اوپر کھول لیا۔

امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں:۔

ما من عبد یسأل من غیر حاجۃ الا احوجہ اللّٰہ عزو جل الی السوال قبل ان یموت و ادبقہ بھافی النھار۔	کوئی بندہ ایسا نہیں جو بلا ضرورت لوگوں سے سوال کرتا ہو یہ کہ خدا اس کو مرنے سے پہلے سوال کرنے پر ہی مجبور کرے گا۔ اور اس کی وجہ سے اس کو آگ میں ڈال کر ہلاک کرے گا۔

نیز آپ فرماتے ہیں کہ "ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: "یا رسول اللہؐ! مجھے ایسے کام تعلیم فرمائیے کہ میں انہیں کروں اور خدا مجھے دوست رکھے، اور زمین والے بھی مجھے پیار کریں"۔ آپ نے فرمایا: "اُس چیز کی رغبت کر جو خدا کے پاس ہے، اور اس چیز سے بیزار رہو جو لوگوں کے پاس ہے، تو خدا بھی تجھے دوست رکھےگا اور لوگ بھی تجھے عزیز رکھیں گے۔"

امام باقرؒ فرماتے ہیں:۔ اگر مانگنے والا جانتا، کہ مانگنے میں کیا برائی ہے تو

کوئی کسی سے سوال نہ کرتا، اور اگر دینے والا جانتا ہوتا کہ دینے میں کیا برکت ہے، تو ہر شخص دوسرے شخص کو دینے ہی کو لپکتا۔"

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب روزہ رہنے تو حکم دیتے کہ ایک بکری ذبح کی جائے، پھر اس کا عرق تیار کرواتے، پھر صرف اس کی خوشبو سونگھتے اور لوگوں کو بلا کر سب کا سب کھلا دیتے اور خود صرف روٹی اور کھجور پر بس کرتے، اور فرماتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

لیس بمؤمن من بات شبعان وجاره طاویا۔	وہ شخص مؤمن نہیں جو خود پیٹ بھر کر سو رہے اور اس کا ہمسایہ پیٹ میں پاؤں لے کر سو جائے۔

امام صادق رض فرماتے ہیں "جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اس کے لیے روزہ دار کے برابر ثواب ہے۔"

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص اس ماہ رمضان میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے گا۔ خدا اس کو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب دے گا اور اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔"

لوگوں نے کہا:- "یا رسول اللہ ہم میں اتنی سکت نہیں کہ کسی روزہ دار کو افطار کرا سکیں تو پھر ہم کیسے یہ ثواب حاصل کر سکتے ہیں؟" آپؐ نے فرمایا: "اگر پیٹ بھر نہ کھلا سکو تو صرف ایک گھونٹ دودھ پلا کر، یا چند دانے کھجور ہی سے یا تھوڑا ٹھنڈا پانی دے کر ہی یہ ثواب حاصل کر سکتے ہو!" امام رضا رض فرماتے ہیں:- "کسی روزہ دار بھائی کو تمہارا افطار کرانا خود تمہارے روزہ سے افضل ہے!" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: "کیا میں تمہیں

ایک چیز کی خبر نہ دوں جس کو اگر تم کرو تو شیطان تم سے ایسے ہی دور ہو جائے جیسے کہ مشرق مغرب سے دُور ہے ؟"

لوگوں نے کہا :- " ہاں یا رسول اللہؐ ! " آپ نے کہا : " روزہ اس (شیطان) کا چہرہ سیاہ کرتا ہے ، اور خیرات اس کی کمر توڑتی ہے ، اور اللہ کے لیے دوستی اور نیک عمل کے لیے مدد کرنا اس کی دُم کاٹ دیتا ہے اور استغفار اس کے ہاتھ کی رگ کو قطع کر دیتا ہے " پھر رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :- " ہر چیز کے لیے زکات ہوتی ہے ، اور جسم کی زکات روزہ ہے " نیز آپؐ نے فرمایا :-

الصائم فی عبادۃ وان کان نائما علی فراشه مالم یغتب مسلما ۔	روزہ دار عبادت میں ہے اگرچہ وہ اپنے بستر پر سو رہا ہو ، جب تک کہ مسلمان کی غیبت نہ کرے ۔

اور آپؐ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے :-

الصوم لی وانا اجزی به	روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی خاص طور پر اس کا بدلہ دوں گا ۔

اور فرمایا :-

الصائم فرحتان حین یفطر و حین یلقی ربه عزوجل والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم عند اللہ اطیب من ریح المسک ۔	روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ، ایک خوشی جب کہ وہ افطار کرتا ہے دوسری جب وہ اپنے خدا سے ملے گا ، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو بھی خدا کے نزدیک مشک کی بو

سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

امام صادق رضؓ فرماتے ہیں :۔ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکثر نفل روزے رہا کرتے تھے، آپ اتنے روزے رہتے کہ لوگ سمجھتے کہ چھوڑیں گے نہیں اور پھر روزے چھوڑ دیتے تو اتنے کہ لوگ سمجھتے کہ شاید رکھیں گے نہیں، کبھی ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز چھوڑتے، کبھی پیر کے دن اور جمعرات کے دن روزہ پابندی سے رکھتے، کبھی مہینہ کے تین روزے اس طرح رکھتے کہ پہلی جمعرات کا اور وسط میں چہارشنبہ کا اور آخر ماہ میں پھر جمعرات کا، اور آپ فرماتے تھے کہ اس کا ثواب سال بھر روزے رہنے کے برابر ہے"

نیز امام موصوف فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے یہ بھی فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اس طرح مہینہ کے تین روزے رکھے، تو چاہیئے کہ ان میں کسی سے جھگڑا نہ کرے نہ اس میں قسم کھانے میں جلدی کرے، اور اگر کوئی اس کے ساتھ جہالت کرے تو اس کو برداشت کرے"

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ایک مہینہ کا روزہ صبر ہے، اور ہر مہینے کے تین روزے سینے کو زنگ آلود ہونے سے بچانے والے ہیں، جس نے مہینہ میں تین روزے رکھے اس نے سال بھر روزہ رکھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا"

امام صادق رضؓ سے پوچھا گیا: "اگر کسی شخص کو ہر مہینہ تین روزے رہنے سے تکلیف ہوتی ہو، یعنی ناطاقتی کی وجہ سے وہ روزے نہ رکھ سکتا ہو تو پھر اس کا بدل کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "ایک مد[1] اناج روزانہ خدا کی راہ میں دیا کرے"۔ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص نفل روزہ

[1] رسول اللہ صلعم کا "مد"، "صاع" کا چوتھائی ہے آدمی کے دونوں ہاتھوں کے بھر جانے کی مقدار (لسان)

رکھے گا۔ خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا" امام حسین رض فرماتے ہیں: "اپنے بھائی کو اپنے گھر میں افطار کرانا روزہ سے ستر گنا بلکہ نوّے گنا زیادہ افضل ہے۔" نیز آپ فرماتے ہیں کسی مصیبت زدہ روزہ دار کو کھانا کھلانا سال بھر کے روزوں کے برابر ہے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ کھولتے تو کہتے:۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔	اے اللہ! تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کرتا ہوں۔

فصل (۲) ہاتھ وغیرہ دھونے کے آداب

کتاب مالایحضرہ الفقیہ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی نیکیاں زیادہ سے زیادہ ہوتی جائیں تو اُسے چاہیے کہ ہر کھانے سے پہلے وضو کرے۔" نیز آپ نے فرمایا کہ تم وضو پر وضو کرو، خدا تمہارے اندر قوّت پر قوّت دے گا۔

اور حدیث میں آیا ہے:۔

الوضوء بعد الطعام ینفی الفقر وقبلہ ینفی اللمم ویصح البصر۔	کھانا کھانے کے بعد وضو کرنا فقر کو دور کرتا ہے اور کھانے سے پہلے وضو کر لینے سے دیوانگی نہیں آتی اور یہ بینائی کو صحیح رکھتا ہے۔

امام صادق رض فرماتے ہیں: "جو شخص کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد بالالتزام ہاتھ دھویا کرے تو اس کے اول وآخر میں برکت ہوگی اور جب تک وہ جیے گا کشائش دیکھے گا۔ اور جسمانی بلاؤں یعنی بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔"

اور آپ یہ بھی فرماتے ہیں :۔ "تم لوگ سُعد (ناگر موتھا ایک قسم کی خوشبودار گھاس ہے) کو اپنے منہ کے لیے استعمال کرو (منجن کے طور پر) تمہارے منہ میں خوشبو ہوگی اور قوت باہ میں اضافہ ہوگا"۔ نیز آپ فرماتے ہیں: "جب تم کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لو تو پھر تولیہ سے ہاتھ نہ پونچھو، خدا اس کھانے میں برکت نازل کرتا ہے جس میں بھیگا ہی ہاتھ ڈالا جاتا ہو"۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جب تم کھانا کھا لو تو بھی رومال سے نہ پونچھو جب تک کہ اُسے اچھی طرح نہ چاٹ لو"

امام صادق رض فرماتے ہیں :۔ جب تم کھانے کی ابتدا کرنے لگو تو اس کا خیال رکھو کہ اگر تم گھر والے ہو تو پہلے اپنا ہاتھ دھو لو پھر اس شخص کا ہاتھ دھلاؤ جو تمہاری سیدھی طرف ہے۔ کھانے کے ختم پر ہاتھ آخر میں دھونا کیونکہ گوشت کی چکنائی جو ہاتھ کو لگ جاتی ہے اس کو آخر تک لگی رہے دو امام صادق چکنائی سے اپنا ہاتھ دھو کر تولیہ سے صاف کرنے کے پہلے اس کو اپنے منہ پر مل لیا کرتے تھے اور پھر یہ دُعا کرتے پڑھتے :۔

اللّٰھُمَّ اجعلنی ممن لا یرھق وجوھھم قترا ولا ذلۃ ۔	اے اللہ تو مجھے ان لوگوں میں سے کر جن کے چہرے پر قیامت کے دن نہ گرد و غبار ہوگا نہ ذلت و خواری ۔

نیز آپ فرماتے ہیں کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو اس طرح فقر کی نفی کرتا ہے جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کے میل کچیل کو نکال دیتی ہے اور یہ شخص جب تک زندہ رہے گا، فراخی و آسائش میں رہے گا"۔ اور فرمایا: "فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں جو کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹتا ہے"۔ اور فرماتے ہیں "جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا گھر خیر سے بھر جائے تو کھانے سے پہلے

وضو کرے اور ہو سکے تو بعد میں بھی کیونکہ جو شخص کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھو لیا کرے تو ہمیشہ عیش میں زندگی بسر کرے گا اور اکثر امراض سے اس کا جسم محفوظ رہے گا۔" اور فرماتے ہیں :-

"کھانے کے بعد جو شخص وضو کرے اور اس میں آنکھوں پر بھی مسح کرے تو وہ ہمیشہ رمد کی بیماری سے امن میں رہے گا۔"

ایک راوی کہتے ہیں :- "ہم حضرت ابو عبداللہ رضؓ کے پاس تھے، دستر خوان بچھایا گیا، خادم وضو کے لیے پانی لایا اور اس نے وضو کے بعد تولیہ پیش کیا آپ نے اس کا استعمال ناپسند کیا۔" اور امام صادقؓ سے روایت ہے: "کھانے سے پہلے اور بعد وضو کرنے سے فقر دور ہوتا ہے اور رزق میں توفیر ہوتی ہے۔" کتاب تہذیب الاحکام میں ہے کہ حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کھانے سے پہلے اور بعد وضو کرنا فقر کو دور کرتا ہے۔" یونس کہتے ہیں :- "ایک مرتبہ میں نے حضرت علی کو کھانے پر بلایا تھا، آپ کے ساتھ آپ کا غلام بھی تھا، جب ہاتھ دھونے کے لیے طشت لایا گیا تو سب سے پہلے غلام ہاتھ دھونے کھڑا ہوا، آپ نے کہا: ٹھہرو، پہلے میزبان کو ہاتھ دھونا چاہیئے، اس کے بعد پھر وہ شخص جو اس کے سیدھی جانب ہو، اسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ، پھر جب آپ نے وضو کیا تو تولیہ کو ہاتھ نہ لگایا۔"

ایک راوی کہتا ہے۔ "میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ نے جب کھانے سے پہلے وضو کیا تو تولیہ سے ہاتھ صاف نہیں کیا جب تک کہ کھانا نہ کھا لیا، البتہ کھانے کے بعد جب انھوں نے ہاتھ دھویا تو تب انھوں نے تولیہ سے صاف کیا۔"

حدیث میں آیا ہے: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے کے بعد ہاتھ دھو لیتے تو ہاتھوں میں سے ٹپکتے ہوئے پانی کو چہرے پر مل لیتے پھر یہ دعا پڑھتے:

الحمد للہ الذی ھدانا	ساری تعریف اس خدا کی ہے جس نے ہمیں
واطعمنا وسقانا وکل بلاء	ہدایت بخشی، کھلایا، اور ہر اچھی نعمت ہم
صالح ابلانا۔	کو عطا فرمائی۔

فصل (۳) کھانے کے آداب اور اسکے متعلق امور

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی گئی ہے۔ "کھاتے وقت خدا کا ذکر کرو، فضول باتیں نہ کرو، یہ خدا کی بہت بڑی نعمت ہے جو تم کھا رہے ہو، اس کا شکر تم پر واجب ہے، نعمت کی قدر اس کے زائل ہونے سے پہلے کرو، ایک دن یہ تم سے لے لی جائے گی اور تم نے جو کچھ کیا ہے حشر میں اس کی گواہی دے گی"۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "جب تم کھانے بیٹھو تو ایک غلام کی طرح بیٹھو، زمین پر بیٹھ کر کھاؤ، ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر نہ رکھو اور چار زانو نہ بیٹھو، کیونکہ اس بیٹھک کو خدائے تعالیٰ ناپسند کرتا ہے، اور اس طرح بیٹھنے والے شخص سے ناراض ہوتا ہے"۔

امام صادقؓ فرماتے ہیں: "تم لوگ دسترخوان پر زیادہ دیر تک ہی بیٹھو، کیونکہ اتنا زمانہ تمہاری عمر کے حساب میں شامل نہیں ہے"۔ کتاب ما لا یحضرہ الفقیہ میں مذکور ہے کہ امام حسینؑ نے فرمایا۔ "دسترخوان کی بارہ تہذیبیں ہیں جنھیں ہر مسلمان کو جاننا چاہیئے، ان میں سے چار فرض ہیں اور چار سنت، اور چار آداب

فرض باتیں یہ ہیں: معرفت، رضا، تسمیہ، شکر۔ سنت یہ چیزیں ہیں:۔ کھانے سے پہلے وضو کرنا، سیدھی جانب بیٹھنا۔ تین انگلیوں سے کھانا کھانا اور انگلیوں کو خوب چاٹنا۔ آداب یہ ہیں: "جو چیز اپنے قریب ہے وہیں تک ہاتھ بڑھانا۔ نوالہ چھوٹا لینا۔ اچھی طرح چبانا۔ کھاتے وقت لوگوں کی طرف

نہیں دیکھتا"۔

ایک راوی کا بیان ہے :۔ "میں ایک مرتبہ مدینہ میں ابوجعفرؓ کے پاس گیا آپ دسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے، میں نے آپ سے پوچھا : "دسترخوان کے خاص آداب کیا ہیں ؟" آپ نے فرمایا : "شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا ختم کرکے اُٹھتے وقت الحمد للہ کہنا، اور دسترخوان کے اطراف جو دانے گرے ہوں ان کو چن کر ایک طرف کر دینا، یہ خاص اور اہم آداب ہیں۔" محمد بن ولید کہتے ہیں :۔ "ایک مرتبہ میں نے ابوجعفر ثانیؓ کے پاس کھانا کھایا دیکھا کہ کھانے کے ختم پر آپ کا غلام گرا ہوا ایک ایک دانہ چن رہا ہے اس کو آپ نے کہا :۔ "گھر میں کھاتے وقت بھی جو اس طرح گرے اس کا ایک ایک دانہ اٹھالیا جائے اور جو کچھ جنگل میں بچ رہتا ہے، چاہے بکری کی ایک ران ہی کیوں نہ ہو چھوڑ دیا جائے" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "جو شخص اس طرح نیچے گرے ہوئے دانے یا کھجور چن کر کھالے، خدا اس کھانے کے ہضم ہونے سے پیشتر ہی اس کو بخشدیگا" امام رضاؓ یہ حدیث بیان فرماتے ہیں : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دسترخوان پر گرے ہوئے دانے جنّت کی حوروں کا مہر ہیں"۔

امام صادقؓ فرماتے ہیں :۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کو مکروہ تصوّر فرماتے تھے"۔ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا :۔ "اے علیؓ کھانا نمک سے شروع کرو اور نمک پر ختم کرو، اس میں ستّر بیماریوں سے شفا ہے، جن میں سے جذام، کوڑھ، جنون، حلق کا درد، دانتوں کا درد، پیٹ کا درد بھی ہیں"۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ "تین لقمے نمکین کھانے سے پہلے اور تین لقمے کھانے کے بعد

بنی آدم کو بہتر بلاؤں سے محفوظ کرنے کی ضمانت ہیں، ان میں جنون، جذام اور برص بھی ہیں۔"

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:۔" کھانا نمک سے شروع کرو، اگر لوگ جانتے کہ اس کے کیا فوائد ہیں تو اس کو ایک تریاقِ مجرب سمجھ کر اختیار کر لیتے۔"

ابو عبداللہؓ فرماتے ہیں:۔" میں نمک سے کھانا شروع کرتا ہوں اور سرکہ پر ختم کرتا ہوں"۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:" بہترین سالن سرکہ ہے وہ گھر درحقیقت نعمتوں سے خالی ہے جہاں سرکہ نہیں۔" امام صادقؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔" جب تم دستر خوان بچھاتے ہو تو چار فرشتے اس کے گرد بیٹھتے ہیں۔ جب بندہ بسم اللہ کہتا ہے تو فرشتے شیطان سے کہتے ہیں:" نکل جا اے فاسق! اب ان پر تیرا تسلط نہیں ہو سکتا جب سب کھا چکتے ہیں اور الحمد للہ کہتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں: کیا اچھی قوم ہے وہ جس کو خدا نے جب نعمت دی تو وہ اس کا شکر بھی ادا کرتی ہے۔" جب یہ بسم اللہ نہیں کہتے تو فرشتے شیطان سے کہتے ہیں:" ان کے نزدیک جا اے فاسق ان کے ساتھ کھا۔ جب دستر خوان اُٹھتا ہے اور یہ لوگ الحمد للہ نہیں کہتے تو فرشتے کہتے ہیں:" کیا بُری قوم ہے یہ جو خدا کی نعمتیں لیتی تو ہے مگر ان کو شکریہ کا ایک لفظ بھی زبان سے نکالنا گوارا نہیں۔ یہ اپنے آپ کو بھولی ہوئی ہے۔"

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے کہا تھا:" اے علی! جب کھانا شروع کرو تو پہلے بسم اللہ کہو اور جب ختم کرو الحمد للہ، تمہاری حفاظت کرنیوالے وہ دونوں فرشتے تمہاری نیکیاں لکھنے سے تھکتے نہیں۔" حضرت علیؓ فرماتے

ہیں :- "میں اس شخص کا ذمہ لیتا ہوں جو کھانے پر بسم اللہ پڑھتا ہے، اس سے اس کو کوئی ضرر نہ ہوگا۔"

ایک شخص نے کہا: "امیر المومنین! کل میں نے کھانا کھایا تھا اور اس پر بسم اللہ بھی پڑھی، مگر مجھے پیٹ کا درد ہوا۔" فرمایا: "تم نے کئی قسم کی نعمتیں کھائی تھیں یا ایک ہی قسم کی؟" کہا "کئی قسم کی۔" آپؑ نے پوچھا: "کیا ہر ایک نعمت پر علیحدہ علیحدہ بسم اللہ بھی کہی۔" کہا "نہیں، صرف ایک ہی مرتبہ شروع میں۔" فرمایا: "پھر کیسے نہ درد ہوگا۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "جو شخص ہر قسم کے کھانے پر الگ الگ بسم اللہ پڑھنا نہیں چاہتا تو یوں کہہ لے: بسم اللہ علیٰ اولہ وآخرہ" امام موصوف فرماتے ہیں :- "میں کوئی کھانا بغیر بسم اللہ کہے نہیں کھاتا، اور بغیر الحمد للہ کہے دسترخوان سے نہیں اٹھتا۔" آپ کا ارشاد ہے: "پیٹ جب بھر جاتا ہے تو آدمی سرکشی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔"

حضرت علیؑ ایک مرتبہ اپنے صاحبزادہ حسنؑ سے فرما رہے تھے: "اے بیٹے میں تم کو ایک دعا سکھاتا ہوں تم ضرور ہر کھانے سے پہلے اس کو پڑھو چاہے وہ کھانا ٹھنڈا ہو یا گرم، مشروب ہو یا پھل۔ انشاء اللہ تم ہر ضرر سے محفوظ رہوگے، دعا یہ ہے :-

اللّٰھُمَّ انی اسألك فی اکلی	اے اللہ میں تجھ سے کھانے اور
وشربی السلامۃ من وعکہ	پینے میں اس کی تکلیف اور ایذا سے
والقوۃ بہ علی طاعتك	سلامتی کی درخواست کرتا ہوں تجھ
وذکرك وشکرك فیما	سے سوال کرتا ہوں کہ اس کھانے
ابقیتہ فی بدنی وان	سے مجھے تیری عبادت کے لیے ذکر

تشجعنی بقوته علیٰ	اور شکر کے لیے قوت عطا فرما جب تک
عبادتك وان تلهمنی	کہ یہ غذا میرے جسم میں رہے اے خدا
حسن التحرز من معصیتك	اس کی قوت سے مجھے اپنی عبادت کے لیے
	ابھار اور اپنے گناہوں سے اچھی
	طرح محفوظ رہنے کا طریقہ سمجھا۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب دستر خوان بچھایا جاتا تھا تو آپ اس طرح دعا کرتے تھے :۔

اللّٰھُمَّ اجعلها نعمه مشکورة	اے اللہ اس کو ایسی نعمت مشکورہ
تصل بها نعمة الجنة۔	بنا دے جو جنت کی نعمتوں سے اپنا
	سلسلہ ملا دے۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کھانے میں ہاتھ ڈالتے تھے تو فرماتے :۔

بسم اللہ اللّٰھُمَّ بارك لنا	اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ تیرے اس
فیما رزقتنا وعلیك خلفه	رزق میں ہمیں برکت عطا فرما، اس کے بعد کے رزق کا
	پھر سے ذمہ دار ہو جا۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ کھانے کے بعد اس طرح دعا کیا کرتے تھے :۔

الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا	سب تعریف ہے اللہ کے لیے جس نے ہم کو کھلایا اور
وکفانا وایدنا وآوانا وانعم علینا	پلایا اور ہماری کفایت کی اور ہمیں مدد دی اور پناہ دی
وافضل الحمد للہ الذی	اور ہم پر نعمت وفضل نازل کیا۔ ساری تعریف اللہ
یطعم ولا یطعم۔	کے لیے ہے جو خود کھاتا نہیں اور سب کو کھلاتا ہے۔

امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ سلمان رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب دستر خوان سے اٹھتے

تو اس طرح دعا کرتے :۔

اللھم اکثرت واطیبت فزدواشیعت فھنئہ۔ اے اللہ تو نے زیادہ دیا اور اچھا دیا بس اور زیادہ کر ہم کو پیٹ بھر کھلایا بھی اور پلایا بھی، اس کو ہمارے لیے باعثِ برکت بنا۔

ایک روایت ہے کہ امام صادقؑ کھانے کے بعد کہتے :۔

الحمد للہ الذی اطعمنا جائعین وسقانا ظمآنین وکسانا عارین وھدانا ضالین وحملنا رجلین وفضلنا علیٰ کثیر من العالمین۔ ساری تعریف ہے اس خدا کے لیے جس نے ہم کو کھلایا جب ہم بھوکے تھے، پلایا جب ہم پیاسے تھے، پہنایا جب ہم ننگے تھے، ہدایت دی جب ہم گمراہ تھے۔ اس نے ہم کو سواری دی جب ہم پیدل چل کر تھک رہے تھے، اس طرح دنیا کی بہت سی مخلوق پر ہم کو برتری عنایت کی۔

کھانے کے بعد کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک اور دعا مروی ہے :۔

الحمد للہ ربّ العٰلمین اللھم اجعلہ نعمۃ مشکورۃً۔ سب تعریف اس خدا کے لیے ہے جو دونوں جہان کا پروردگار ہے، اے اللہ اس (غذا) کو نعمت مشکورہ فرما۔

کتاب النجات میں یہ دعا بتلائی گئی ہے :۔

الحمد للہ الذی یطعم ولا یطعم ویجیر ولا یجار علیہ ویستغنی ویفتقر الیہ اللھم لک الحمد علیٰ ما رزقتنی من طعام وادام فی یسر وعافیۃ من غیر کدّ منی ولا مشقۃ بسم اللہ خیر الاسماء رب الارض سب تعریف ہے اللہ تعالیٰ کے لیے جو کھلاتا ہے مگر کھاتا نہیں، ظلم سے پناہ دیتا ہے کوئی اس پر ظلم نہیں کر سکتا، وہ مستغنی ہے، سب اس کے محتاج ہیں، اے اللہ سب تعریف ہے تیرے ہی لیے، جو تو نے ہم کو کھانا اور سالن دیا، آسانی اور عافیت میں بغیر کسی سخت محنت اور مشقت کے، نام سے اللہ کے بہترین ناموں سے جو زمین

والسماء وھوالسمیع العلیم اللّٰھم اسعدنی فی مطعمی ھذا الخیرہ واعذنی من شرہ وانفعنی بنفعہ وسلمنی من ضررہ۔

اور آسمان کا رب ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے، اے اللہ مجھے خوش نصیب کر کہ اس کھانے میں میرے لیے خیر رہے اور اس کے شر سے اپنی پناہ میں رکھ اور اس کے نفع کا فائدہ دے اور اس کے ضرر سے محفوظ رکھ۔

کھانے سے فارغ ہو کر اس طرح دعا کرے:۔

الحمد للّٰہ الذی اطعمنی وسقانی فاروانی وصاننی وحمانی الحمد للّٰہ الذی عرفنی البرکۃ و الیمن بما اصبتہ وترکتہ منہ اللّٰھم اجعلہ ھنیئاً مریئاً لاوبیا ولادویاد ابقنی بعدہ سویا قائما بشکرک محافظا علی طاعتک وارزقنی رزقا دارا واعشنی عیشا قارا واجعلنی ناسکا بارا واجعل مایتلقانی فی المعاد مبھجا سارا برحمتک یاارحم الراحمین۔

ساری تعریف ہے اس خدا کے لیے جس نے مجھے کھلایا اور پیٹ بھر کھلایا، اور پلایا پیاس بھر پلایا، اور میری حفاظت وحمایت کی، ساری تعریف ہے اس خدا کے لیے، جس نے مجھے بتلایا کہ برکت اور نیک نصیبی کس چیز میں ہے جس کی وجہ سے میں نے ان چیزوں کو اختیار کیا اور ان کے خلاف کو ترک کیا۔ اے اللہ مجھے اس میں برکت اور عیش دے کہ اس میں کوئی وبائی بیماری نہ ہو نہ کوئی روگ۔ اور مجھے صحت مند باقی رکھ، اور تیرے شکر میں کھڑے ہونے والا اور تیری عبادت کی حفاظت کرنے والا بنا، مجھے وہ رزق دے جو پھر پھر کر آنے والا ہو، میری زندگی آنکھوں کی ٹھنڈک کر اور مجھے پرہیزگار اور نیکی کرنیوالا بنا اور جو حالات کہ آخرت میں مجھے درپیش ہوں ان میں مجھے شادمانی اور کامیابی عطا فرما اپنی رحمت سے اے سب سے زیادہ رحم کرنیوالے

کتاب البصائر میں لکھا ہے کہ محمد بن جعفر کے دادا بیان کرتے ہیں: "میں کچھ لوگوں کے ساتھ حج کو نکلا، ہم نے پہلے مدینہ منورہ کے ایک مکان میں قیام کا ارادہ کیا، راستے میں ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؓ اپنے ایک غلام کے ساتھ ملے، آپ بھورے رنگ کے ایک گدھے پر سوار تھے۔ ان کے پیچھے آپ کا کھانا آرہا تھا۔ ہم ایک جگہ سستانے کو بیٹھے جہاں کھجوروں کے درختوں کے جھنڈ تھے۔ وہ بھی وہیں تشریف لائے اور سواری سے اُتر پڑے۔ پھر ان کے لیے ایک سیلابچی اور پانی کا لوٹا لایا گیا۔ پہلے آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے پھر اس کو ہم لوگوں کی جانب بڑھایا، سب سے پہلے اس کی طرف جو ان کی سیدھی جانب تھا، پھر سبھوں نے یکے بعد دیگرے اسی طرح اپنے ہاتھ منہ دھوئے پھر انہوں نے کھانے کا خوان کھولا اور ہمارے آگے پیش کیا، نمک سے ابتدا کی، پھر کہا: کھاؤ، بسم اللہ الرحمن رحیم، اس کے بعد سرکہ پیش کیا، پھر بکری کا ہاتھ لایا گیا، فرمایا: کھاؤ بسم اللہ الرحمن رحیم کہا، یہ کھانا وہ ہے جس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے، اس کے بعد سرکہ اور روغن زیتون لایا گیا: کہا کھاؤ: بسم اللہ الرحمن رحیم، یہ کھانا وہ ہے جس کو بی بی فاطمہ زہراؓ پسند فرماتی تھیں۔ اس کے بعد سکباج[1] آیا، کہا کھاؤ بسم اللہ الرحمن رحیم، یہ کھانا وہ ہے جس کو حضرت علیؓ پسند کرتے تھے، اس کے بعد ایک قاب لائی گئی جس میں بیگن کو گوشت کے ساتھ پکایا گیا تھا، کہا، کھاؤ بسم اللہ الرحمن رحیم یہ کھانا وہ ہے جس کو حسنؓ پسند فرماتے تھے۔ اس کے بعد دہی لایا گیا کہا کھاؤ بسم اللہ الرحمن رحیم، یہ کھانا وہ ہے جس کو حضرت حسین پسند فرماتے تھے۔ اس کے بعد پنیر لایا گیا، کہا کھاؤ، بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ کھانا وہ ہے جس کو امام زین العابدینؓ پسند کرتے تھے، اس کے بعد پسلی کا ٹھنڈا گوشت لایا گیا کہا کھاؤ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ کھانا وہ ہے جس کو امام محمد بن علیؓ پسند کرتے تھے اس کے بعد انڈے کی پڈنگ لائی گئی کہا کھاؤ، بسم اللہ الرحمن رحیم یہ کھانا وہ ہے جس کو امام

[1] سکباج۔ سالن جو سرکہ، گوشت اور خوشبودار مصالحہ سے تیار کرتے ہیں۔

ابو جعفرؒ پسند کرتے تھے، اس کے بعد حلوا لایا گیا، کہا کھاؤ، "بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ کھانا وہ ہے جس کو میں پسند کرتا ہوں، اس کے بعد دستر خوان اٹھا لیا گیا۔ پھر ہم میں سے ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا تاکہ وہ بچا کھچا چن لے جو نیچے گر گیا ہے آپ نے کہا:

"چھوڑ دو اس کی ضرورت نہیں۔ یہ آداب صرف گھر کی حد تک ہیں جنگل وغیرہ میں ایسی بچی کھچی چیزیں پرندوں اور جانوروں کے لیے چھوڑ دینی چاہئیں۔" اس کے بعد آپ نے خلال کیا، اور ہم کو بھی خلال کرنے کی ہدایت کی۔ اس کے بعد ہم سب نے یکے بعد دیگرے اسی طرح سے ہاتھ دھوئے جس طرح کہ شروع کیا تھا۔ پھر آپ نے کہا:۔

"اے عاصم! کیا تم لوگوں میں اس قسم کا بھائی چارہ ہے کہ جب کبھی کسی بھائی کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ وہ تنگی کی حالت میں ہے تو اپنا کیسہ اس کے گھر پر لے آئے اور اس کی مہر توڑے اور اس کی ضرورت کے موافق روپیہ اس کو یا اس کے گھر والوں کو چپکے سے دے کر چلا آئے، کہ وہ پہچانے بھی نہیں کہ یہ کون تھا؟"

عاصم نے کہا: "نہیں جناب۔"

کہا: "افسوس ہے کہ تم افضلیت کے اس درجے پر نہیں پہونچے، جہاں تمہیں ہونا چاہیئے۔"

ابو عبداللہؒ کہتے ہیں:۔ "چلتے ہوئے کھانا ایک بُری عادت ہے، سوائے اس کے کہ کوئی مجبوری ہو۔"

ایک راوی کا بیان ہے: "میں نے ابو عبداللہ کو کبھی تکیہ سے ٹیک لگا کر کھاتے نہیں دیکھا۔" اور یہ بھی فرماتے تھے: "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ "دستر خوان پر گرے ہوئے دانے چن کر کھانے میں تم کو کئی امراض سے تسفار کی توقع کرنا چاہیئے۔"

فردوس دیلمی میں انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "جو شخص دستر خوان پر گرا ہوا کھانا کھائے گا وہ ہمیشہ عیش میں رہے گا، اس کے رزق میں برکت ہوگی اور وہ اور اس کے بچے بلکہ پوتے اور نواسے تک جذام کی بیماری سے محفوظ رہیں گے"

اور ایک حدیث میں آیا ہے:۔

"کھانے میں پھونک مارنی نہ چاہیے، اس سے اس کی برکت اُٹھ جاتی ہے۔" ایک حدیث میں ہے: "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ابوایوب انصاریؓ کو دیکھا کہ دستر خوان پر گرے دانے چُن چُن کر کھا رہے تھے، آپ نے فرمایا:۔

"بورک لک وبورک علیک وبورک فیک، اس کی برکت تیرے لیے تجھ پر اور تجھ میں ضرور ہوگی۔" ابوایوب انصاری نے کہا: "یا رسول اللہ یہ صرف میرے لیے ہے؟"

آپ نے کہا:۔ "جو اس طرح کرے اس کے لیے بھی ہے۔ خدا اس کو ان امراض سے مامون و مصئون رکھتا ہے: جنون، جذام، برص، یرقان اور ابلہی۔"

ایک حدیث میں آیا ہے: "مومن سے تین باتوں میں محاسبہ نہیں کیا جائے گا: ایک تو اس کے کھانے کا جو وہ کھاتا ہے، دوسری چیز وہ کپڑا ہے جو وہ پہنتا ہے، تیسری چیز اس کی نیک بیوی ہے جو دینی باتوں میں اس کی مدد کرتی ہے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں:۔ "کھانا اگر گرم ہو تو اُسے اتنی دیر رہنے دو کہ وہ ٹھنڈا ہو جائے، ہم کو دوزخ کے کھانے کی طرح نہیں کھانا چاہیے، اور برکت ٹھنڈے کھانے میں ہے گرم کھانے میں نہیں۔"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص پیالہ چاٹتا ہے فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور اس کے لیے توفیر رزق کی دعا کرتے ہیں اور اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔"

اور ایک حدیث میں ہے: "جو شخص پاک وصاف ہو کر کھانے کو بیٹھے اور کھانا

اچھی طرح چبا کر کھائے اور کچھ پیٹ میں بھوک رکھ کر کھانے سے ہاتھ کھینچ لے تو وہ کبھی قبض کی بیماری میں مبتلا نہ ہوگا، بلکہ وہ تقریباً ہر بیماری سے محفوظ رہے گا سوائے مرض الموت کے کیونکہ وہ ناگزیر ہے۔"

جعفر صادق فرماتے ہیں: "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جب موسم کا تازہ میوہ لایا جاتا تو آپ فرماتے :-

اللھم کما اریتنھا اولھا فی عافیۃ فارنا آخرھا فی عافیۃ۔	اے اللہ جس طرح تو نے فصل کے یہ ابتدائی میوے خیر و خوبی سے کھلائے اسی طرح اس کے آخری پھل بھی خیر و خوبی سے کھلا۔

امام جعفرؓ فرماتے ہیں:- بوڑھے لوگوں کو بھوکے پیٹ سونا مناسب نہیں ورنہ ان کو نیند اچھی نہ آئے گی اور کمزوری ہوگی۔" ایک حدیث میں آیا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

" تعجب ہے اس شخص پر جو بیماری کے ڈر سے تو پرہیز کرتا ہے، اور آگ کے ڈر سے اپنے گناہوں سے پرہیز نہیں کرتا ہے۔"

تہذیب الاحکام میں مذکور ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا :- " جب تمہیں کہیں کھانے پر بلایا جائے تو اپنے بچے کو ساتھ نہ لے جاؤ، اگر تم ایسا کرو گے تو گویا تم حرام کھا رہے ہو، اور عاصی بن رہے ہو۔" اور آپ یہ بھی فرماتے تھے :-

" بھوک سے زیادہ کھانا برص کی بیماری کو دعوت دینا ہے۔"

ایک حدیث میں آیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

اطولکم شبعا اطولکم جوعا یوم القیامۃ۔	زیادہ سے زیادہ کھانے والے قیامت کے دن زیادہ سے زیادہ بھوکے رہیں گے۔

امام جعفرؓ فرماتے ہیں : "اگر دستر خوان پر بہت سے لوگ مل کر بیٹھیں اور ان میں سے ایک شخص بھی بسم اللہ کہے تو سب کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔" اور آپ فرماتے ہیں : "جب دستر خوان بچھے تو کہو بسم اللہ جب کھانے لگو تو کہو بسم اللہ علی اولہ وآخرہ، جب کھانا ختم ہو تو کہو الحمد اللہ۔" اور آپ فرماتے ہیں : "جب کئی قسم کی غذائیں یکے بعد دیگرے تمہارے سامنے پیش کی جائیں تو ہر ایک پر الگ الگ بسم اللہ کہو، اگر بھول جاؤ اور پھر یاد آجائے تو یوں کہو : بسم اللہ علی اولہ وآخرہ، جب سب اٹھا دی جائیں تو کہو الحمد اللہ۔"

امام رضا فرماتے ہیں : "جب تم کھالو تو تھوڑی دیر چت لیٹ سکتے ہو اور اس وقت بائیں پاؤں پہ دایاں پاؤں رکھنا بہتر ہے۔"

امام صادق فرماتے ہیں : "پرخوری کی عادت مکروہ ہے۔" نیز آپ فرماتے ہیں : "اگر کوئی شخص کہیں بے دعوت گھس کر کھانا کھالے تو گویا اس نے دوزخ کی آگ کی چنگاریاں اپنے پیٹ میں ڈال لیں۔"

ابو عبد اللہؓ فرماتے ہیں : "حضرت علیؓ کے حکیمانہ اقوال میں سے ایک یہ ہے : "گناہوں سے بچا کرو۔ اس سے بڑھ کر مصیبت کوئی نہیں ہے۔ گناہ ہی کی وجہ سے رزق میں حرمت آجاتی ہے اور اسی کا نتیجہ مرض و مصیبت ہے۔ اسی لیے خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ	تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے۔

(الشوریٰ - ۳۰)

یاد رکھو کھانا کھاتے وقت خدا کو بہت یاد کرو۔ سرکش نہ ہو، وہ خدا کی نعمتوں میں سے ایک ہے، وہ اس کے رزق میں سے ایک ہے، اس پر تم کو

شکر ادا کرنا واجب ہے۔ نعمت کی قدر اس کے زوال سے پہلے کرو، وہ زائل ہونے والی ہے وہ تمہارے عمل کی گواہی دینے والی ہے جو تھوڑے سے رزق پر بھی خدا سے خوش ہوا خدا اس کے تھوڑے عمل پر بھی خوش ہو جائے گا، تمہیں تفریط سے (یعنی کاموں کی کمی سے) بچنا چاہیئے، ورنہ تم کو حسرت ہوگی جب حسرت کام نہ آئے گی، جب لڑائی کے موقع پر تمہارا مقابلہ دشمن سے ہو تو زیادہ باتیں نہ کرو۔ البتہ خدا کا ذکر بہت کرو۔ پیٹھ پلٹا کے بھاگنے کی کوشش نہ کرو، ورنہ تم خدا کے قہر و غضب کے مستحق قرار دیئے جاؤ گے جو شخص یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ خدا کے پاس اس کی کتنی قدر ہے تو وہ اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھ لے کہ خدا کی اس کے پاس کیا قدر ہے، یعنی گناہ سے آلودہ ہوتے وقت اس کو شرم بھی آتی ہے؟ اگر خدا کی اس کے پاس کوئی قدر ہے تو پھر خدا کے پاس بھی اس کی بڑی قدر و منزلت ہے۔"

کتاب مجموع الآداب میں فضل بن یونس کا ایک واقعہ لکھا ہے: "ایک مرتبہ میں گھر میں بیٹھا ہوا تھا، غلام نے اطلاع دی کہ موسیٰؑ بن جعفرؑ ملنے آئے ہیں۔ میں نے کہا: "اگر واقعی وہی ہیں تو میں نے آج تجھکو آزاد کر دیا" اس کے بعد وہ اندر تشریف لائے۔ میں نے ان کو صدر نشست پر بٹھانا چاہا، انھوں نے کہا: "گھر والا صدر نشست پر بیٹھنے کا زیادہ مستحق ہے اِلّا اس کے کہ کوئی بنی ہاشم موجود ہو" اس کے بعد کچھ دیر تک باتیں ہوئیں، پھر میں نے عرض کیا: "حضور! کھانا تیّار ہے، اگر چیکہ حضور کے قابل نہیں، کیا میں حاضر کر سکتا ہوں"

فرمایا: "تمہاری خوشی" پھر کہا: "لوگ کہتے ہیں اچانک اس طرح کہیں کھا لینا مکروہ ہے، مگر میں اس میں کوئی برائی نہیں سمجھتا۔"

اس کے بعد میں نے غلام کو کھانا لانے کے لیے کہا، پھر ہاتھ دھونے کے برتن لائے گئے، اس وقت آپ نے یہ فرمایا: الحمد للہ الذی جعل لکل شیٔ حدّاً۔ اس سے آپ کی مراد تھی ہر کام کا ایک ادب اور ایک اصول ہوتا ہے۔ میں ہر کام کے متعلق آپ سے پوچھتا گیا اور آپ جواب دیتے گئے چنانچہ آپ نے بتلایا: "ہاتھ دھونے میں اور کھانا شروع کرنے میں ابتدا گھر والے سے ہونی چاہیئے۔" پھر اس کے بعد آپ نے ہر کھانے کے شروع میں بسم اللہ کہنے اور آخر میں الحمد للہ کہنے کی تعلیم دی، پھر خلال کا طریقہ سکھلایا کہ اس کی ذراسی نوک توڑ دینی چاہیئے تاکہ مسوڑھوں میں سے خون نہ نکلے۔ اس کے بعد آپ نے کسی صاحب احتیاج کے لیے مجھے دس ہزار درہم دینے کی فرمائش کی اور فرمایا:۔ "یہ رقم جو تم دوگے وہ خدا کو پہنچے گی اور پھر تمہاری طرف لوٹے گی۔" اس وقت میں نادار تھا، میں نے عذر کیا، اور وعدہ کیا کہ جس وقت مجھے اتنی رقم ملے گی میں ان کو ضرور دوں گا، چنانچہ جلدی ہی میں نے اس کی تکمیل کر دی، اور واقعی خدا کی طرف سے مجھے اس کی ادائگی بہتر طریقہ پر ہو گئی۔ ایک حدیث میں آیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الاکل فی السوق دناءۃ" بازار میں کھانا سفلہ پن ہے۔"

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے کہا: "یا رسول اللہ ہم لوگ کھانا کھاتے ہیں، مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا پیٹ نہیں بھرتا۔"

آپؐ نے فرمایا: "شاید تم کئی لوگ ہو اور سب مل کر نہیں کھاتے، بلکہ الگ الگ کھاتے ہیں، اگر سب مل بیٹھ کر کھایا کرو تو تھوڑے کھانے میں بھی برکت ہو جائے، اور کھاتے وقت اللہ کا نام لیا کرو، اللہ کا ذکر کرو۔" ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب کئی لوگ دستر خوان پر بیٹھیں تو دستر خوان کا ادب یہ بھی ہے کہ ہر شخص اپنے قریب کے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائے، اور کھانے کی چوٹی توڑنے کی کوشش نہ کرے، یعنی چوٹی سے کھانا گھسیٹنے کی عادت ٹھیک نہیں، اگر پیٹ بھر جائے تو ہاتھ اُٹھا نہ لے، کیونکہ اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کا ساتھی نادم ہوگا، ممکن ہے کہ اس کو اور کھانے کی حاجت ہو۔"

انس رضؓ فرماتے ہیں :" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خوان پر کھانا رکھ کر نہیں تناول فرماتے۔ اور نہ چھوٹی تشتری یا پیالی میں کھاتے، اور نہ پتلی روٹی کھاتے۔"

لوگوں نے پوچھا: "پھر کس چیز پر آپ کھاتے تھے۔" کہا: "دستر خوان پر۔"

کتاب روضۃ الواعظین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو جحیفہ رضؓ نے بیان کیا: "ایک دن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں ڈکاریں لے رہا تھا۔" آپ نے فرمایا: "ذرا ڈکار کی آواز تو کم کرو ابو جحیفہ، لوگ جو زیادہ کھانے والے ہوں گے قیامت کے دن زیادہ بھوکے رہیں گے۔"

اور آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا: "حکمت کا نور بھوک میں ہے اور اللہ سے دوری پیٹ بھر کر کھانے میں ہے اور اللہ سے نزدیکی فقیروں سے دوستی میں اور ان پر مہربانی میں۔" نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

لا تمیتوا القلوب بکثرۃ الطعام	زیادہ کھانے پینے سے دلوں کو مردہ نہ بنالو،
والشراب فان القلوب تموت	اس سے دل اسی طرح مرجاتے ہیں جیسے کھیتی
کالزرع اذا کثر علیہ الماء۔	زیادہ پانی دینے سے بھی مرجاتی ہے۔

اور ایک حدیث میں ہے :-

لا تشبعوا فیطفأ نور المعرفۃ من قلوبکم و من بات یصلی فی خفۃ من الطعام باتت الحور العین حولہ۔

(ضرورت سے زیادہ) پیٹ نہ بھرو ورنہ تمہارے قلوب سے معرفت کا نور بجھ جائے گا، جو شخص رات کو کم کھا کر ہلکے پیٹ سوتا ہے تو بڑی آنکھوں والی حوریں اس کے اطراف سوتی ہیں"

اور آنحضرت سے لوگوں نے سوال کیا "انسان کے کونسے اعضا دوزخ میں زیادہ جلیں گے؟"

آپؐ نے فرمایا :- "یہ دونوں جوف دار عضو، یعنی پیٹ اور عضو تناسل، جن میں حرص ہوتی ہے۔" اور آپ نے فرمایا "جو شخص حلال کی روٹی کھاتا ہے، خدائے تعالی اس کے سر پہ ایک فرشتے کو کھڑا کرتا ہے جو اس کے لیے استغفار کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے کھانے سے فارغ ہو جائے۔" اور آپ نے یہ بھی فرمایا : "جو شخص حرام سے ایک لقمہ بھی کھا لیتا ہے تو آسمان و زمین کے سارے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں، جب تک کہ وہ لقمہ اس کے پیٹ میں رہے۔ خدائے تعالے اس کی طرف نہیں دیکھے گا جو شخص حرام کا لقمہ کھائے گویا اس نے خدا کے غضب کو مول لیا، اگر وہ توبہ کرے تو خدا بھی اس کو معاف کرے گا اگر وہ مر گیا تو پھر اس کے لیے آگ ہی مناسب ہے۔"

فصل (۴) پانی وغیرہ پینے کے آداب

کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں لکھا ہے :- "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

آنیۃ الذھب والفضۃ — سونے اور چاندی کے برتن ان لوگوں

متاع الذین لا یوقنون۔ کا سامان ہیں جو یقین نہیں رکھتے۔

امام صادقؑ کا ارشاد ہے: "سونے اور چاندی کے برتن میں نہ تو کچھ پینا چاہیے، نہ کچھ کھانا چاہیے۔"

ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "چاندی کے پیالے میں کچھ پینا مکروہ ہے، اسی طرح چاندی کا وہ برتن جس میں تیل رکھا جاتا ہے، اس میں سے سر کو تیل ڈالنا اور چاندی کی کنگھی بالوں میں پھیرنا مکروہ ہے، سوائے اس کے کہ مجبوری ہو۔"

ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے ایک جگہ پانی مانگا، آپ کے لیے ایک زرد رنگ کے گلاس میں پانی لایا گیا، لوگوں نے کہا کہ عباد البصری تو پیلے گلاس میں پانی پینا مکروہ سمجھتے ہیں، آپ نے فرمایا: "یہ چاندی اور سونے کے برتنوں سے تو غنیمت ہے۔"

امام صادقؑ سے پوچھا گیا: "کیا پانی ایک سانس میں پی سکتے ہیں؟" آپ نے کہا: "تین سانس میں پینا ایک سانس میں پینے سے افضل ہے، اونٹ یا کسی جانور کی طرح ہانپتے ہوئے تیزی سے پینا مکروہ ہے۔"

پانی پینے کے وقت کی دعا

الحمد للہ منزل الماء	ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے
من السماء مصرف الامر	جو آسمان سے پانی اتارتا ہے اور
کیف شاء بسم اللہ خیر	حالات میں جیسی چاہے تبدیلی کر سکتا ہے
الاسماء	اللہ کے نام سے جو سب سے بہتر نام ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا: "ابو عبداللہؓ کے پاس کچھ

لوگ آئے اور پوچھا: "جناب آپ تو فرماتے ہیں کہ ہر چیز میں خدا کا ایک قانون ہوتا ہے، ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں (پانی کے ایک برتن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اس کا کیا قانون ہے؟" آپ نے فرمایا:۔ "اس کا قانون یہ ہے کہ تم ہونٹ کے درمیانی حصے سے پانی پیو اور پیتے وقت خدا کو یاد کرو۔ کہ اس نے کیسی اچھی چیز تمہاری پیاس بجھانے کو دی اور پانی تین سانس میں پیو اور ہر سانس پر کہو:۔

الحمد للہ الذی سقانی ماءً عذباً ولم یجعلہ ملحاً اُجاجاً بذنوبی۔	ساری تعریف اس خدا کے لیے ہے جو مجھے پینے کو میٹھا پانی دیتا ہے اور جس نے میرے گناہوں کی وجہ سے پانی کو کھاری نہیں کر دیا۔

اور ایک روایت میں یہ دعا آئی ہے:۔

الحمد للہ الذی سقانی فاروانی واعطانی فارضانی وعافانی وکفانی اللّٰھم اجعلنی ممن تسقیہ فی المعاد من حوض محمد صلے اللہ علیہ وسلم وتسعدہ بمرافقتہ برحمتک یاارحم الراحمین۔	ساری تعریف اس خدا کے لیے ہے جس نے مجھے پلایا اور میری پیاس بجھائی، مجھے عطا کیا اور مجھے راضی کیا، اور مجھے عافیت بخشی اور میرے لیے کافی ہوا، اے اللہ مجھے قیامت کے دن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر کا پانی نصیب کر اور ان کی رفاقت سے بہرہ ور کر، اپنی رحمت سے اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پانی تین سانس میں پیا کرتے تھے، اور ہر سانس پر الحمد للہ اور آخر میں بھی الحمد للہ فرماتے۔" انس رضی اللہ فرماتے ہیں:۔ "رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔" لوگوں نے پوچھا:۔ "کیا کھانے کے بارے میں بھی آپ

یہی احتیاط فرماتے تھے کہا :۔" اس بارے میں آپ سختی سے پابندی فرماتے تھے" ایک روایت میں ہے کبھی کبھی آپ نے کھڑے رہ کر بھی پانی پیا ہے" اس لیے علماء نے اس کو جائز رکھا ہے۔

امام صادق رضؓ فرماتے ہیں :۔" پانی جو تم تین سانس میں پیتے ہو اور ہر سانس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہو۔ تو سُنو، پہلی سانس زندگی بخش ہے، دوسری سانس شیطان کو دفع کرنے والی ہے، تیسری سانس تمہارے اندرونی اعضاء سے بیماریوں کو دور کرنے والی اور ان سے حفاظت کرنیوالی ہے" ابن عباسؓ کہتے ہیں :" کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دو سانس میں پانی پیتے تھے" موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پانی پینے کے آداب دریافت کیے تو آپ نے فرمایا :۔" پہلا اصول تو یہ ہے کہ اگر برتن ٹوٹا ہوا ہو تو جدھر یہ ٹوٹا ہوا حصہ ہو ادھر لب نہ لگایا جائے کیونکہ اس پر شیطان بیٹھتا ہے، اور پینے سے پہلے بسم اللہ کہیں، اور آخر میں الحمد للہ" عمر بن قیس کہتے ہیں کہ میں ابو جعفر رضؓ کے پاس مدینہ گیا، اس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک پانی کا کوزہ تھا میں نے آپ سے کہا کہ حضور مجھے پانی پینے کے آداب سے واقف کرائیے، آپ نے فرمایا :۔" اس کے آداب خاص بس یہ ہیں کہ برتن کا جو حصہ تمہارے قریب ہو ادھر منہ لگا کر پیو، اور شروع میں بسم اللہ کہو اور آخر میں الحمد للہ، اور ٹوٹے حصہ کی طرف لب نہ لگاؤ کیونکہ وہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے" اور فرمایا: آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پانی یا کسی پینے کی چیز میں مکھی گرتی تھی تو آپ اس کو اس میں پوری ڈبو دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے تو دوسرے پر میں شفا ہے۔ اس سے اس کی تعدیل ہو جاتی ہے"

فصل (۵)

خلال کے آداب

کتاب مالا یحضر الفقیہ میں لکھا ہے کہ وہب بن عبد ربہ نے کہا:
"میں نے ابو عبد اللہ رضؓ کو دیکھا کہ خلال کر رہے تھے، مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: " رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی عادت شریف تھی کہ خلال کیا کرتے تھے اور اسی وجہ سے آپ کے منہ سے خوشبو آیا کرتی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ مہمانداری کے اصول میں یہ بھی داخل ہے کہ مہمانوں کے لیے کھانے کے بعد خلال کا بھی انتظام کیا جائے۔

ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "کھانے کی جو چیز تم اپنی زبان سے نکالتے ہو اس کو نگل سکتے ہو، مگر جو خلال سے نکالتے ہو اس کو تھوک دینا چاہیئے۔"

فضل بن یونس کہتے ہیں کہ میں نے امام موسیٰ کاظم رضؓ سے خلال کا طریقہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: " اس کی نوک کو ذرا سا توڑ دینا چاہیئے تاکہ مسوڑھوں میں سے خون نہ نکلے۔"

امام صادق رضؓ فرماتے ہیں: " آنکھوں میں سرمہ لگانے سے منہ میں خوشبو پیدا ہوتی ہے اور دانتوں میں خلال کرنے سے رزق میں توسیع ہوتی ہے۔"

کتاب الفردوس میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے۔" اپنے منہ کو خلال کے ذریعہ پاک رکھا کرو کیوں کہ کراماً کاتبین فرشتوں کو منہ کی بدبو سے تکلیف پہونچتی ہے، ان کی سیاہی

تمہارے منہ کا لعاب اور ان کا قلم تمہاری زبان ہے۔" روضۃ الواعظین میں لکھا ہے، حضرت علی فرماتے ہیں کہ طرفا[1] کی تیلیوں سے خلال کرنا موجب افلاس ہے۔" کتاب طب الائمہ میں لکھا ہے کہ امام رضاؑ نے فرمایا:۔" انار کی کاڑیوں سے خلال نہ کیا کرو۔ اور نہ ریحان کی لکڑی سے۔ اس سے جذام کا اندیشہ ہے۔"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔" خدا ان لوگوں پر رحم کرتا ہے جو وضو کے وقت اور کھانے کے بعد خلال کیا کرتے ہیں۔"

امام کاظمؓ سے روایت ہے:۔" آسمان میں فرشتہ یہ پکارتا رہتا ہے اے خدا ان لوگوں کی صحت میں برکت دے جو سرکہ استعمال کرتے ہیں اور دانتوں میں خلال کرتے ہیں۔"

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خلال کا طریقہ سکھایا اور کہا کہ خلال کرنے والوں کے رزق میں برکت ہوتی ہے۔"

امام موسیٰ رضاؓ سے روایت ہے:۔" حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کھانے کے بعد جب خلال کرو تو کلی کیے بغیر پانی نہ پیو اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انار اور بانس کی لکڑی سے خلال کرنا منع فرمایا ہے۔"

حضرت امام فرماتے ہیں:۔" اس سے آکلۃ الفم کی بیماری ہونے کا بھی احتمال ہے۔" امام کاظم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتوں کے پاس منہ اور دانتوں میں کھانے کے ذرے سڑنے سے زیادہ قابل کراہیت کوئی چیز نہیں ہے۔

---

[1] جھاؤ کا درخت۔

اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے :۔
" افضل یہ ہے کہ استنجاء کے لیے تین ڈھیلے لیے جائیں اور آنکھ میں سرمہ کی سلائی تین مرتبہ پھیری جائے، اگر کوئی اس کا لحاظ نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں۔"

یہاں ہم کتاب طب الائمہ کی چند فصلیں پیش کر رہے ہیں جو زیر نظر مضمون کے مناسب حال ہیں :

فصل (٦) روٹی کے متعلق بعض باتیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: "روٹی کی عزّت کرو، کیونکہ خدا نے اس کو آسمانی اور زمینی برکتوں میں سے ایک برکت بنایا ہے۔" لوگوں نے کہا اس کی عزّت کیسے کی جائے؟" کہا: " ایک تو یہ کہ اُسے چاقو یا قینچی سے کترنا نہ چاہیئے دوسرے پاؤں کے نیچے اس کا کوئی حصہ بھی روندا نہ جائے، تیسرے یہ کہ اس کے سامنے کسی اور چیز کے آنے کا انتظار نہ کیا جائے (یعنی سالن وغیرہ کا)۔"

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " خدایا تو روٹی میں برکت دے اور ہم میں اور اس میں جدائی نہ ڈال ـــــ کیونکہ اگر یہ نہ ہوتی تو ہم نہ نماز پڑھ سکتے نہ روزہ رکھ سکتے، نہ تیرے دوسرے فرائض ادا کر سکتے۔"

امام جعفر صادق رضؓ فرماتے ہیں:۔ " جسم کی بنیاد اسی روٹی پہ ہے۔"

جَو کی روٹی

امام صادق رضؓ فرماتے ہیں: " آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غذا بس جَو کی روٹی تھی، آپ کا حلوا کھجور تھا، اور آپ کا سالن روغن زیتون۔" حضرت علی رضؓ

فرماتے ہیں :۔ "جَو کی روٹی کی فضیلت دوسری روٹیوں پر ایسی ہے جیسے ہماری فضیلت عام لوگوں پر۔ انبیاء کرام کی غذا جَو کی روٹی رہی ہے اور انھوں نے اس کے کھانے والے کے حق میں دعا بھی فرمائی ہے۔ کوئی پیٹ ایسا نہیں جس کے اندر جَو کی روٹی ہو اور اس کے امراض خارج نہ ہو گئے ہوں کیونکہ خدا کا یہ فیصلہ ہے کہ پیغمبروں کی غذا انسانوں کے لیے شفاء کا سبب ہے، اور اکثر نیک اور مقدس لوگ اسی روٹی پر اکتفا کرتے تھے۔"

امام صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔ "اگر خدائے تعالیٰ نے کسی اور چیز میں اس سے بڑھ کر شفاء کا سامان رکھا ہوتا تو انبیاء علیہم السلام کو اسی کی وحی کرتا۔"

چاول کی روٹی

حضرت علیؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ "جس کو سِل کی بیماری ہو میں اُس کے لیے چاول کی روٹی تجویز کرتا ہوں، اس سے بڑھ کر شفا بخش اس کے لیے کچھ اور نہیں۔"

نیز آپ نے فرمایا: "چاول کی روٹی ٹھنڈی اور صحت بخش غذا ہے۔"

امام رضاؓ کہتے ہیں :۔

"نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دُنیا اور آخرت میں کھانوں کا سردار گوشت اور چاول ہے۔" (صحیفۂ رضاؓ)

ابن ابی نافع وغیرہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "کوئی چیز چاول کی روٹی سے زیادہ نفع دینے والی، صبح سے شام تک پیٹ میں باقی رہنے والی نہیں ہے۔"

فصل (۷) پانی کے فوائد

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "اہل جنت کے لیے پینے کی چیزوں کا سردار پانی ہے۔"
ابو طیفور کہتے ہیں: "میں ابوالحسنؑ کے پاس گیا تو آپ فرما رہے تھے: "پانی جسم کو نہایت فائدہ پہنچانے والی چیز ہے، وہ دوا کا کام بھی کرتا ہے، کھانا ہضم کرتا ہے، صفرے کو دور کرتا ہے، اور دل کو تسکین دیتا ہے اور موٹا کرتا ہے اور گرمی کو بجھاتا ہے۔" یاسر خادم سے روایت ہے کہ امام رضاؑ نے فرمایا: کھانے پر زیادہ پانی پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

آب زمزم

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "زمزم کا پانی ہر بیماری سے شفا ہے۔"

میزاب کا پانی

صارم کہتے ہیں: "ہمارے ساتھیوں میں سے ایک شخص بیمار پڑا اور بیہوش ہوگیا، میں اسے چھوڑ کر ابو عبداللہؑ کے پاس آیا، آپ نے پوچھا: "اس فلاں کا کیا حال ہے۔" میں نے کہا: "وہ بیہوش پڑا ہے۔" آپ نے کہا:
"اے صارم اگر تمہاری جگہ میں ہوتا تو اسے میزاب کا پانی پلاتا، جاؤ اور اسے میزاب کا پانی پلاؤ۔" ہم نے بہت سارے لوگوں سے دریافت کیا کہ کسی کے پاس میزاب کا پانی ہے مگر یہ کہیں نہ ملا، اتنے میں آسمان پر ابر آگیا اور کڑکنے اور برسنے لگا، اور ساتھ ہی میزاب سے پانی گرنے لگا، میں نے مسجد کے کسی شخص سے پیسے دے کر اس پانی کا ایک پیالہ حاصل کیا، اور جوں ہی ہم نے اس شخص کے حلق میں ٹپکایا اس نے آنکھیں کھول دیں اور وہ ہوش میں آگیا۔

بارش کا پانی

امیر المومنین عمر ابن الخطابؓ فرماتے ہیں: "لوگو، بارش کا پانی پیا کرو کیونکہ وہ بدن کو پاک اور بیماریوں کو دور کرنیوالا ہے، خدائے تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ۔ (پ ۹ ع ۱۶)	اور تم پر آسمان سے پانی برساتا ہے تاکہ اس پانی سے تم کو پاک کر دے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہارے پاؤں جما دے۔

فرات کا پانی

ابوعبداللہ ایک دن اپنے دوستوں سے فرما رہے تھے: "اگر میں تمہارے پاس دریائے فرات پر آتا تو ہر روز غسل کرتا اور ہر روز ملک سوریا کے باغوں سے ایک انار لے کر کھاتا۔"

نیل کا پانی

علیؓ فرماتے ہیں: "دریائے نیل کا پانی دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔ اس کی مٹی سے تم سر نہ دھویا کرو، اس سے زنانہ[1] کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔"

ٹھنڈا پانی

حضرت علیؓ کا قول ہے: "بخار والے پر ٹھنڈا پانی ڈالا کرو، یہ حرارت کو بجھاتا ہے"

لہ زمنؔ یا زمنہ یا زنانہ۔ لنجا ہونا (وحید اللغات)

امام صادقؓ فرماتے ہیں: "ٹھنڈا پانی حرارت کو بجھاتا ہے، صفرا کو تسکین دیتا ہے، اور معدہ میں کھانے کو گلاتا ہے، اور گرمی دور کرتا ہے۔" بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے:۔

الحمی من فیح جھنم فابردوھا بالماء۔ بخار جہنم کی لپٹوں میں سے ایک ہے، پانی کے ذریعے اس کو ٹھنڈا کرو۔

ایک روایت میں ہے: "حضرت علیؓ نے اس آیت ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْم۔ (پھر تم اس روز نعمتوں کے بارے میں سوال کئے جاؤ گے) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد پکی کھجور اور ٹھنڈا پانی ہے۔

کھولتا پانی

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "بہت گرم پانی بہت فائدہ مند ہے، ضرر کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔" ارسطو کا قول ہے کہ "جب تم حمام میں داخل ہو تو تین چلو گرم پانی پیو، اس سے چہرے پر رونق آئے گی اور جسمانی آلام دور ہوں گے۔" ایک حکیم کہتے ہیں:۔

"تم کو بخار کا ایک علاج بتاتا ہوں، پانی اچھی طرح گرم کر لو، جب وہ کھولنے لگے تو اتار لو، اور سات مرتبہ ایک برتن سے دوسرے برتن میں الٹ پلٹ کرو، جب وہ اس طرح نیم گرم ہو جائے تو مریض کو پلاؤ، نہ صرف بخار دفع ہو گا بلکہ اس سے پیروں اور پنڈلیوں میں قوت آئے گی۔"

زیادہ پانی پینا منع ہے

امام صادقؓ فرماتے ہیں: "زیادہ پانی پینے سے پرہیز کرو کہ ہر بیماری کی جڑ ہے۔" اور فرمایا: "لوگ اگر پانی تھوڑا پیئے ہوتے تو ان کے اجسام اچھی حالت میں رہتے۔"

اور فرمایا: ”آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب چکنی چیز کھاتے تو بہت کم پانی پیتے۔“ لوگوں نے جب پوچھا: ”آپ نے پانی کم کیوں کر دیا یارسول اللہ؟“ آپؐ نے فرمایا: ”اس سے پیٹ میں کھانا بگڑ جاتا ہے۔“

کھڑے رہ کر پانی پینا

امام صادقؓ فرماتے ہیں: ”نہار منہ پانی پینے سے نقصان پہنچتا ہے اور رات کو نیند سے اُٹھ کر پانی پینے سے زرد آب کی شکایت ہو سکتی ہے، البتہ اگر کسی کو اس کی ضرورت پڑ جائے تو تین مرتبہ یہ پڑھتے ہوئے پی لے:۔ یا ماءَ علیک السلام من ماءِ زمزم وماء الفرات۔ اے پانی تجھ کو زمزم اور فرات کے پانی کا سلام“ تو اس کو ضرر نہ ہوگا۔

غٹ غٹ پانی پینے کی ممانعت

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مصوا الماء مصا ولا تعبوہ عبا فانہ یورث الکباد۔

پانی کو گھونٹ گھونٹ بیچ میں سانس لے کر پیو، غٹ غٹ (بن دم لیے) مت پی جاؤ کیونکہ وہ جگر کی بیماری پیدا کرتا ہے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے: ”آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک گھونٹ میں غٹ غٹ پانی پینا منع فرمایا ہے، دو یا تین گھونٹ میں پینا چاہیئے۔“

فصل (۸) گوشت اور اس کے بارے میں

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت اور چربی کا ذکر آیا تو فرمایا: ”یہ وہ غذا ہے جس کا کوئی ٹکڑا ایسا نہیں جو معدہ میں پڑتا اور اس سے شفا پیدا نہ ہوتی ہو اور مرض دور نہ

ہوتا ہو۔"

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم کوئی چیز گوشت کی پکاؤ تو شوربا زیادہ رکھو، کیونکہ وہ بھی گوشت ہے، اور اپنے ہمسایہ کو کچھ دو۔ اگر انہیں گوشت نہ ملے تو شوربا مل سکتا ہے۔" شمائل میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح سے روایت ہے: "میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور ایک بکری ذبح کی، اور آپ کا مرغوب گوشت دست پیش کیا۔ آپ نے یہ کھا کر کہا کہ اور دست ہے تو لاؤ، دوسرا دست لایا گیا، پھر آپ نے منگوایا۔ میں نے کہا: "یا رسول اللہ ایک بکری میں دو دست سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے یدِ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم خاموش رہتے تو مجھے دست دیئے جاتے جنہیں میں طلب کرتا۔" علیؓ سے روایت ہے:۔

اللحم سید الطعام فی الدنیا والآخرۃ۔	گوشت دنیا و آخرت میں بھی کھانوں کا سردار ہے۔

جعفر بن محمد کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

نحن معاشر الانبیاء قوم لحمیون۔	ہم گروہ انبیاء گوشت کھانیوالے لوگ ہیں۔

یعنے گوشت ان کو بہت پسند ہے۔ امام صادقؓ فرماتے ہیں: "جناب آپ تو گوشت کی بہت تعریف کرتے ہیں، مگر یہ بھی تو آیا ہے: ان اللہ یبغض القلب اللحم خدا گوشت خور دل سے نفرت کرتا ہے۔" آپ نے فرمایا: "اس سے مردہ انسان کا گوشت مراد ہے، یعنے غیبت کرنا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گوشت خور رکھتے اور گوشت کو پسند کرتے تھے اور جو شخص چالیس دن تک گوشت کھانا چھوڑ دے تو اس کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں۔" اور کہا گیا ہے کہ جس کے اخلاق خراب ہو جائیں تو اس کو گوشت کھانا درست کر دیتا ہے۔

دودھ کے ساتھ گوشت

حضرت امام صادق رضؓ نے فرمایا: ”اگر کسی کو کمزوری قلب کی شکایت ہو جائے تو اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ دنبہ کے گوشت کے ساتھ دودھ استعمال کیا جائے۔“ ایک شخص کا بیان ہے کہ وہ ایک دن حضرت علیؓ کے پاس گیا، اس وقت آپ کے آگے دہی کا پیالہ اور جو کی سوکھی روٹی تھی۔ اس نے کہا:

”امیر المومنین، کیا آپ ایسی روکھی سوکھی غذا کھاتے ہیں؟“ فرمایا:—

”رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غذا ایسی ہی سوکھی اور ایسے ہی موٹے ڈھاٹے کپڑے تھے، میں اندیشہ کرتا ہوں کہ اگر میں رسول اللہ کے راستے پر نہ رہوں تو پھر ان سے مل بھی نہ سکوں گا۔“ ایک روایت میں آیا ہے کہ کسی نبی نے خدائے تعالےٰ سے شکایت کی کہ ان کی قوم میں کمزوری پیدا ہو گئی ہے تو خدا نے کہا کہ ان لوگوں کو گوشت کے ساتھ دودھ استعمال کرنے کا حکم دو۔“ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ان میں قوت پیدا ہونے لگی۔

چربی کے ذکر میں

ابو الحسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”گوشت، گوشت کو پیدا کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے پیٹ میں چربی کا ایک لقمہ بھی ڈالے تو اتنی ہی بیماری اس کے اندر سے باہر نکل پڑے گی۔“ امام صادق رضؓ سے اس کی تشریح میں لوگوں نے پوچھا کہ کون سی چربی میں ایسا وصف ہے تو آپ نے فرمایا گائے کی چربی میں۔ ایک روایت میں آیا ہے ”ایک یہودی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت کا ایک دست ہدیۃً بھیجا، اس کو آپ پسند فرماتے تھے۔“

امام صادق رضؓ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص چالیس دن تک گوشت چھوڑ دے تو

اُسے چاہیئے کہ پھر سے شروع کرے۔

دنبہ کا گوشت

سعد رضی اللہ عنہ، کہتے ہیں: "میں نے حضرت علیؓ سے کہا کہ میرے گھر والے دنبہ کا گوشت نہیں کھاتے آپ نے کہا: "کیوں؟" میں نے کہا: "وہ کہتے ہیں اس سے صفرے کا ہیجان ہوتا ہے، سر کے درد اور دوسرے دردوں کی شکایتیں پیدا ہوتی ہیں۔" آپ نے فرمایا:۔

"اگر خدا دنبہ سے بہتر کوئی چیز سمجھا ہوتا تو اسماعیلؑ کے فدیہ کے لیے وہی بھیجتا۔"

گائے کا گوشت

حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں: کہ "گائے کے گوشت میں بیماری ہے مگر اس کی چربی میں شفا، اور اس کے دودھ میں دوا ہے۔" اور آپ ہی سے روایت کی گئی ہے: "گائے کے گوشت کا مرق چہرے پر سفید دھبوں کا علاج ہے۔" اور ایک روایت میں آیا ہے: "بنی اسرائیل نے ایک مرتبہ موسےٰ علیہ السلام کے پاس شکایت کی کہ ان کے جسم پر سفید دھبوں کی بیماری پیدا ہو رہی ہے۔ موسےٰ نے خدا سے عرض کیا، خدائے تعالےٰ نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ گائے کا گوشت چقندر کے ساتھ کھائیں۔" امام صادقؓ سے مروی ہے کہ بکری میں دس چیزیں کھانے کے ناقابل ہیں۔ گوبر، خون، کھوپڑی، تلی، غدود، ذکر، خصیے، رحم (بچہ دانی)، مادہ کی شرم گاہ اور گردن کی رگیں۔ اور فرمایا کہ مردار میں دس چیزیں پاک یعنے قابل استعمال ہیں۔ سینگ، کھر، ہڈی، دانت، منجمد دودھ، بال، اون، پر اور انڈے۔

مسند فردوس میں معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم اونٹ کا گوشت ضرور کھایا کرو، مومن یہ کھاتا ہے اور یہودی اس سے پرہیز کرتے ہیں۔"

سوکھے کباب

گوشت کے کباب سکھا کر جو کھائے جاتے ہیں اس پر ہمیشگی سے ممانعت آئی ہے کہ یہ مضر صحت ہیں، چنانچہ امام حسین رض فرماتے ہیں:۔

"تین چیزیں بدن کی تعمیر کو بگاڑ دیتی ہیں بلکہ ہلاکت تک پہنچاتی ہیں: ایک تو ہمیشہ سکھائے ہوئے گوشت کے کباب کھایا کرنا، دوسرے ہمیشہ حمام میں داخل ہونا، تیسرے بوڑھی عورتوں سے مقاربت، بعض لوگ اس میں چوتھی چیز بھی بڑھا دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے امتلاء پیٹ بھرا ہونے یا بدہضمی کی حالت میں جماع کرنا۔

مرغی کا گوشت

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا کے امیر بکری کا گوشت کھایا کرتے ہیں۔ چاہیے کہ فقراء مرغی کا گوشت کھایا کریں۔" (مرغی اس زمانے میں بہت سستی تھی۔ مترجم) صحیح بخاری و مسلم میں زہدم جرمی رض سے روایت ہے: "ہم ابوموسے اشعری کے پاس تھے، انہوں نے ہمارے آگے کھانا پیش کیا جس میں مرغی کا گوشت بھی تھا۔ ہم میں سے ایک اس کو نہ کھانا چاہتے تھے، ابوموسے اشعری رض نے کہا "کھایئے، آپ کیوں نہیں کھاتے، میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرغی کا گوشت بھی تناول فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا: "ہاں ٹھیک ہے مگر میں نے مرغی کو غلاظت کھاتے دیکھا ہے، اس لیے میں نے قسم کھائی ہے کہ اسکو میں کبھی نہ کھاؤں گا۔"

چکور کا گوشت

حضرت علی رض کہتے ہیں کہ بخار والے کو چکور کا گوشت کھلاؤ، اس سے پنڈلیوں میں طاقت

آتی ہے اور بخار دور ہوتا ہے۔"

سنگخوار کا گوشت

ایک صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا کھایا۔ کھانے میں سنگ خوار کا گوشت آیا، آپ نے فرمایا کہ یہ مبارک سا ہے۔ وہ ان کو پسند تھا اور ان کے لیے بھونا جاتا تھا۔

حباری کا گوشت[1]

ابوالحسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "میں حباری کا گوشت کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا، یہ بواسیر والوں کے لیے تو دوا بھی ہے، اس سے پیٹھ کا درد بھی دفع ہوتا ہے، یہ مقوی باہ بھی ہے۔" ترمذی شریف میں حضرت سفینہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام) سے روایت ہے: فرمایا کہ میں نے آنحضرتؐ کے ساتھ حباری کا گوشت بھی کھایا ہے۔

تیتر کا گوشت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کو دل کی شکایت ہو اور بے ہوشی کے دورے پڑنے لگیں تو اس کو تیتر کا گوشت کھلاؤ۔" امام حسینؓ فرماتے ہیں: "تم میں سے کوئی دل کی کمزوری میں مبتلا ہو جائے اور اس کو دورے پڑنے لگ جائیں اور اس کے سبب کا بھی پتہ نہ چلے تو ایسے مریض کو تیتر کا گوشت کھلانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس سے انشاء اللہ ضرور اس کو سکون ہوگا۔" اور ایک حدیث میں ہے: "جس کے

[1] نام طائریست برابر مرغابی ورنگ او زرد باشد، بفارسی آنرا چرز گویند (غیاث اللغات)۔

مزاج میں غصہ زیادہ ہو، اس کو تیتر کا گوشت کھلاؤ، اس سے اس کی طبیعت کا رنگ بدلے گا۔"

مچھلی

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: "جو لوگ دریائی سانپ کا گوشت کھاتے ہیں، وہ مرض دق کے لیے تیار رہیں۔" اور ایک جگہ آپ فرماتے ہیں: "تازہ مچھلی کا گوشت کھانے سے بدن دبلا ہوتا ہے۔" ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب مچھلی کا گوشت لایا جاتا تھا تو آپؐ یہ دعا پڑھ کر کھاتے تھے۔

اللھم بارک لنا فیہ وابدلنا خیراً منہ۔

اے اللہ اس میں ہمارے لیے برکت دے اور اس سے بہتر قسم کا گوشت اسکے بدلے ہمکو نصیب کر۔

ایک شخص نے ابو محمدؒ کو خط لکھا جس میں بتلایا گیا کہ اس نے خون اور پچھنے لگانے سے پرہیز کیا تو اس کا خون بڑھ گیا۔ براہ کرم اس کا کوئی شافی علاج بتلایا جائے۔ آپ نے جواب میں لکھا: "پچھنے لگاؤ، پچھنے لگانے سے اندیشہ کی ضرورت نہیں، البتہ خون بہنے کے بعد تازہ مچھلی کا گوشت کھاؤ، فائدہ ہوگا۔" پھر انہوں نے دریافت کیا کہ آیا نمکین مچھلی استعمال کی جاسکتی ہے یا مچھلی کے ساتھ نمک بھی کھا سکتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: "کھا سکتے ہیں۔" وہ لکھتے ہیں: "میں نے اس پر عمل کیا اور مجھے حیرت انگیز طور پر فائدہ ہوا، پھر میں نے مچھلی کو ہی اپنی غذا بنایا۔

سقنقور مچھلی

ایک شخص نے ابو محمد کو خط لکھا کہ یہاں کے لوگ ایک دوا میں سقنقور مچھلی دیتے ہیں اس مچھلی کو چھنگل اور دُم بھی ہوتی ہے آیا یہ حلال ہے؟ آپ نے جواباً لکھا کہ اگر اس پر چھلکے

ہوتے ہوں تو وہ حلال ہے۔

ٹڈے

ابو جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ٹڈا حلال ہے چاہے وہ مردار کیوں نہ ہو، ایسا ہی پانی کا سانپ اور مچھلی جو کہ پانی میں مرجائے۔"

ٹڈوں کو دفع کرنے کا منتر

ابوالحسن رض سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا: "متفرق ہوجاؤ اور تکبیر کہو۔" لوگوں نے ایسا ہی کیا اور ٹڈے اُڑ گئے۔

انڈے

ایک شخص نے حضرت امام رضا رض کے پاس آکر شکایت کی کہ اس کے معدہ میں جلن ہوتی ہے اور کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہے آپ نے اُس کو رائے دی کہ وہ انڈے کی زردی کھایا کرے، وہ کہتا ہے: "میں نے ایسا ہی کیا اور اس سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔"

ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "جس شخص کے اولاد نہ ہوتی ہو وہ انڈے کھایا کرے اور زیادہ کھائے، وہ بچے والا ہوگا۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دن کہا: "ایک نبی نے (انبیاء سابقین میں سے) خدا سے شکایت کی کہ ان کی امت میں بانجھ پن کی شکایت زیادہ عام ہوگئی ہے جس سے اس کی نسل گھٹتی جارہی ہے۔ خدا نے کہا کہ ان لوگوں سے کہو کہ روٹی کے ساتھ انڈے کھایا کریں، یہ شکایت رفع ہوجائے گی۔

ہریسہ

امام باقرؑ فرماتے ہیں: "ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا سے عرض کیا کہ آپ کی پیٹھ میں درد ہوا کرتا ہے تو خدا نے کہا کہ گیہوں گوشت میں گلا کر کھایا کرو (یعنی ہریس)،" اور ایک حدیث میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: "اے محمدؐ تم ہریس کھایا کرو، اس سے تمہاری پیٹھ میں قوت آئے گی اور تم اپنے رب کی زیادہ عبادت کر سکو گے۔"

مثلثہ

ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک چیز ہے جو انسان کی موت کو بھی پیچھے ڈھکیل سکتی ہے اور وہ ہے مثلثہ" لوگوں نے پوچھا: "مثلثہ کیا ہے یا رسول اللہ؟" آپ نے فرمایا: "دودھ اور آٹے کا حریرہ۔"

امام صادقؑ نے بعض دوستوں سے پوچھا: "تم جاڑے کے موسم میں کونسی چیز اپنے بچوں کو کھلاتے ہو؟" انہوں نے کہا: "گوشت کھلاتے ہیں" کہا: "اگر گوشت نہ ملے تو؟" کہا: "تو پھر چربی۔" آپ نے فرمایا: "کوکب کیوں نہیں کھلاتے جو سستی بھی ہے اور مفید بھی۔" لوگوں نے کہا: "کوکب کیا چیز ہے؟" آپ نے کہا: "ایک حصہ چاول، ایک حصہ چنے ایک حصہ باقلان (لوبیا)، ان تینوں کو ایک جگہ ملا کر پکا لیا جائے اسے مثلثہ بھی کہتے ہیں، یہ جسم کو بہت قوت دینے والی غذا ہے۔"

کھچا

ایک راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک دن امام رضاؑ کے ساتھ کھانا کھایا،

دسترخوان پر بھیجا تھا، کھانے کے بعد آپ نے ستو منگوایا اور خود بھی کھایا اور دوسروں کے آگے بھی پیش کیا اور کہا بھیجے کو ستو اچھی طرح ہضم کر دیتا ہے۔

کباب

امام رضاؑ کے پاس ایک شخص آیا اس کے چہرہ پر زردی تھی۔ آپ نے پوچھا: "کیوں ایسے زرد پڑ گئے ہو؟" اس نے کہا: "مجھے تکلیف ہے۔" آپ نے کہا: "تم گوشت زیادہ کھایا کرو۔" چنانچہ وہ شخص گیا اور چند روز کے بعد آکر کہا: "میں نے کافی مقدار میں گوشت کا استعمال کیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔" آپ نے کہا: "کیسے استعمال کرتے ہو؟" اس نے کہا: "یوں ہی پکا کر" کہا: "نہیں اسے صرف کباب کے طریقہ پر بھون کر کھایا کرو۔" چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور پھر چند ہی روز بعد آیا تو اس کے چہرے پر سرخی جھلک رہی تھی۔

کس قسم کے پرند اور ان کے انڈے حلال ہیں

ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر سے پوچھا: "کس قسم کے پرندوں کا گوشت کھانا چاہیے۔" آپ نے کہا: کل مادف ولا تاکل ماصف۔ وہ پرندہ کھا جو اڑنے میں اپنا پنکھ ہلاتا ہے (جیسے کبوتر، فاختہ وغیرہ) اور وہ پرندہ مت کھا جو اڑنے میں صرف پنکھ پھیلاتا ہے اور اس کو ہلاتا نہیں (جیسے چیل، گدھ، باز وغیرہ)۔ میں نے کہا: "انڈے کس قسم کے کھانا چاہیے؟" آپ نے کہا: "جس کے دونوں کنارے مساوی ہوں نہ کھانا چاہیے، اور جس کے کنارے ایک دوسرے سے مختلف ہوں کھا سکتے ہیں۔" میں نے کہا: "پانی کے پرند کے متعلق کیا فرمائیں گے؟" فرمایا: "جس کو پوٹا ہو وہ کھا سکتے ہیں اور جس کا پوٹا نہ ہو وہ نہیں کھا سکتے۔" دوسرے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے: "اگر پرندے کا پنکھ ہلانا اس

کے پھیلانے سے زیادہ ہو تو وہ کھایا جائے گا (یعنے حلال ہے)، اور اگر اس کا پنکھ پھیلانا اس کے پنکھ ہلانے سے زیادہ ہو تو وہ کھایا نہ جائے گا (یعنے حرام ہے) اور پانی کے شکار سے وہ چیز کھائی جائے گی جس کو پوٹا اور رغانہ ہو اور جس کو نہ ہو وہ نہ کھائی جائے گی۔"

ثرید

ترمذی میں ابو موسےٰ اشعری اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فضل عائشۃ علی النساء کفضل	عائشہؓ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے
الثرید علی سایر الطعام۔	جیسے ثرید کی فضیلت سارے کھانوں پر۔

ابوداؤد میں ہے: مرغوب ترین کھانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ثرید تھا، جو روٹی سے بنایا جاتا تھا۔ یا حیس[1] سے۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "ثرید سے زیادہ لطیف غذا اور کوئی نہیں۔" دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "ثرید کے برتن میں سے اس کی چوٹی پہلے نہ توڑو کیونکہ اس میں برکت ہے، بلکہ اطراف سے شروع کرو۔"

فصل (۹) میٹھے اور حلوے کا بیان

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تمہارے آگے حلوہ پیش کیا جائے تو کچھ نہ کچھ اس میں ضرور کھالو، رد نہ کرو۔"

شہد

ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شہد بہت

[1] حیس خرما، گھی اور پنیر سے تیار کیا ہوا کھانا۔

رغبت سے تناول فرماتے تھے، اور ارشاد فرماتے تھے۔

علیکم بالشفائین، العسل والقرآن۔	تمہارے لیے شفا کی دو چیزیں لازم ہیں، ایک شہد دوسرے قرآن۔

اور ایک حدیث میں آیا ہے:۔

لعق العسل شفاء من کل داء	شہد کو چاٹنا ہر بیماری کا علاج ہو سکتا ہے

خدائے تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

یخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس۔ (پ ۱۴ ع ۱۵)	اس کے یعنی شہد کی مکھی کے پیٹ میں سے ایک پینے کی چیز نکلتی ہے جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں کہ اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔

ابوالحسن حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں:۔

"جس شخص کی پیٹھ کا پانی کمزور پڑ جائے تو اس کی بہتر دوا تازہ دودھ کے ساتھ شہد ہے۔" ایک روایت میں ہے کہ امام حسین رضؓ نے فرمایا: "کوئی دوا شہد کے چاٹنے سے بہتر نہیں ہے یہ ہر روگ کے لیے مفید ہے۔" مسند فردوس دیلمی میں انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص ہر ماہ ایک مرتبہ شہد یہ عقیدہ رکھ کر کھایا کرے کہ قرآن میں اس کے شفا ہونے کا ذکر آیا ہے تو وہ ستہتر بیماریوں سے بچا رہے گا" اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "جو شخص اپنا حافظہ تیز کرنا چاہے اس کو شہد استعمال کرنا چاہیئے۔" اور ایک روایت کی رو سے: "شہد وہ بہتر مشروب ہے، جو دل کو قوت پہونچاتا ہے اور سینہ کی سردی کو دور کرتا ہے۔" علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: "تین چیزیں حافظہ میں اضافہ کرتی ہیں اور بلغم کو دور کرتی ہیں: قرآن کی تلاوت، شہد اور لوبان کا استعمال۔" آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو چیزوں میں ضرور شفا ہے: ایک تو

پچھنے لگانے کے لیے ایک بار کو نچنا، دوسرے شہد پینا۔" ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابو جعفر رضؓ نے کسی شخص کو ایک نسخہ بتلایا تھا، جس میں عام امراض سے شفا پانی کا سامان ہے وہ یہ ہے کہ شہد میں تھوڑی سی زعفران، پیسکر ملاؤ، پھر اس میں تھوڑا سا بارش کا پانی یا معمولی پانی اور کچھ روغن زیتون ملا کر پیو۔ حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں: "شہد ہر بیماری سے صحت دلا سکتا ہے، اس میں روگ کوئی نہیں ہے، بلغم کو کم کرتا ہے اور دل کو جلا دیتا ہے۔" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "خدا نے شہد میں برکت رکھی ہے اس میں دردوں سے شفا ہے اور اس پر ستر نبیوں نے برکت بھیجی ہے۔" مسند فردوس میں مذکور ہے کہ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانچ چیزیں نسیان کی بیماری دور کرتی، حافظہ میں اضافہ کرتی اور بلغم کو دور کرتی ہیں: مسواک، روزہ، قرآن کی تلاوت، شہد اور لوبان۔"

شکر

ایک فاضل کہتے ہیں: "میرے پاس شکر سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں، اور اس کو میں بہت سی بیماریوں کا علاج سمجھتا ہوں۔" لوگوں نے پوچھا: "آپ کون سی شکر کے بارے میں فرما رہے ہیں۔" کہا: "سلیمانی شکر" ایک شخص نے ان کے پاس ایک خاص قسم کے درد کی شکایت کی تو انہوں نے اس کا علاج یہ بتلایا کہ تھوڑی سی شکر سونے سے پہلے کھالو، چنانچہ اس شخص نے ویسا ہی کیا اس سے اس کو بڑا فائدہ ہوا، اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ سوتے وقت تھوڑی سی شکر کھایا کرنا تقریباً ہر مرض کا علاج ہے، سوائے موت کے۔ اور ان کا یہ بھی قول تھا کہ اگر کسی شخص کے پاس ہزار درہم ہوں اور ان سے صرف شکر خریدے تو بھی وہ مسرف نہیں کہلا سکتا۔ اور ان ہی حضرت نے ایک نسخہ بخار کا بھی بتلایا ہے: "دس درم شکر لو اور تھوڑے ٹھنڈے پانی میں ملا کر اس کو گھولو، پھر اس میں تھوڑا سا سرکہ

اور ایک لیموں کا رس ملا دو اور نہار پی لو۔" اور فرماتے ہیں:۔ "تین چیزیں ضرر نہیں کرتیں: عنب رازقی (خاص قسم کا انگور) نیشکر اور سیب۔" اور فرماتے ہیں: "نیشکر سدوں کو کھولتا ہے، اس میں نہ کچھ روگ ہے نہ برائی۔"

کھجور

ایک عارف کا قول ہے: "کھجور کھایا کرو، کیونکہ اس میں ہر دبیماریوں سے چھٹکارا ہے، یہ خالص خون پیدا کرتا ہے، البتہ صفراوی مزاج والا زیادہ نہ کھائے۔"

محمد بن اسحاق کا قول ہے:۔ "اگر کوئی شخص محض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے خیال سے کھجور کھایا کرے تو کتنا ہی کھائے انشاء اللہ ضرر نہ ہوگا۔"

ابو عبد اللہ فرماتے ہیں:۔ "عجوہ (نرم قسم کے کھجور) وہ کھجور ہے جس کو حضرت آدم کے ساتھ جنت سے نازل کیا گیا ہے۔" اور ان ہی سے روایت کی گئی ہے: "عجوہ جنت کا میوہ ہے اس میں جادو سے بھی شفاء ہے۔" آپ فرماتے ہیں: "جو شخص ایسے سات کھجور نہار منہ ایک دن میں کھایا کرے گا۔ سارا دن اس پر جادو، شیطان اور زہر کا اثر نہ ہوگا۔" اور فرماتے ہیں: "جو شخص ایسے سات کھجور کھایا کرے تو اس کے پیٹ کے اندر کے کیڑے مر جاتے ہیں۔" اور ایک حدیث ہے:۔

"جس گھر میں کھجور نہیں گویا اس گھر کے لوگ بھوکے ہیں۔" ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"کھجور کھایا کرو، خصوصاً نہار منہ، اس سے کرم امعا کا علاج ہو جاتا ہے۔" ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام جنت کے خاص کھجور آنحضرتؐ کے پاس لے آئے، جس کے تخم لگائے گئے، اس کو صرفانی کھجور کہتے ہیں (مدینہ منورہ میں اس کے درخت ہوتے ہیں) ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:۔ "عورت جو

حاملہ ہو، زچگی سے ایک مہینہ پہلے سے اس کی غذا میں کھجور زیادہ کر دو اس کی زچگی سہل ہوگی اور جو بچہ پیدا ہوگا حلیم اور پرہیز گار ہوگا۔" ایک حدیث میں آیا ہے: "تم برنی کھجور ضرور کھایا کرو کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریاں دور ہوتی ہیں اور تقریباً پچہتّر بیماریاں تو براہ راست اسی سے جاتی ہیں جن میں سے ایک فالج بھی ہے۔" اس بیماری میں کھجور نہار کھانا چاہیئے اور یہ خاصیت برنی کھجور میں ہے۔ ابو عبداللہؓ فرماتے ہیں:۔

"عورتوں کو حالت نفاس میں برنی کھجور کھلاؤ تو ان کو خوب صورت بچے پیدا ہوں گے۔" ایک حدیث میں برنی کے نو اوصاف بیان کیے گئے ہیں: یہ کھجور پیٹھ کی مکھن ہڈی کو مضبوط کرتا، یہ شیطان کو کمزور کرتا اور کھانے کا لطف بڑھا دیتا ہے۔ اس سے منہ میں خوشبو پیدا ہوتی ہے کان اور آنکھ کی قوت بڑھتی ہے، یہ اللہ تعالٰے سے نزدیک شیطان سے دور کرتا ہے، قوت مباشرت بڑھاتا اور بہت سی بیماریوں کو دور کرتا ہے اور آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

"جب تمہارے سامنے کھجور کا حلوہ پیش کیا جائے تو اس کو کھا لو، رد نہ کرو۔"

اور آپ کا محبوب ترین مشروب کھجور کا میٹھا ٹھنڈا پانی تھا۔ اور آپ فرماتے ہیں:۔

"میں کھجور کھانے والوں کو بھی دوست رکھتا ہوں۔" صحیح بخاری میں حضرت ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ سے روایت ہے:۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب روزہ رکھتے تو عادتاً کھجور سے افطار فرماتے۔"

فالودہ

ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے کسی نے آکر کہا کہ ایک شخص فالودہ کو حقیر سمجھتا ہے۔ آپ نے کہا: "سبحان اللہ دہ غذا جو گیہوں کے مغز کو شہد کی مکھی کے لعاب (یعنے شہد) میں ملا کر خالص گھی سے بنائی گئی ہے، کسی

بھی مسلمان کے لیے کتنی لطیف اور عمدہ غذا ہے۔

فصل (۱۰) پھلوں کے بیان میں

روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب موسم پر نیا نکلا ہوا پھل لایا جاتا تو آپ اس کو بوسہ دیتے اور آنکھوں پر رکھتے اور یہ پڑھتے:-

اللّٰھُمَّ کما اریتنا اولھا فی عافیۃ فاذنا آخرھا فی عافیۃ۔	اے خدا جیسا کہ تو نے اس کو ہمارے لیے بحالت عافیت شروع فرمایا ہے اسی طرح بحالت عافیت ختم فرما۔

شمائل ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے: "لوگ جب موسم کا نیا نیا پھل دیکھتے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفۃً لے آتے، آپؐ اس کو قبول کرتے اور یہ دعا پڑھتے:-

اللھم بارک لنا فی ثمارنا و بارک لنا فی مدینتنا و بارک لنا فی صاعنا وفی مدنا اللّٰھم ان ابراھیم عبدک وخلیلک ونبیک وانی عبدک ونبیک وانہ دعاک لمکۃ وانی ادعوک لمدینۃ بمثل مادعاک بہ لمکۃ ومثلہ معہ۔	اے اللہ برکت دے ہمارے پھلوں میں اور برکت دے ہمارے لیے ہمارے شہر میں اور برکت دے ہمارے صاع ومد (پیمانوں) میں، اے اللہ ابراہیم تیرے بندے تیرے دوست اور تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور نبی ہوں۔ ابراہیم نے مکہ کے لیے دعا کی تھی (یعنی وارزقھم من الثمرات کی دعا جو سورۂ ابراہیم میں ہے مترجم) اسی طرح میں مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ تمام اس کے پھلوں

میں برکت دے اسی طرح جس طرح کہ

کہ ان کی برکت سے مکہ کے پھلوں میں

برکت دی۔

اس کے بعد قریب میں جو کمسن بچہ ہوتا اُسے بلاتے اور اس میں سے اس کو کچھ دیتے خواہ وہ آپ کے خاندان کا ہو نہ ہو، کیونکہ بچے پھل زیادہ شوق اور رغبت سے کھاتے ہیں۔ یہ تھے آپ کے اخلاقِ کریمانہ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:۔

"خدائے تعالےٰ نے جس وقت آدم کو جنت سے باہر نکالا تو ان کے ساتھ کچھ پھلوں کا توشہ کر دیا اور ان کو ہر چیز کی صنعت اور ہنر سے بھی آگاہی دی، تو یہ پھل تمہارے جنت کے پھلوں کی نسل سے ہیں البتہ اب یہ تغیر پذیر ہو گئے ہیں اور جنت میں کوئی پھل تغیر پذیر نہیں ہوتا۔"

انار کا بیان

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی انار ایسا نہیں ہوتا جس کے اندر ایک دانہ جنت کے انار دانوں میں سے نہ ہوتا ہو اس لیے جہاں تک ہو سکے اس کے پورے دانے کھانے کی کوشش کرو، یہ دانہ جب پیٹ میں جاتا ہے تو چالیس دن تک اس کی روشنی خون میں رہتی ہے۔"

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ ہر جمعہ کی رات کو انار ضرور تناول فرماتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

"انار کو اس کی جھلی سمیت کھایا کرو کیونکہ یہ معدہ کی دباغت کرتا ہے، اور جنت کا دانہ اس میں لپٹا ہوا ہوتا ہے۔، اور جب یہ دانہ کسی مسلمان کے معدہ میں جاتا ہے تو اس کو منور کر دیتا ہے، اور وہ چالیس روز تک شیطان کے اثر اور وسوسہ سے محفوظ رہتا ہے"

جب آپ انار کھاتے تو ایک تولیہ بچھا دیتے۔ لوگوں نے جب اس کا سبب دریافت کیا تو فرمانے لگے: اس میں جنت کے دانوں میں سے ایک دانہ ہوتا ہے۔" لوگوں نے کہا: "امیرالمومنین یہ تو یہود و نصارے وغیرہ سبھی کھاتے ہیں۔" فرمایا: "جب وہ کھانے لگتے ہیں تو خدا کے حکم سے ایک فرشتہ آتا ہے اور وہ دانہ چھین لیتا ہے تاکہ تلف کر دیتا ہے تاکہ وہ اس کو کھا نہ سکیں۔"

امام صادق فرماتے ہیں:۔ دنیا میں پانچ میوے ایسے ہیں جن کا تعلق جنّت سے ہے انار املیسی، سیب سفسانی یا شامی، انگور، بہی اور مشان کھجور۔ "اور فرمایا:۔ جو مومن انار کھاتا ہے اور اس کے پورے دانے کھاتا ہے تو خدا ستّو دن تک شیطان کو اس سے دور رکھتا ہے اور اگر وہ تین انار کھاتا ہے تو اس طرح ایک سال تک محفوظ رہتا ہے، پھر وہ گناہ نہیں کرتا، اور جو گناہ نہیں کرتا وہ جنت میں جاتا ہے۔"

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "انار پھلوں کا سردار ہے اور جو شخص ایک انار کھاتا ہے۔ وہ شیطان کو چالیس دن تک آزردہ کر دیتا ہے۔" اور ایک حدیث ہے کہ اس کے نہار منہ کھانے سے چالیس دن تک دل منور رہتا ہے، اور اتنی ہی مدت شیطان کے وسوسے اس سے دور رہتے ہیں اور وہ گناہ نہیں کرتا اور جو گناہ نہیں کرتا وہ جنّت میں جاتا ہے۔ حضرت بی بی صفیہ کی کنیز مرجانہ سے روایت ہے:۔

"میں نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، جب انار کھاتے تو جو دانے گرتے اس کو چنتے اور کھا لیتے۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

"میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص پورا ایک انار کھائے گا یعنی ایک دانہ بھی اس کا ضایع نہ جانے دے گا تو چالیس دن تک اس کے دل میں روشنی رہے گی۔" اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا:۔ "خدائے تعالےٰ نے آدمؑ کو اور کھجور، انگور اور انار کو ایک ہی مٹّی سے پیدا کیا ہے۔" ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"تم بچوں کو انار کھلایا کرو اس سے ان کی زبان بات کرنے کے لیے جلدی کھلتی ہے"

بہی کا بیان

کسی حکیم کا قول ہے:۔ "بہی کھایا کرو کہ وہ دل کو قوی کرتی ہے اور طبیعت میں دلیری پیدا کرتی ہے، نامرد بھی اسے کھا کر بہادر بن جاتا ہے۔" اور ایک روایت میں ہے:۔

"بہی کھایا کرو، اس کے تین فوائد ہیں: قلب کو تسکین دیتی ہے، بخیل کو سخی بناتی ہے اور بزدل کو بہادر" آنحضرت رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"بہی کھایا کرو، اس کا تحفہ بھی دیا کرو۔ اس سے آنکھوں کو جلا ملتی ہے، اور دل میں محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔" اور ایک روایت میں ہے کہ بچوں کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں:۔

"بہی دل کی قوت اور اس کی زندگی ہے۔ یہ بزدل کو بہادر بنا دیتی ہے۔" امام صادقؒ فرماتے ہیں:۔

"جو شخص بہی کھاتا ہے خدائے تعالےٰ چالیس دن تک اس کی زبان پر حکمت جاری فرماتا ہے۔" اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں:۔

"بہی کی بو انبیاء کی بو ہے۔" امام رضا سے روایت ہے:۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ بہی کا پھل لایا گیا تو آپؐ نے اُسے جلدی سے لیا جو اس بات کی علامت تھی کہ آپ اس کو بہت پسند فرماتے تھے آپ نے اس کو کاٹ کر دوستوں میں بھی تقسیم کیا اور خود بھی تناول فرمایا، اس کے بعد فرمایا:۔ "بہی ضرور کھایا کرو کیونکہ یہ دل کو جلا دیتی ہے اور سینہ کی تنگی کو دور کرتی ہے۔" امام رضاؓ فرماتے ہیں:۔

"خدا نے کوئی نبی ایسا نہیں مبعوث فرمایا جس کے ہاتھوں میں بہی نہ دی گئی ہو۔"

اور آپ فرماتے ہیں :۔ "بہی سے حیات کا پانی قوت پاتا ہے اور اس سے چہرہ پر رونق آتی ہے، اس کو نہار کھایا کرو۔" اور فرماتے ہیں: "اس کی بو انبیاء کی بو ہے۔" اور آپ ہی کا قول ہے: "بہی کی بو انبیاء کی بو ہے اور گل آس کی بو جنت کی حوروں کی بو ہے، اور گلاب کی بو فرشتوں کی بو ہے۔" اور کوئی نبی خدا نے ایسا نہیں بھیجا جس کے پاس بہی کی بو نہ ہو۔" امام باقر رضؓ فرماتے ہیں :۔

"بہی غم کو دل سے دور کرتی ہے۔" کہتے ہیں کہ امام صادق رضؓ نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھ کر فرمایا :۔

"ضرور اس کے والد نے جماع کی رات بہی کھائی ہوگی۔" نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہی کھایا کرو کہ وہ دل کو جلا دیتی ہے اور کوئی نبی خدا نے ایسا نہیں بھیجا جس کو اس نے جنت کی بہی نہ کھلائی ہو، اس لیے اس میں چالیس مردوں کی قوت ہوتی ہے۔" اور فرمایا :۔ "بہی کھایا کرو وہ ذہانت میں زیادتی کرتی ہے اور سینہ سے رنج و غم کو دور کرتی ہے اور خوبصورت اولاد پیدا کرتی ہے۔"

اور امام صادق رضؓ نے فرمایا :۔

"جو شخص تین روز تک نہار منہ بہی کھایا کرے تو اس کا ذہن صاف ہوگا اور اس کا دل حکمت سے بھر جائے گا اور وہ ابلیس کے دھوکوں سے بچ جائے گا۔"

سیب کا بیان

سلیمان بن دستویہ کہتے ہیں: "میں ایک روز حضرت ابو عبداللہ کے پاس گیا، اس وقت ان کے سامنے ہرا سیب تھا، میں نے کہا: "میں آپ پر سے فدا ہوں، یہ کیا ہے؟" کہا: "اے سلیمان گذشتہ شب مجھے سخت بخار آ گیا، یہ سیب میرے پاس بھیجا گیا ہے تاکہ اس سے حرارت جوف کو بجھاؤں، بیشک اس سے بخار دور ہوتا ہے۔"

اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ سیب سے نسیان پیدا ہوتا ہے کیونکہ اس سے معدہ میں چھلکاؤ پیدا ہوتا ہے، موسےٰ بن جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں :۔

"ہم اہل بیت بخار کا علاج صرف ٹھنڈے پانی اور سیب کھانے سے کرتے ہیں۔" نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"سیب کھاؤ نہار منہ کہ وہ معدہ کی صفائی کرتا ہے۔" امام رضاؓ فرماتے ہیں :۔

"سیب، زہر، جادو اور دوسرے جانوں کے اثرات کو باطل کرتا ہے اور اسی طرح کئی امراض اور بلغم کی زیادتی کا علاج ہے۔" زیاد عبدی قندی کہتے ہیں :۔ "میں مدینہ گیا تھا اور میرے ساتھ میرا بھائی سیف بھی تھا۔ سب لوگوں کی نکسیر پھوٹی جو دو روز تک مسلسل جاری رہی جس سے بہت سے لوگ مر گئے۔ میرے بھائی کو بھی یہی شکایت ہوگئی، میں فوراً امام ابو عبداللہؓ کے پاس گیا اور کیفیت بیان کی آپ نے فرمایا :۔" اس کو سیب کھلاؤ چنانچہ میں نے کھلایا اور وہ اسی وقت اچھا ہوگیا۔"

انجیر کا بیان

ابوذرؓ فرماتے ہیں :۔ "نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک طبق تحفہ میں آیا جس میں انجیر تھے۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا :۔ "کھاؤ، اگر میں کہتا کہ کوئی میوہ جنت سے نازل ہوا ہے تو کہتا کہ وہ یہی میوہ ہے۔ اس سے بواسیر کا دفعیہ ہوتا ہے اور نقرس کی شکایت دور ہوتی ہے۔" اور ایک حکیم کہتے ہیں :۔

"انجیر منہ کی بو دفع کرتا ہے، ہڈیوں کو سخت کرتا ہے، اور اکثر امراض کو دور کرتا ہے کہ دوا کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔" اور ایک حدیث میں آیا ہے :۔

"جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا دل نرم ہو وہ ہمیشہ انجیر کھایا کرے۔" کعبؓ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔
"تر اور خشک دونوں قسم کے انجیر کھایا کرو، یہ جماع کی قوت بڑھاتا ہے، بواسیر کو قطع کرتا ہے اور نقرس اور مرگی کی بیماریوں میں نفع بخش ہے۔"

انگور کا بیان

امام صادقؓ فرماتے ہیں: "نوح علیہ السلام نے خدائے تعالےٰ سے غم کی شکایت کی تو خدائے تعالےٰ نے وحی فرمائی کہ سیاہ انگور کھایا کرو کیونکہ وہ غم کو دور کرتا ہے۔" آپ فرماتے ہیں :۔
"ایک نبی نے بھی اسی طرح غم کی شکایت کی تو خدا نے وحی کی کہ انگور کھایا کرو۔" مسند فردوس میں لکھا ہے کہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔
تمہارے لیے بہترین کھانا روٹی اور بہترین میوہ انگور ہے۔" نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔
"کھجور، انار اور انگور، آدمؑ کی بچی ہوئی مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔" علی رضاؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔
"انگور دانہ دانہ کھایا کرو کہ وہ مبارک اور خوش گوار ہیں۔" اور آپ نے فرمایا :۔
"میری امت کی بہار انگور اور خربوزہ ہیں۔" علی رضاؓ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ روٹی کے ساتھ انگور کھایا کرتے تھے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں :۔ "انگور سالن بھی ہے اور میوہ بھی، اور کھانا بھی ہے اور حلوا بھی۔"

حضرت علی بن حسینؓ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ انگور بڑی خوشی سے کھاتے تھے ان کی لونڈی نے ان کے آگے انگور کا ایک خوشہ پیش کیا، اتنے میں ایک بھکاری پہنچا اس نے کہا کہ میں بھوکا ہوں، آپ نے حکم دیا کہ وہ خوشہ اس کو دے دیا جائے۔ غلام

نے یہ واقعہ لونڈی سے جا کر کہا تو لونڈی نے اس بھکاری کو بلایا اور اس کو قیمت دے کر وہ خوشہ لے لیا، اور پھر آپ کے آگے پیش کیا، اتنے میں دوسرا بھکاری آیا اور اس نے بھی بھوکا ہونے کی صدا دی، آپ نے حکم دیا کہ یہ خوشہ اس کو دے دیا جائے، غلام نے پھر یہ واقعہ لونڈی سے جا کر کہا، لونڈی نے اس بھکاری سے بھی یہ انگور خرید لیے اور حضرت کے آگے پیش کیے، پھر ایک بھکاری آیا، اس طرح تین مرتبہ ایسا ہی ہوا اور چوتھے مرتبہ آپ نے انگور کھائے!"

امرود

علیؑ فرماتے ہیں:۔ "امرود قلب کو روشن کرتا ہے اور پیٹ کے درد کو تسکین دیتا ہے۔" امام صادقؑ کہتے ہیں:۔

"امرود معدہ کی دباغت کرتا اور قوت دیتا ہے، اس کے اور بھی کئی فوائد ہیں۔"

آلو بخارا

ایک شخص امام رضاؑ کے پاس آیا، آپ کے آگے سیاہ آلو بخارے کی ایک رکابی تھی آپ کہتے تھے:۔

"میرے اندر گرمی کا ہیجان ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ آلو بخارا گرمی کو دباتا اور صفرے کو تسکین دیتا ہے، اور سوکھا آلو بخارا بھی خون کے غلیان کو کم کرتا ہے اور کان کی آوازوں کی بیماری کا بہترین علاج ہے" (یہ آوازوں کی بیماری وہ ہے جس کو "دوی وطنین" کہتے ہیں)

کشمش

نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص روزانہ نہار ۲۱ دانے کشمش یا منقی کے کھائے

تو اسے کوئی بیماری نہیں آئے گی، سوائے مرض الموت کے۔" علیؓ سے روایت کی گئی ہے:

"جو شخص روزانہ ۲۱ دانے سرخ منقے کے کھایا کرے اُسے کوئی بیماری نہیں آئے گی۔" آپ فرماتے ہیں:۔

"کشمش و منقے دل کو قوی کرتے ہیں اور امراض کو دور کرتے ہیں، حرارت کو بجھاتے ہیں اور سانس کو خوشبودار کرتے ہیں۔" اور ایک روایت میں یہ ہے کہ غم کو دفع کرتے ہیں

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"تم لوگ کشمش کھایا کرو، وہ صفرے میں تسکین دیتی، بلغم کو دور کرتی، جسم کو صحیح و سالم کرتی، پٹھے مضبوط کرتی اور بیماری کو دفع کرتی ہے۔"

عناب

علی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں: "عناب بخار کو دور کرتا ہے۔" ایک راوی کا بیان ہے:

"میری آنکھیں سفید ہو گئی تھیں اور مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا، میں نے حضرت علیؑ کو خواب میں دیکھا اور کہا: "سیدی، دیکھئے تو میری آنکھ کی یہ حالت ہو گئی ہے۔" آپ نے دیکھا اور فرمایا:۔

"عناب لے اور اس کو کچل اور اس کا سرمہ لگا۔" میں نے جاگنے کے بعد یہی کیا اور بہت جلد شفا پائی۔"

فصل ۱۱۱، ترکاریاں

حدیث میں آیا ہے: "تم اپنے دسترخوانوں کو ترکاریوں سے ہرا بھرا کرو کیونکہ بسم اللہ کے ساتھ ان کا استعمال شیطان کو بھگانے والا ہوتا ہے۔" دوسری روایت میں آیا ہے:

"زینوا موائدکم" ان سے دسترخوان کو زینت دو۔" ابو عبداللہؑ فرماتے

ہیں: "ہر چیز کا ایک زیور ہوتا ہے اور دسترخوان کا زیور سبزی ہے۔" ایک شخص علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ نے دسترخوان منگوایا، اس پر کوئی ترکاری نہیں تھی، تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا پھر کہا: اے لڑکے (نوکر سے خطاب کر کے) کیا تجھے نہیں معلوم کہ بغیر سبزی ترکاری کے میں نہیں کھاتا۔" چنانچہ وہ گیا اور ترکاری لے آیا، پھر انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور اس شخص کو بھی کھانے میں اپنے ساتھ شریک کر لیا۔

کدو

امام صادق رضی فرماتے ہیں: "کدو دماغی قوت میں اضافہ کرتا ہے۔" اور حسین بن علی رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کدو کھایا کرو، کیونکہ اگر خدا کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ہلکی (زود ہضم) کوئی اور چیز ہوتی تو یونس علیہ السلام کے لیے وہی اُگاتا۔ جب کوئی شخص شوربا تیار کرے تو اس میں کدو زیادہ کرے اس سے دماغی قوت میں زیادتی ہوتی ہے اور عقل بڑھتی ہے۔" امام صادق رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص کدو مسور کی دال کے ساتھ کھاتا ہے اس کا دل اللہ کے ذکر کے وقت نرم ہو جاتا ہے اور جماع کی قوت بھی بڑھتی ہے۔" اور ایک حدیث میں آیا ہے:

"جب تم سالن پکاؤ تو زیادہ تر کدو کا پکاؤ کیونکہ یہ دل کو فرحت دیتا ہے۔ انس رضی سے روایت ہے:

"ایک مرتبہ ایک درزی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، جب کھانا لایا گیا تو کٹورہ میں کدو کا سالن تھا" انس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا آنحضرت صلعم چمچے سے کدو ٹٹول ٹٹول کر نکال رہے تھے۔" ایک دوسری روایت میں ہے، انس رضی اللہ عنہ نے کہا: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدو بہت شوق سے کھاتے تھے۔" حضرت انس رضی فرماتے ہیں: "جب

سے میں نے دیکھا کہ کدو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے، تو میں بھی اس کو پسند کرنے لگا۔"

کاسنی (ہندبار)

امام صادق رضؑ فرماتے ہیں: "جو شخص سو جائے اور اس کے پیٹ میں ہندبار کے سات پتے ہوں تو وہ قولنج سے امن میں رہے گا۔" اور آپ ہی کا ایک قول ہے: "جو شخص چاہے خدا اس کو مال اور اولاد زیادہ دے تو وہ ہندبار زیادہ کھایا کرے، کیونکہ اس کے کھیت میں ہر صبح جنت کے قطروں میں سے ایک قطرہ اس کے پتوں پر گرتا ہے، جب تم اُسے کھاؤ تو اُسے غبار وغیرہ دور کرنے کے لیے جھٹکو مت، میرے والد نے اُسے جھٹکنے سے منع کیا ہے" اور ایک موقع پر آپ نے فرمایا:۔

"جو شخص ہندبار کھائے تو اس رات اور اس دن اس کو امن حاصل ہوگا۔ اور ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"ہندبار ہزار بیماریوں کی ایک دوا ہے، اور پیٹ کی کوئی بیماری ایسی نہیں جس کو ہندبار قلع قمع نہ کر سکتی ہو۔" ایک دن آپ کو ایک نوکر کے پاس بلایا گیا جو سخت بخار میں مبتلا ہو گیا تھا اور اس کو سر کا درد بھی سخت تھا، آپ تشریف لے گئے اور فرمایا:۔

"ہندبار لو اور اُسے کوٹو، اور ایک کاغذ پر رکھ کر اس پر روغن بنفشہ ڈالو پھر اس کے سر پر رکھو۔" فرمایا:۔

"اس سے بخار دور ہوتا ہے اور سر کا درد جاتا ہے۔" ایک بزرگ نے کہا ہے۔

"ہندبار کھایا کرو کیونکہ یہ زندگی کے پانی کو بڑھاتی ہے اور اچھی اولاد پیدا کرتی ہے، اور وہ خشک ذنرم ہوتی ہے اس سے اکثر نرینہ اولاد پیدا ہوتی ہے۔" مسند فردوس میں روایت کی گئی ہے:

"نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ سے دعوت آئی۔ آپ تشریف لے گئے اور فرمایا: "جو

شخص ہندبا کھا کر سو جائے تو اس پر زہر کوئی زہر اثر نہیں کرتا اور نہ جادو، اور اس کے نزدیک کوئی زہریلا کیڑا اور سانپ یا بچھو بھی نہیں آتا۔" انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا:۔

"ہندبا جنت سے لائی گئی ہے۔" برخلاف اس کے "ہندبہ" ایک چیز دوسری بھی ہے جس سے کان اور آنکھ کی قوتیں زائل ہو جاتی ہیں۔

کراث (گندنا)

حضرت ابوالحسن رضؓ کے پاس ایک لڑکا لایا گیا۔ آپ نے پوچھا: "اس کو کیا شکایت ہے؟" جواب دیا گیا کہ اس کی طحال بڑھ گئی ہے۔ آپ نے کہا:۔

"اس کو گندنا کھلاؤ۔" چنانچہ کھلایا گیا، پھر اس کے لوگوں نے خبر دی کہ وہ اب اچھا ہو گیا ہے۔ امام باقر رضؓ فرماتے ہیں:

"گندنا، بواسیر اور جذام میں بھی فائدہ مند ہے، اکثر اسے کھانے سے جذام سے حفاظت ہوتی ہے۔"

بادروج

علی رضؓ سے روایت ہے:۔ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بادروج کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا:۔ " وہ میری ترکاری ہے اور دوسرے نبیوں کی بھی میں اس کو پسند کر کے کھاتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ اس کا درخت جنت میں تھا۔" علی رضؓ بھی بادروج شوق سے کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلعم کو بھی بادروج مرغوب تھی۔ ابوعبداللہ فرماتے ہیں۔ "یہ ترکاری نبیوں کی ترکاری کہلاتی ہے۔" نیز فرمایا:۔ "اس میں آٹھ خوبیاں ہیں: یہ

ایک مشہور بوٹی ہے، اس کو نوک اور ریحان روحانی بھی کہتے اور عام لوگ حبق کہتے ہیں (وحید اللغات)

کھانے کو خوشگوار کر دیتی ہے، سدّوں کو کھولتی ہے، خوشبو پیدا کرتی ہے، بھوک بڑھاتی ہے، دورانِ خون تیز کرتی ہے، دق کی بیماری کا علاج ہے، جذام سے محفوظ رکھتی ہے، پیٹ میں جاکر تقریباً ہر بیماری کو دور کرتی ہے۔" پھر فرمایا:۔ "اہل جنت کا دسترخوان اکثر اسی سے آراستہ ہوتا ہے۔" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

باد روج بڑی اچھی ترکاری ہے اس کو میں نے جنت میں اُگتے دیکھا ہے۔" اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

"جو شخص رات میں باد روج کھائے تو فرشتے صبح تک اس کے لیے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔" ایک راوی جنہیں حضرت علیؓ کے پاس کھانا کھانے کا شرف حاصل ہوا تھا، بیان کرتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ میں نے حضرت علیؓ کے ساتھ کھانا کھایا، دسترخوان پر آپ نے سب سے پہلے بادروج چکھا اور کہا کہ میں کھانا اسی سے شروع کرنا پسند کرتا ہوں' اور فرمایا: "اس میں کئی فائدے ہیں: یہ سدّوں کو کھولتی ہے اور بھوک بڑھاتی ہے اور سل کی بیماری کو دور کرتی ہے اور جب کھانا اس سے شروع کیا جاتا ہے تو اس کے بعد کھائے جانے والی دوسری چیزیں بھی تقریباً بے ضرر ہو جاتی ہیں کیونکہ اس سے ان کی اصلاح ہو جاتی ہے۔" اسی طرح کھانا ختم ہونے کے بعد بھی آپ نے وہی چیز منگوائی اور کہا: "اس سے کھانا خوش گوار ہو جاتا ہے اور جلد ہضم ہوتا ہے اور اگر اس میں کچھ گرانی ہو تو جاتی رہتی ہے۔"

فرفخ[1] (خرفہ)

امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر فرفخ سے بہتر ترکاری شاید ہی مل سکے اس کا نام فاطمہ کی ترکاری بھی رکھا گیا ہے۔ ایک حدیث بھی اس بارے میں بیان کی گئی ہے کہ

[1] فرفخ، خرفہ معرب پرپہن (منتہی الارب)

فرفخ ضرور کھایا کرو، اس سے عقل بڑھتی ہے۔

جرجیر[1]

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "اگر کوئی رات کو جرجیر کھایا کرے تو اس کو جذام کا اندیشہ ہے۔ ایک بیان میں ہے کہ برص کا اندیشہ ہے۔"

کرفس (اجوائن)

حسین بن علیؓ فرماتے ہیں: "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو جو چیزیں کھانے کی وصیت کی تھی، ان میں سے کرفس بھی تھی، کیونکہ یہ الیاس اور یوشع علیہ السلام سے منسوب ہے۔" ایک دوسری حدیث میں اس کو پیغمبروں کی ترکاری کہا گیا ہے اور ایک حدیث میں کہا گیا ہے کہ خضر اور الیاس کی غذا کرفس اور کماۃ[2] تھی۔ ایک حدیث ہے: "عجوہ (نہایت عمدہ قسم کے گھلے ہوئے کھجور) جنت کا میوہ ہے۔ اور اس میں شفاء ہے اور کماۃ کا پانی آنکھوں کی بیماریوں کے لیے دوا ہے۔"

سداب

ایک حدیث میں ہے: "سداب کان کے درد کے لیے بہترین چیز ہے۔" امام رضاؓ فرماتے ہیں: "سداب عقل میں اضافہ کرتا ہے، البتہ وہ بیٹھ کے پانی کو پھیلا دیتا ہے۔" معتمد فردوس میں عائشہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے:۔

---

[1] جرجر، جرجیر اور جرجر ایک مشہور کھاجی ہے (وحید اللغات) [2] کماۃ جمع ہے کماء کی خلاف قیاس اس کو شحم الارض بھی کہتے ہیں، ہندی میں کھنبی کہتے ہیں، اس کا پانی سرمہ میں یا توتیا میں ملا کر لگایا جائے تو آنکھوں کو بہت فائدہ دیتا ہے (وحید اللغات)

"جو شخص سداب کھا کر سو جاوے وہ ذبیل اور ذات الجنب سے محفوظ رہے گا۔"

سلق (چوکا)

امام رضاؑ فرماتے ہیں: "چوکا ضرور کھایا کرو کیونکہ وہ فردوس کی نہر کے کنارے اُگنے والی ترکاری ہے، اس میں ہر بیماری سے شفاء ہے، وہ پٹھوں کو مضبوط کرتی ہے اور خون کی حرارت کو دباتی ہے۔ غذا کو قوی الاثر بناتی ہے۔" ایک شخص نے عرض کیا: "حضور، یہ ترکاری مجھے بہت پسند ہے اور اکثر اس کا استعمال کرتا ہوں۔" آپ نے فرمایا: "خدا کا شکر ہے تمہاری معلومات اس کے بارے میں درست ہیں۔"

امام صادقؑ نے فرمایا: "چوکا جذام سے امن میں رکھتا ہے۔" اور فرمایا: "یہودی یہ کھاتے ہیں یہی وجہ ان کے جذام سے محفوظ رہنے کی ہے۔"

امام رضاؑ فرماتے ہیں: "چوکا مریضوں کو کھلانے کے قابل ترکاری ہے، اس سے نیند اچھی آتی ہے جس سے مرض دور ہوتا ہے۔" اور فرماتے ہیں: "یہ ترکاری جذام کے مادّے کو رگوں میں سے نچوڑ کر نکال دینے کی تاثیر رکھتی ہے۔" اور ایک اصول آپ نے یہ بیان کیا ہے: "پیٹ کو بالکل خالی کبھی نہ رکھو، کچھ نہ کچھ کھا لیا کرو، اور زیادہ پانی پینا نامناسب ہے، اور جماع اس وقت کرنا چاہیئے جب شہوت خوب غالب ہو اور بہترین ترکاری چوکا ہے۔"

شلجم

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "شلجم جذام سے محفوظ رکھنے والی ترکاری ہے۔ اور جذام کا علاج بھی ہے۔"

مولی

کتاب الفردوس میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے: "مولی ضرور کھاؤ اس سے ریح کم ہوتی ہے۔"

ایک راوی بیان کرتے ہیں: "ایک دن میں نے امام حسینؓ کے ساتھ کھانا کھایا، آپ نے میری طرف مولی بڑھا کر کہا: "یہ بڑی اچھی چیز ہے، اس کے اندر تین فائدے ہیں: اس کا پتہ ریاح کو دور کرتا ہے اور مغز سے پیشاب صاف آتا ہے اور جڑ بلغم کو کاٹتی ہے۔"

حضرت علیؓ نے بھی فرمایا ہے: "اس کی جڑ بلغم کو کاٹتی ہے اور کھانا ہضم کرتی ہے اور اس کے پتے مثانہ کا عمل درست کرتے ہیں۔"

لہسن

حکم یہ ہے کہ اسے پکا کر کھایا جائے، اس میں اس کی بدبو نہیں آتی۔ امام صادقؒ فرماتے ہیں: "کچا لہسن کھانے کی ممانعت تو نہیں ہے البتہ اس کے کھانے بعد تھوڑی دیر تک یعنی جب تک منہ میں سے اس کی بدبو نہ نکل جائے، مسجد کو نہ جانا چاہئے۔"

صحیح مسلم و بخاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص لہسن کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے۔"

فردوس میں مذکور ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "لہسن کھاؤ اور اس سے دوا کرو کیونکہ اس کے اندر ستر بیماریوں سے شفا رہے۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم لہسن کے مخالف نہیں تھے بلکہ دوا کے طور پر کھانے کی ہدایت

فرمائی ہے، البتہ یہ کھا کر مسجد کو آنے کی ممانعت کی ہے، اس لئے بزرگوں کا مشورہ ہے کہ کھانے کے کچھ دیر بعد مسجد کو جانا چاہیئے ، اگر جلدی جانا ہے تو لونگ وغیرہ چبالیں جس سے اس کی بو پر غلبہ پالیا جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبیؐ نے حضرت علیؓ سے ایک دن کہا: " اگر مجھے فرشتوں سے سرگوشی کرنا نہ ہوتی تو میں لہسن ضرور کھاتا۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا: "لہسن بغیر پکائے کھانا مناسب نہیں۔"

پیاز

امام باقرؑ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم کسی ملک میں جاؤ تو وہاں کی پیاز ضرور کھایا کرو۔ پیاز وبائی امراض کو تم سے دور کر دیگی۔"

امام صادقؑ سے کسی نے پوچھا: "پیاز کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟" آپ نے فرمایا: " اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ اس کو کھاتے ہی مسجد کو نہ جانا چاہیئے۔" اور ایک جگہ آپ نے فرمایا: " پیاز بہت مفید چیز ہے اس کو کھایا کرو، اس سے پٹھے مضبوط ہوتے ہیں، آب زندگی میں اضافہ ہوتا ہے، بخار دفع ہوتا ہے۔" اور ایک جگہ فرمایا: " اس سے منہ میں خوشبو آتی ہے، پیٹھ کے فقرات (منکے) کی ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔ اور چہرہ کا رنگ نکھرتا ہے۔" ایک جگہ فرمایا: " اس میں تین قابل ذکر صفات ہیں: منہ میں خوشبو پیدا ہوتی، مسوڑھوں کو قوت دیتی اور جماع کی قوت میں اضافہ کرتی ہے۔" اور فرمایا: "یہ فائدے پکا کر کھانے میں ہیں خصوصاً گھی کے ساتھ۔

خس

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں: "خس کھایا کرو وہ خون کو روک دیتا ہے۔"

حضرت علیؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے: "خس کھایا کرو وہ اونگھ پیدا کرتا ہے اور کھانا ہضم کرتا ہے۔"

باقلا[1]

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "عیسےؑ کی اکثر غذا باقلا رہتی۔" اور فرمایا: "عمر بھر آپ نے یعنے آسمان پر اٹھائے جانے تک ایسی کوئی چیز نہیں کھائی جو آگ پر پکائی گئی ہو۔" فردوس میں مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا: "جو شخص فول، (باقلا) چھلکے کے ساتھ کھائے، خدائے تعالےٰ اس کے اندر سے اسی وزن کی بیماری کا مادہ باہر نکال دے گا۔"

رضہؓ فرماتے ہیں: "باقلا چھلکے کے ساتھ کھایا کرو کیونکہ وہ معدہ کی دباغت کرتا ہے۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "باقلا کھایا کرو کیونکہ اس سے پنڈلیوں کے اندر گودہ پیدا ہوتا ہے اور اس سے دماغی قوت میں بھی زیادتی ہوتی ہے اور وہ تازہ خون پیدا کرتا ہے۔" اور کہا: "باقلا کھایا کرو۔ یہ بیماری کو دفع کرتا ہے اور اس میں کوئی روگ نہیں۔"

بیگن

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "بیگن پتہ کو قوت دیتا ہے۔"

ابوالحسنؑ فرماتے ہیں: "شاہان غسان کے ایک حکیم سے ایک بادشاہ نے بیگن کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: "گرمی کے وقت گرم اور سردی کے وقت سرد اور

---

[1] باقلا یا باقلی: لوبیا (ریحان اللسان)

دوسرے اوقات میں معتدل ہے اور ہر حال میں مفید ہے۔"

ایک حکیم کہتا ہے: "بورانی بیگن برص کا علاج ہے۔ اسے زیتون کے تیل میں کھانا چاہیئے۔"

فردوس میں مذکور ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "بیگن کھاؤ، میں نے اس کا درخت جنت الماوی میں دیکھا جو خدا کے ایک ہونے اور میرے رسول ہونے اور ابوبکرؓ کے صدیق ہونے اور علیؓ کے ولی ہونے کی شہادت دے رہا تھا جو شخص یہ سمجھ کر اس کو کھائے کہ یہ بیماری پیدا کرتا ہے تو اس کے لیئے یہ بیماری پیدا کرے گا اور جو شخص اس کو شفاء سمجھ کر کھائے اسکے لیئے شفاء ہو گا" انسؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: "بیگن اکثر کھایا کرو کیونکہ یہ پہلا درخت ہے جو اللہ پر ایمان لایا ہے۔"

امام صادقؓ نے فرمایا: "بیگن چہرہ پر رونق پیدا کرتا ہے، رگوں کو نرم کرتا ہے اور بیٹھے کے پانی میں زیادتی کرتا ہے۔"

نیز آپ فرماتے ہیں: "حضرت علیؓ بن حسینؓ کے سامنے ایک مرتبہ بیگن تھا گھی میں بھنا ہوا، آپ کی آنکھیں آئی ہوئی تھیں، معلوم ہوا کہ آپ یہ دوا کے طور پر کھا رہے تھے۔"

گاجر

ایک شخص ابو عبداللہؓ کے پاس آیا، آپ کے سامنے گاجریں تھیں، اس نے عرض کیا "مجھے بھی عنایت ہوں۔" آپ نے کہا: "کھاؤ" اس نے کہا: "مجھے دانت نہیں۔" آپ نے اسی وقت اپنی ایک لونڈی کو آواز دی اور کہا انہیں کوٹ کر لاؤ چنانچہ باریک کر کے لایا گیا تو اس نے کھایا، آپ نے پھر اس کی تعریف یوں کی: "یہ گردوں کو گرم کرتا ہے جنسی اعضاء کو قوت دیتا ہے اور قولنج اور بواسیر سے امن میں رکھتا ہے۔"

خربوزہ

مسند فردوس میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خربوزہ کھایا کرو کیونکہ اس کا پانی رحمت ہے اور اس کی شیرینی جنت کی شیرینی ہے۔" ایک روایت میں ہے: "وہ جنت سے لایا ہوا پھل ہے۔" ایک روایت میں ہے کہ آپ خربوزہ شکر کے ساتھ نہیں کھاتے تھے اور اس کو کھجور کے ساتھ ہی کھاتے تھے۔

امام صادقؓ فرماتے ہیں: "نہار منہ خربوزہ کھانے سے فالج کا اندیشہ ہے۔"

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "خربوزہ زمین کی چربی ہے، گویا اس میں کوئی روگ اور ضرر نہیں اور اس میں دس صفات ہیں: وہ کھانا ہے، پانی ہے، میوہ ہے، ریحان (خوشبو) ہے، ساکن ہے، حلوا ہے، اشنان ہے، خطمی ہے، سبزی ہے اور دوا ہے۔"

امام صادقؓ فرماتے ہیں: "خربوزہ کھاؤ اس میں دس صفات جمع ہیں: وہ زمین کی چربی ہے۔ اس میں کوئی روگ نہیں، وہ کھانا ہے، میوہ ہے، پانی ہے، ریحان ہے اشنان ہے، ساکن ہے، باہ میں اضافہ کرتا ہے، مثانہ کو دھوتا ہے اور پیشاب کو اچھی طرح لے آتا ہے۔"

دوسری روایت میں آیا ہے سنگِ مثانہ کو پھوڑتا ہے۔ امام رضاؓ نے اس کے بارے میں چند شعر بھی کہے ہیں:

اھدت لنا الایام بطیخۃ	زمانے نے ہماری طرف خربوزے کا تحفہ
من حلل الارض ودار السلام	بھیجا ہے زمین کے سبز حلّوں میں سے اور شہر
تجمع اوصافا عظاما وقد	بغداد سے اس کے اندر چند بڑی صفات ہیں۔
عددتها موصوفۃ بالنظام	جن کو میں نے اس طرح نظم میں گنایا ہے

لذالك قال المصطفى المجتبى	ہمارے دادا محمد مصطفےٰ مجتبےٰ علیہ السلام
محمد جدی علیہ السلام	نے کہا ہے کہ وہ پانی ہے، حلوا ہے، ریحان
ماء وحلواء وریحانۃ	(خوشبو) ہے، میوہ ہے، اشنان ہے کھانا
فاکھۃ حرض طعام ادام	ہے، کھانے کے ساتھ عمدہ سالن ہے، مثانہ
تنقی المثانۃ وتصفی الوجہ	کو پاک کرتا ہے، چہرہ کو صاف کرتا ہے، منہ میں
تطیب النکھۃ عشر تمام۔	خوشبو پیدا کرتا ہے۔ یہ کامل دس صفات ہیں۔

آپ فرماتے ہیں: ''اس کا نہار کھانا قولنج پیدا کرتا ہے۔''

ککڑی

امام صادقؑ فرماتے ہیں: ''رسول اللہؐ ککڑی کو نمک لگا کر کھاتے اور فرماتے: اس کو کھاؤ تو اس کے نیچے کے حصّے کی طرف سے کھایا کرو اس میں بڑی برکت ہے۔''

کلونجی

سعدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''ان کالے دانوں میں ہر روگ سے شفا ہے، سوائے موت کے۔'' میں نے پوچھا: ''میں اس کو کس طرح تیار کروں؟'' آپ نے کہا: ''اکیس دانے لو اور اسے کپڑے میں باندھو اور رات بھر بھیگنے دو، جب صبح ہو تو ناک کے سیدھے سوراخ میں دو قطرے ٹپکاؤ اور بائیں سوراخ میں ایک، دوسرے دن سیدھے میں ایک اور بائیں میں دو، تیسرے دن سیدھے میں دو اور بائیں میں ایک۔'' سعدؓ فرماتے ہیں کہ ہر روز کلونجی کے نئے دانے استعمال کرنا چاہیے۔

امام صادق فرماتے ہیں: ''اس میں ہر مرض سے شفا ہے۔''

کہتے ہیں کوئی شخص امام ابوعبداللہؑ کے پاس پیٹ کے درد کی شکایت لے کر آیا۔

آپ نے کہا: "کلونجی کیوں استعمال نہیں کرتے؟ اس میں ہر روگ کے علاج کی قوت ہے۔" ایک اور شخص نے آپ ہی کے پاس شکایت کی کہ اس کو پیشاب تکلیف سے آتا ہے، آپ نے کہا: "سوتے وقت کلونجی استعمال کرو۔" آپ فرماتے تھے: "میں نے ان بیماریوں کا اس سے علاج کیا ہے اور سب میں اکسیر پایا ہے: بخار، درد سر، رمد، درد شکم اور دوسرے درد۔"

رائی

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خدا نے جو رائی کا درخت اس کا پتہ اور پھول پیدا کیا اس پر ایک فرشتہ کو موکل کر دیا اور وہ اس شخص کے پاس آتا ہے جو اس کو اپنے استعمال کے لئے لیجاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بوسیدہ ہو کر ختم ہو جائے۔" فرمایا: "اس کے بیجوں میں ۷۷ بیماریوں کا علاج ہے۔"

ایک مرتبہ ایک نبی نے خدائے تعالےٰ سے اپنی امت کی بزدلی کی شکایت کی تو خدائے تعالےٰ نے فرمایا: "ان کو حکم دو کہ رائی کے بیج کھائیں، اس سے ان کی دل کی کمزوری دور ہو کر بزدلی رفع ہو گی۔"

امام صادق سے پوچھا گیا کہ رائی اور لوبان کیسی چیزیں ہیں؟ آپ نے فرمایا:-

"رائی کی ہر جڑ جو زمین میں ہوتی ہے اور ہر ڈالی جو آسمان کی طرف ہوتی ہے — خدا نے اس کے ساتھ فرشتوں کو مقرر کیا ہے، جب تک کہ وہ سوکھ کر ختم نہ ہو جائے فرشتے اس کے ساتھ رہتے ہیں اور جہاں یہ لیجائی جاتی ہے وہاں یہ فرشتے بھی جاتے ہیں، شیطان اس سے دور بھاگتا ہے، ستر گھر تک وہ دور ہو جاتا ہے، اس کے اندر ستر بیماریوں سے شفا ہے، جن میں سب سے کمتر جذام ہے۔ تم اس کو جانے نہ دو۔ اور لوبان انبیاء کی سنت ہے اور مریم علیہا السلام بھی اس سے مدد لیتی تھیں، اور

کوئی دھواں ایسا نہیں جو آسمان کی طرف اٹھتا ہو جو اس کی طرح شیطان کو دور بھگا سکتا اور بیماریوں کو دفع کر سکتا ہو، اس لئے تم لوگ اس کو ضرور استعمال کرو۔"

فصل (۱۲) اناج اور اسکے ذیلی اقسام کا بیان

ماش

ایک شخص نے امام رضا سے پوچھا کہ بہق[1] کا علاج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ماش لو اور اس کو پکا کر دلیہ بناؤ اور کھاؤ۔ اس شخص کا بیان ہے کہ اس نے ویسا ہی کیا اور اس کو فائدہ ہوا۔ ایک اور شخص نے بھی آپ سے اسی کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: "بہق کے علاج کے لئے کچے ماش کے دانے لو اور اس کے پتے کے ساتھ کوٹو، پھر نچوڑ کر نہار منہ پیا کرو اور بہق پر طلا کرو۔" چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اس کو بہت فائدہ ہوا۔

حلبہ یا سبز میتھی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میتھی ضرور استعمال کرو، اگر میری امت جانتی ہوتی کہ اس میں کیا فائدے ہیں تو سونے کے وزن میں اس کو خریدتی۔

نانخواہ یا اجوائن

ایک حکیم کے متعلق روایت ہے کہ وہ نانخواہ کے ساتھ سعتر ریوند کو ہی

---

[1] بہق علتے است کہ اکثر بر اندام جوانان پدید آید، بہندی "چھیپ" گویند (غیاث) چھیپ یعنی داغ، چھائیں۔

اور حبۃ السوداء ملا کر سفوف بناتے اور کوئی ثقیل غذا کھانی ہوتی تو یہ تھوڑا سا پھانک لیتے اور کہتے کہ اس کے بعد میں پروا نہیں کرتا کہ کیسی ثقیل غذا کھا رہا ہوں کیونکہ اس سے کھانا جلد ہضم ہو جاتا ہے اور ہر شخص کو اس کی رائے دیتے اور کہتے کہ مرض لقوہ سے کبھی یہ امان بخشتا ہے۔

چنا

کہتے ہیں امام جعفر صادق رضؓ کے پاس چنے کا ذکر آیا تو آپ نے کہا: "وہ پیٹھ کے درد کو امان بخشتا ہے۔

مسور

امام صادق رضؓ کہتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مصلے پر بیٹھے تھے کہ ابن تبیان نامی ایک شخص آیا اور کہا: یا رسول اللہ میں اکثر آپ کی مجلس میں بیٹھا کرتا ہوں، مگر میرا دل نرم نہیں ہوتا نہ میری آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "اے ابن تبیان تم مسور کی دال کھایا کرو اس سے تمہارا دل نرم ہوگا اور آنکھ میں آنسو آئیں گے۔"

(فردوس) صالحین میں سے ایک کا قول ہے: "کسی نبی نے خدا سے شکایت کی کہ ان کی امت کا دل سخت ہو گیا ہے، خدا نے ان پر وحی کی اور وہ اپنے مصلے ہی پر تھے: "تم اپنی قوم سے کہو کہ مسور کی دال کھایا کرے، یہ دل کو نرم کرتی، آنکھ میں آنسو لے آتی ہے اور غرور کو دور کرتی ہے یہ نیک لوگوں کی غذا ہے۔"

سناء مکی

امام صادق رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم سنا مکی استعمال

کیا کرو، یعنے اس سے دوا کرو، سوائے موت کے ہر بیماری دفع ہوتی ہے۔"
صادقؑ کہتے ہیں: "اگر لوگ اس کا فائدہ جانیں تو اس کے مثقال کو دو مثقال سونے کے عوض خریدنے کو بھی سستا سمجھیں اس کی وجہ سے بہق، برص، جذام، جنون، فالج و لقوہ جیسی بیماریوں سے امان ملتی ہے۔ اس کا بہتر نسخہ یہ ہے، سرخ منقی جس میں دانہ نہ ہو، ہلیلہ کابلی، ہلیلہ زرد، ہلیلہ سیاہ اور سنا مساوی الوزن لے کر کوٹ پیس کر نہار تین درم کھائیں اور رات کو سوتے وقت بھی اتنا ہی، یہ نسخہ دواؤں کا سر ہے۔

اسپغول

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "جس کو بخار آیا ہو اس کو اسپغول رات میں دو درہم یا تین درہم کھلاؤ، برسام[1] کی بیماری سے بھی نجات ملے گی۔"

فصل (۱۳) نادر قسم کے کھانوں میں

پنیر اور اخروٹ

امام صادق فرماتے ہیں: "پنیر اور اخروٹ دونوں میں شفا ہے، الگ الگ استعمال ہوں تو اس میں روگ ہے۔" اور فرماتے ہیں: "پنیر کے پہلے جو چیز کھائی جاوے وہ ضرور ہضم ہو کر رہے گی اور اس کے بعد ضرور بھوک لگے گی۔" اور فرمایا: "اخروٹ سخت گرمی میں کھانے سے پھوڑے پھنسی نکل آنے کا اندیشہ ہے، البتہ جاڑوں میں یہ گردوں کو گرم کرتا ہے اور سردی کو دفع کرتا ہے۔"

---

[1] برسام: بیماری سینہ مورث ہذیان معرب از برسام فارسی (بر بمعنی سینہ است و سام بمعنی بیماری) چنانچہ سرسام بیماری سر است۔ (منتہی الارب)

نمک

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو جو وصیتیں فرمائی ان میں سے ایک یہ بھی تھی: "اے علی! نمک سے کھانا شروع کرو اور اس پر ختم کرو، اس سے ستر بیماریوں سے امن ملتا ہے، ان میں جنون، جذام، اور حلق کا درد، داڑھ کا درد اور پیٹ کا درد ہیں۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "جو شخص اپنے پہلے لقمہ پر نمک چھڑکے تو چہرے سے سفید و سیاہ پھنسیاں مٹ جائیں گی۔"

امام رضا نے اپنے اصحاب سے پوچھا: کون سا سالن ضروری ہے۔" کسی نے جواب دیا کہ گوشت، کسی نے کہا گھی۔" فرمایا: "نہیں وہ نمک ہے۔ ایک مرتبہ ہم تفریح کو نکلے اور ساتھ نمک لینا بھول گئے، باوجودیکہ ہمارے پاس سب کچھ تھا مگر ہر چیز بے مزہ معلوم ہو رہی تھی۔"

مسند فردوس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کھانے سے پہلے اور بعد نمک چکھے وہ تین سو تیس قسم کے بلاؤں سے بچ جائے گا سب سے کمتر جذام ہے۔"

سرکہ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سرکہ کھائے تو ایک فرشتہ اس کے لئے استغفار کرتا رہتا ہے۔" یہاں تک کہ وہ کھانا ختم کرے۔" اور آپ نے فرمایا: "پانی، نمک اور حرمل[1] یہ چیزیں وہ ہیں

[1] ترجمہ: دیگ دیگ سنگین رہتی الادب)

جن کو قرآن شریف میں ماعون" کہا گیا ہے انہیں کے لوگوں کو دینے سے منع کرنے والوں پر افسوس کیا گیا ہے۔ یعنی ان کا بخل وامساک کسی حال میں بھی جائز نہیں۔

کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنی بیوی ام سلمہ کے پاس آئے انہوں نے آپ کے آگے کچھ روٹی رکھی، آپ نے پوچھا: "کچھ سالن بھی ہے؟" انہوں نے کہا: "یا رسول اللہ اس وقت کوئی سالن نہیں ہے البتہ سرکہ ہے۔" آپ نے کہا: "وہ بہترین قسم کا سالن ہے وہ گھر حقیقت میں مفلس ہے جس کے اندر سرکہ نہ ہو۔"

بخاری ومسلم میں اور ترمذی میں عائشہؓ و جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "سرکہ بہترین قسم کا سالن ہے۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "ہم لوگ کھانا سرکہ سے ویسا ہی شروع کرتے ہیں جیسا کہ تم لوگ نمک سے شروع کرتے ہو، کیونکہ سرکہ عقل کو تیز کرتا ہے۔" دوسری روایت میں امام موصوف فرماتے ہیں: "سرکہ بہترین سالن ہے اس سے مثانہ کی پتھری گل جاتی ہے اور دل کو فرحت ملتی ہے" نیز فرمایا آپ نے: "سرکوں میں شراب کا سرکہ سب سے بہتر ہے وہ پیٹ کے کوئی بھی کیڑے بغیر قتل کئے نہیں چھوڑتا۔"

حکیم ترمذی کہتے ہیں: "سرکہ میں دینی و دنیوی دو قسم کے فائدے ہیں کیونکہ اس کا استعمال انبیاء کی سنت کی پیروی کرنا ہے اور یہ گرمی کا بہترین علاج بھی ہے۔ یہ موسم گرما کی تیز لو کے ضرر سے بچاتا ہے۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "خدا سرکہ میں برکت دے یہ پیغمبروں کا سالن رہا ہے۔"

مری

مری کہتے ہیں اس کھانے کو جس کا جوڑ صرف نمک اور پانی ہو۔ کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام جب قید خانے میں تھے تو خدا نے وحی بھیجی کہ ایک کٹورے میں روٹی ڈال کر

اس میں تھوڑا پانی اور نمک ڈالو اور تھوڑی دیر بعد کھا لو چنانچہ یوسفؑ کی اکثر غذا یہی رہی۔

روغن زیتون

ایک حکیم کا قول ہے: "روغن زیتون بہترین چیز ہے، وہ سنگ مثانہ کو گلاتا، بلغم کو دور کرتا، پٹھوں کو مضبوط کرتا، تھکن کی تکلیف کو مٹاتا، اور منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے۔"

امام رضاؑ کہتے ہیں: "بہترین کھانا روغن زیتون ہے، منہ کو خوشبودار کرتا، رنگ کو نکھارتا، بلغم کو کاٹتا، پٹھوں کو سخت کرتا، تھکن کو دور کرتا اور غصہ کو بجھاتا ہے۔"

مشاہیر اطبا میں سے ایک طبیب اپنے ایک شاگرد کو نصیحت کرتے ہیں: "روغن زیتون کھاؤ بھی اور سر پر ڈالو بھی، جب تم ایسا کرتے ہو تو گویا چالیس دن تک اپنے اندر شیطان کے داخلہ کو بند کر دیتے ہو۔"

حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے "روغن زیتون اس پھل سے نکالا جاتا ہے جس کے درخت کو قرآن میں "شجرۂ مبارکہ" کا نام دیا گیا ہے، یہ نیک لوگوں کی غذا بھی ہے اور سر کا تیل بھی ہے۔"

سعتر، نانخواہ، نمک اور جوز

امام صادقؑ کہتے ہیں: "چار چیزیں آنکھ کو جلا دیتی اور نفع پہونچاتی اور ضرر نہیں کرتیں،" لوگوں نے پوچھا: "وہ کیا ہیں؟" فرمایا: "سعتر، نمک، نانخواہ (پودینہ کوہی) اور جوز کا مجموعہ۔" پھر لوگوں نے پوچھا: "کس بیماری کے لئے یہ مفید ہیں؟" فرمایا: "اس سے بواسیر دور ہوتی ہے، ریاح ٹوٹتی ہے، رنگ صاف ہوتا ہے اور معدہ مضبوط ہوتا ہے گردے گرم ہوتے ہیں نیز فرمایا: "سعتر اور نمک دل کے اطراف سے ریاح کو دفع کرتے سدوں کو کھولتے، بلغم کو جلاتے، پیشاب کو بہاتے، اور منہ میں خوشبو پیدا کرتے، معدہ کو نرم

کرتے، ریاحِ خبیثہ کو منہ سے دور کرتے، اور عضو تناسل کو مضبوط کرتے ہیں۔
بہترین حکمت کے اقوال میں سے ایک حکیم کا قول بتلایا گیا ہے جو اپنے شاگردوں سے کہتا تھا: "ہر بیماری کی ایک دوا ہوتی ہے مگر سعتر ہر بیماری کی دوا ہے۔ ورم اور مار چوٹ کے لئے تو بے نظیر دوا ہے۔" ایسا ہی نانخواہ اور رائی کے متعلق بھی کہا گیا ہے۔

سعد[1]

ایک صاحب کا بیان ہے: "میں چوروں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا تھا۔ انہوں نے مجھے پکڑ کر میرے منہ میں گرم گرم فالودہ ڈال دیا جس سے میرا منہ جل گیا، اس کے بعد ہی ایک برف کا ڈلا ڈالا جس سے میرے دانت ہلنے لگے، پھر مجھے چھوڑ دیا میں اپنے دانتوں کے لیے فکرمند تھا، رات کو خواب میں دیکھا ایک بزرگ فرما رہے ہیں کہ سعد استعمال کرو اس سے تمہارے دانت پھر جم جائیں گے۔ اس کا ذکر میں نے ایک دوست سے کیا تو انہوں نے کہا کہ اس کا میں نے تجربہ کیا ہے۔ میرے ہلتے دانت سعد کے استعمال سے مضبوط ہو گئے۔

اُشنان[2]

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک حکیم کی عادت تھی کہ وضو کرتے وقت منہ میں تھوڑا سا اُشنان ڈال لیتے اور چبا کر تھوک دیتے اور کہتے کہ منہ کی بُو دور کرنے میں یہ لاجواب ہے۔ ایسا ہی اس سے رنگ نکھر آتا ہے۔

---

[1] سعد ناگرموتھا [2] ایک گھاس ہے کہ پتہ اس پر نہیں ہوتا۔ اسے غاسول بھی کہتے ہیں کیونکہ بطور صابون کے کپڑا دھونے میں بھی اس کو استعمال کیا جاتا ہے (بیان اللسان)

ستو

ایک شخص حضرت ابو عبداللہؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا: "ہمارے پاس ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کمزور اور بیمار ہے۔" آپ نے کہا: "تم اس کو ستو کھلایا کرو اس سے ہڈی سخت ہو گی اور جسم پر گوشت آئے گا۔"

حضرت علیؓ ارشاد فرماتے ہیں: "رمضان شریف میں سحری کے لئے بہترین کھانا جو میں پسند کرتا ہوں وہ کھجور کے ساتھ ستو ہے۔"

امام رضاؑ ایک نسخہ بتلاتے ہیں: "اگر کسی کو بخار آجائے تو تھوڑا سا ستو لے اور اس کو سات مرتبہ دھولے اور سات مرتبہ ایک برتن سے دوسرے برتن میں اُلٹ پلٹ کرے، پھر اس کو کھائے بہت فائدہ ہو گا، اس سے پنڈلیوں اور ٹانگوں میں بھی اچھی طاقت پیدا ہوتی ہے۔"

ایک نیک آدمی کا حکم ہے: "تم اپنے بخار کے مریضوں کے پیٹ میں ستو ڈالو، وہ جس کو سات مرتبہ دھویا گیا ہو، پھر اس کو ایسا پلاؤ جیسا کہ حریرہ پلایا جاتا ہے۔" اور ان ہی کا قول ہے: "رمضان کی سحری ستو اور کھجور سے کرنے سے سارے دن کے لئے طاقت حاصل ہوتی ہے۔"

نیز فرمایا: "بچوں کو ستو کھلانے سے ان کی ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں اور جسم پر گوشت آتا ہے، اور جو شخص چالیس دن تک مسلسل ستو پیئے تو اس کی پنڈلیاں قوت سے بھر جائیں گی۔

جَو کا ستو

کہتے ہیں کہ ایک شخص نے امام ابو عبداللہ کے پاس حاضر ہو کر ایک مریض کی شکایات

بیان کیں آپ نے اس سے کہا: "اس کو تم جو کا ستو کھلاؤ اس کو ضرور شفا ہوگی کیونکہ وہ مریضوں کی بہترین غذا ہے۔" چنانچہ اس شخص نے کچھ عرصہ بعد آکر خبر دی کہ اس ترکیب سے مریض کو صحت کلی ہو گئی۔

جاورس[1] کا ستو

ایک شخص ابوعبداللہؑ کے پاس حاضر ہوا، اور پیچش داسہال کی شکایت کی آپ نے کہا: "جاورس کا ستو لو اور زیرہ کے پانی میں ملا کر پیو۔" چنانچہ اس سے اس کو بہت فائدہ ہوا۔

سیب کا ستو

ایک صاحب کہتے ہیں: "اگر کسی کو سانپ یا بچھو کاٹ لے تو اس کو سیب کا ستو پلاؤ کہ فائدہ ہوگا۔" اور وہ خود بھی اسی طرح سب کا علاج کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ کسی کو نکسیر پھوٹی ابوعبداللہؑ کو معلوم ہوا تو آپ نے اس کا علاج سیب کا ستو بتلایا اور اسی سے اس کو شفا حاصل ہوئی۔

مسور کا ستو

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "مسور کا ستو پیاس کو دور کرتا ہے اور معدہ کو قوی کرتا ہے اور اس میں ستر بیماریوں سے شفا ہے، وہ حرارت کو بجھاتا، اور پیٹ میں ٹھنڈک پیدا کرتا ہے۔" آپ ہمیشہ سفر میں اس کو اپنے ساتھ ضرور رکھا کرتے تھے۔ آپ کے نوکروں میں سے کسی کو خون کے ہیجان کی شکایت ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو مسور

---

[1] جاورس بفتح واو و سین مہملہ، معرب گاورس دآں نوعے از غلہ باشد (غیاث اللغات)

کا ستو پلایا جائے اس سے ہیجان کم ہوتا ہے اور حرارت میں تسکین پیدا ہوتی ہے۔

ایک صاحب کہتے ہیں کہ ان کی باندی کو سیلان الطمث کی شکایت پیدا ہوگئی۔ یہاں تک کہ وہ اپنی زیست سے نا امید ہو چلی۔ ابو جعفرؓ سے اس کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے مسور کے ستو کی رائے دی، چنانچہ اس کے استعمال سے اس کو صحت ہو گئی۔

دُودھ

امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دودھ پیتے وقت یہ دُعا پڑھتے تھے:

اللھم بارك لنا فیه و زدنا منه۔ — اے اللہ اس میں ہمارے لئے برکت دے اور اس کو ہمارے لئے زیادہ نصیب کر۔

اور ہمیشہ فرماتے: "یہ دونوں بہترین نعمتیں ہیں: کھجور اور دُودھ۔" اور جب دودھ پی چکتے تو کلی ضرور کرتے، فرماتے کہ اس کے اندر کی چکنائی منہ کو لپٹ جاتی ہے۔

حضرت علیؓ کا ارشاد ہے: "گائے کا دودھ تمہارے لئے دوا ہے۔" لوگوں نے آپ سے پوچھا: "بعض لوگ کچھ بیماریوں کے لئے گائے کے پیشاب کا مشورہ دیتے ہیں کیا اس کا پیٹ میں جانا درست ہے؟" آپ نے کہا: "اگر مجبوری ہو اور اس کے بغیر دوا نہیں مل سکتی تو جائز ہے۔"

ایک راوی کہتے ہیں: "میں نے ابوالحسن سے سُنا کہ اونٹ کا پیشاب اس کے دودھ سے بہتر ہے، اور خدا نے اس کے دودھ میں شفا رکھی ہے۔"

صحیح بخاری میں انس بن مالک سے روایت ہے: "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں کچھ لوگ مسلمان ہونے کے لئے آئے، اکثر ان میں سے استسقاء

کے مریض تھے، آنحضرتؐ نے ان کو اونٹ کے دودھ کے ساتھ اس کا پیشاب بھی پلوایا تو وہ اچھے ہو گئے، اس وقت سے اونٹ کا دودھ اور پیشاب استسقاء کی دوا سمجھے گئے ہیں۔"

لوبان

مسند فردوس میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگ حاملہ عورتوں کو لوبان کھلایا کرو، اس سے بچے کی عقل میں اضافہ ہوگا۔"

امام صادقؒ کہتے ہیں: "کوئی دھواں ایسا نہیں جس کی خوشبو آسمان تک جاتی ہو سوائے لوبان کے دھوئیں کے، اور کوئی گھر ایسا نہیں جہاں اس کا بخور جلایا جاتا ہو اور وہاں سے دیو، پریت اور بھوت بھاگ نہ جاتے ہوں۔"

علیؓ کہتے ہیں: "لوبان کا چبانا مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے اور بلغم کو دور کرتا ہے اور منہ کی بدبو دفع کرتا ہے۔"

امام رضا کہتے ہیں: "لوبان کا استعمال زیادہ کرو، دھوئیں سے بھی اور کھانے سے بھی۔" اور فرمایا: "میں چبانے کو بہت پسند کرتا ہوں کیوں کہ یہ معدہ کے بلغم کو چھانٹ دیتا ہے اور معدہ کو پاک کرتا ہے اور عقل کو قوی کرتا ہے اور کھانے کو ہضم کرتا ہے۔" اور فرماتے ہیں: اپنی حاملہ بی بیوں کو لوبان کھلایا کرو اگر اس کے پیٹ میں لڑکا ہے تو پیدا ہو کر بہادر، ہوشیار اور ذی علم ہوگا۔ اگر لڑکی ہے تو اچھی صورت و سیرت کی اور صاحب عزت ہوگی اور شوہر کے پاس محبوب رہے گی۔"

رات کا کھانا

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "انبیاء کا رات کا کھانا اندھیرا ہونے کے بعد ہوتا تھا۔"

اور فرمایا: ”رات کا کھانا ناغہ نہ کرنا چاہیئے اس سے جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔“
اور فرمایا: ”جو شخص ہفتہ کی اور اتوار کی رات خاص کر رات کا کھانا مسلسل نہ کھائے تو اس میں سے وہ بات نکل جاتی جو بہ دن تک واپس نہیں آسکتی۔“

ابوالحسنؒ فرماتے ہیں: ”رات کا کھانا نہ چھوڑو، چاہے صرف ایک روٹی کیوں نہ ہو اس کے اندر جسم کے لئے قوت ہے، اور جماع کی صلاحیت ہے۔“

امام صادقؒ کہتے ہیں: ”رات کا کھانا نہ چھوڑو، چاہے تین لقمے کیوں نہ ہوں نمک کے ساتھ۔“ اور فرمایا: ”جو شخص رات کا کھانا چھوڑ دے تو ایک رگ (عرق) اس کے جسم میں مرجاتی ہے جو پھر زندہ نہیں ہوتی۔“

کمأۃ[1]

سعید بن زیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

الکمأۃ من المن وماءھا شفاء للعین۔	کھنبی ”من“ کی ایک قسم ہے (یعنی اللہ تعالےٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے) اور اس کا پانی آنکھوں کی صحت اور شفاء ہے۔

نیز فرمایا عجوہ (برکی خاص قسم کی کھجور) جنت سے ہیں اور وہ شفاء ہیں زہر سے۔

---

[1] کمأۃ جمع ہے کمءٌ کی خلاف قیاس، قیاس تو یہ ہے کہ کماءٌ جمع ہو اور کمأۃ مفرد، مجمع البحار میں ہے کہ کھنبی کو ”جو من“ فرمایا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کھنبی وہ ”من“ ہے جو بنی اسرائیل پر اترتا تھا کیونکہ وہ تو آسمان سے گرتا تھا۔ ترنجبین کی طرح اور کھنبی زمین سے اگتی ہے اس کو شحم الارض بھی کہتے ہیں، انہوں نے کہا: ”فمن المن“ کہنے سے مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے (وحید اللغات)

پیاز انڈے کے ساتھ کھانا

ابو الحسن رضؓ فرماتے ہیں: "جو شخص انڈا اور پیاز اور زیتون کا تیل ملا کر کھائے، اس کی قوت باہ بڑھ جاتی ہے، جو شخص گوشت انڈے کے ساتھ کھائے تو اس کے لڑکے کا جسم بڑا ہوگا۔"

ابو عبد اللہ رضؓ کے بعض دوستوں میں سے کسی نے ان سے ایک دن کہا: "میری جان آپ پر سے فدا ہو! میں نے چند لونڈیاں خریدی ہیں مگر کوئی ترکیب ایسی بتلائیے کہ میں ان پر قادر ہو سکوں۔" آپ نے کہا: "تھوڑی پیاز لو اور اسے تیل میں بھونو، اور ایک انڈا لو، اس میں سوراخ کر کے تھوڑا سا نمک ڈالو، پھر اس بھونی ہوئی پیاز پر ڈال کر تھوڑا سا اور بھون لو پھر یہ کھاؤ۔" وہ شخص کہتا ہے: "میں نے اس پر عمل کیا میرے اندر غیر معمولی قوت پیدا ہوئی میں ان لونڈیوں پر اچھی طرح قادر ہوتا تھا۔"

سوکھا گوشت، پنیر اور کچی کھجور

امام صادق رضؓ نے ایک مرتبہ فرمایا: "تین چیزیں ہیں جو انسان کو موٹا کرتی ہیں اگرچہ وہ کھانے میں نہیں آتیں اور تین چیزیں ہیں جو اس کو دبلا کرتی ہیں، اگرچہ وہ کھانے میں آتی ہیں، وہ ہیں کتان کا کپڑا پہننا اور عطر لگانا اور چونا۔ اور جو چیزیں کہ دبلا کرتی ہیں وہ ہیں: سوکھا گوشت، پنیر اور کچی کھجور (جو شروع میں نکلتی ہے)۔" اور بعض نے کہا ہے کہ بادام اور تل کی کھلی۔ اور جو چیزیں کہ نفع دیتی ہیں اور ضرر نہیں پہنچاتی وہ شہد اور انار ہیں۔

بابِ ہشتم

آدابِ نکاح اور اُس کے متعلقہ امور

اس میں دس فصلیں ہیں:۔

فصل (۱) نکاح کی ترغیب اور عورت کی برکت و نحوست

ابو عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:۔

ما یمنع المؤمن ان یتخذ اھلاً لعل اللہ ان یرزقہ نسمۃ تثقل الارض بلا الٰہ الا اللہ۔	مومن کو کس نے منع کیا ہے کہ وہ بیاہ کرے شاید اللہ تعالےٰ اُسے ایسی اولاد دے جو خدا کی زمین کو توحید کی نعمت سے بھر دے۔

دوسری حدیث ہے:۔

من تزوج فقد احرز نصف دینہ فلیتق اللہ فی النصف الآخر۔	جس نے شادی کی گویا اس نے اپنے آدھے دین کو بچا لیا، چاہیے کہ وہ نصف آخر کے لئے خدا سے ڈرتا رہے۔

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما بنی بناء فی الاسلام احب الی اللہ	کوئی بنیاد اسلام میں ایسی نہیں پڑی جو اللہ

عزوجل من التزویج ۔

کے پاس شادی سے زیادہ محبوب ہو۔

اور ایک حدیث ہے:۔

من احب فطرتی فلیستن بسنتی ومن سنتی النکاح۔

جو شخص میری فطرت کو دوست رکھنا چاہتا ہے اُسے میری سنت کو قایم رکھنا چاہیے اور میری سنت نکاح ہے۔

اور ایک حدیث ہے:۔

من کان لہ ما یتزوج فلم یتزوج فلیس منا ۔

جس کے پاس وہ چیز ہو جس سے کہ شادی کی جا سکتی ہو اس پر بھی وہ نہ کرے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اور حدیث میں ہے:۔

التمسوا الرزق بالنکاح ۔

نکاح کے واسطے رزق طلب کرو۔

یعنے نکاح کرنے سے رزق میں کشادگی ہوتی ہے۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں:۔

من ترک التزوج مخافۃ العیلۃ فقد اساء الظن بربہ لقولہ سبحانہ: ان یکونوا فقراء یغنیھم اللہ من فضلہ ۔

جو شخص تنگ دستی کے خوف سے نکاح نہ کرے تو گویا اس نے اپنے رب سے بدگمانی کی جو فرماتا ہے:۔ "اگر وہ فقیر بھی ہوں تو خدا ان کو اپنے فضل سے غنی بنا دے گا۔

اور نبیؐ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

یا شاب تزوج وایاک والزنا فانہ ینزع الایمان من قلبک۔

اے نوجوان! نکاح کر اور زنا سے بچ کیوں کہ وہ تیرے دل سے ایمان کو کھینچ لیتا ہے۔

اور ایک حدیث ہے :-

تزوجوا النساء فانھن یاتین بالمال۔ عورتوں سے نکاح کرو بیشک وہ دولت لے کر آتی ہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "سفارشوں میں بہترین سفارش وہ ہے جو عورت و مرد کی نسبت لگانے میں کی جائے، یہاں تک کہ وہ باہم جمع ہو جائیں۔"

ایک حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا نبیؐ نے :-

تزوجوا فانی مکاثر بکم الامم غدًا فی القیامۃ۔ نکاح کرو کیوں کہ میں کل قیامت کے دن تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔

اگر کسی کا بچہ مر جائے تو وہ جنت کے دروازے پر رک جائے گا اور کہے گا جب تک میرے ماں باپ داخل نہیں ہوں گے میں داخل نہیں ہوں گا۔

اور ایک حدیث میں آیا ہے: "دو رکعت نماز جو شادی شدہ پڑھتا ہے کنوارے کی ساری رات کی نمازوں اور لگاتار روزوں سے افضل ہے۔" اور ایک حدیث میں ہے: شرموتاکم العزّاب۔ تم میں سے بُرے مُردے وہ ہیں جو نگوڑے ناٹھے ہوں (نہ ان کی بی بی ہو نہ اولاد نہ خاوند ہو نہ اولاد)

صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے: "ہم جوان تھے، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، مگر ہم کو شادی کا موقع نہ مل رہا تھا آنحضرتؐ نے فرمایا: "اے جوانو! جس کو تم میں سے شادی کا موقع مل جائے تو وہ ضرور کرلے، یہی چیز نگاہ کو نیچی اور شرم گاہ کی حفاظت کرسکتی ہے، مگر جس کو موقع نہ ملے تو چاہیئے کہ وہ رُکا رہے اور انتظار کرے۔"

امام صادقؓ فرماتے ہیں: بیاہے کی دو رکعتیں ... ان بیاہے کی ستر رکعتوں سے بہتر ہیں۔"

ایک شخص ابوجعفرؓ کے پاس آیا، آپ نے اس سے پوچھا: "تیری کوئی بیوی ہے۔" اس نے کہا: "نہیں" ابوجعفرؓ نے کہا: "مجھے یہ پسند نہیں کہ مجھے دنیا وما فیہا میسر ہو جائے اور میں بغیر بیوی کے رات گذاروں۔" پھر کہا: "دو رکعت جس کو شادی شدہ پڑھتا ہے کنوارے کے قیام اللیل وصیام النہار سے افضل ہے۔"

اور ایک موقع پر آپ نے فرمایا: "صالح بندہ وہ ہے جس کو جتنی زیادہ عورتوں سے محبت ہوتی ہے اتنی ہی زیادہ اس کے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے۔" اور آپ نے فرمایا: "عورتوں کے ساتھ بکثرت بھلائی کیا کرو۔" اور فرمایا: "شادی کرو اور طلاق نہ دو، کیوں کہ طلاق سے عرش بھی ہل جاتا ہے۔" اور فرمایا: "شادی کرو اور طلاق نہ دو کیوں کہ اللہ تعالیٰ صرف عورتوں کا مزہ اٹھا لینے والے مردوں (ذوّاقین) اور مردوں کا مزہ اٹھا لینے والی عورتوں (ذوّاقات) کو پسند نہیں کرتا۔" اور فرمایا: "انبیاء کے اخلاق میں سے عورتوں سے محبت کرنا ہے۔"

صحیح بخاری میں سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے: "ایک مرتبہ مجھ سے ابن عباسؓ نے پوچھا: "کیا تم نے شادی کی؟" میں نے کہا: "ابھی نہیں۔" کہا: "کر لو کیونکہ اس امت میں وہ بہتر ہے جس کی عورتیں زیادہ ہوں۔" اور آپ ہی نے فرمایا تھا: "تین چیزیں ہیں جن پر مومن سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ ایک کھانا جو وہ کھاتا ہے، دوسرے کپڑا جو وہ پہنتا ہے، تیسرے نیک بی بی جو اس کی مدد کرتی ہے جس کی وجہ سے زنا حرام کاری سے محفوظ رہتا ہے۔" اور یہ بھی فرمایا: "جو شخص محض فقر کے ڈر سے شادی سے پرہیز کرتا ہے گویا وہ خدا سے بدگمانی کرتا ہے۔ جس نے فرمایا ہے: "اگر تم فقیر بھی ہو تو خدا تم کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔"

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جو شخص چاہے کہ طاہر و مطہر حالت میں خدا سے ملاقات کرے تو وہ اپنی بیوی کے ساتھ ملاقات کرے۔"

علی بن حسینؑ کہتے ہیں: "جو شخص شادی کرے محض اللہ کی رضا کے لئے اور صلہ رحمی کے خیال سے، تو اللہ تعٰ اس کے سر پر تاج شاہی پہنائے گا۔"

اور ایک حدیث میں آیا ہے: "جو شخص با وجود مقدرت کے نکاح نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔"

امام صادق فرماتے ہیں: "جو شخص اس وقت شادی کرے جب چاند عقرب میں ہو تو وہ بھلائی نہیں دیکھے گا۔" اور روایت کی گئی ہے کہ چاند کے گھٹنے کے دنوں میں نکاح مکروہ ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: "میری امت کی افضل عورتوں میں سے وہ عورت ہے جس کا چہرہ گورا ہو مگر مہر کم ہو۔"

ابو عبد اللہ فرماتے ہیں: "عورت کی برکتوں میں سے یہ ہے کہ اس سے خرچ کم ہو اور اس کی زچگی آسان ہو، اور اس کی بد قسمتی میں سے یہ ہے کہ اس کا خرچ زیادہ ہو اور اس کی زچگی سختی سے ہو۔" اور فرمایا: "شومیٔ قسمت تین چیزوں سے ظاہر ہوتی ہے چوپایہ، عورت اور گھر۔ عورت کی نحوست اس کا مہر زیادہ ہونا ہے اور زچگی کی تکلیف میں زیادتی، اور جانوروں کی نحوست اس کا کم جننا اور شریر ہونا ہے، اور گھر کی نحوست اس کا تنگ ہونا اور پڑوسیوں کا خبیث ہونا ہے۔"

ایک روایت میں آیا ہے کہ عورت کی برکت اس کے مہر کی کمی اور اس کی نحوست مہر کی زیادتی ہے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ شادی کرو نیلی آنکھوں والی سے کیونکہ اس میں برکت ہے۔"

اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے: "نحوست عورت اور گھوڑے اور گھر میں ہے۔"

فصل ۲۲، عورتوں کے اقسام اور انکے اخلاق

اخلاق محمودہ

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "عورتیں چار قسم کی ہوتی ہیں: رَبیعٌ مَربِعٌ، جَامِعٌ مُجمِعٌ، کَربٌ مُقمِعٌ، غُلٌّ قَمِلٌ[1]۔ ربیعٌ مَربِعٌ وہ ہے جسکے حجرہ میں ایک بچہ ہو اور پیٹ میں دوسرا۔ جامعٌ مجمعٌ وہ ہے جو کثیر بھلائیوں والی اور شرم و عفت والی ہو۔ کربٌ مقمعٌ یعنے جو اپنے شوہر کے ساتھ بد خلق ہو۔ غلٌّ قملٌ وہ ہے جو شوہر کے لئے غل مقمل کی طرح ہو، یعنے جوئیں دار طوق کی طرح ہو اور اس سے نجات ممکن نہ ہو، اور یہ لفظ عربوں میں ضرب المثل ہے۔

ایک بزرگ کہتے ہیں: "میں نے حضرت ابو عبداللہ سے کہا: "میری بیوی مرگئی ہے وہ میرے مزاج کے موافق تھی، اب میں پھر شادی کا ارادہ کر رہا ہوں، آپکا کیا ارشاد ہوتا ہے؟" آپ نے جواب دیا: "خوب غور کرلو کہ اپنی جان کو کہاں ڈال رہے ہو اور کون تمہاری شریک زندگی بن رہی ہے؟ اس کو تمہاری ہر بات کی اطلاع رہے گی، وہ تمہارے دین تمہارے بھید کی بھی محرم ہوگی، اس لئے موافق مزاج عورت حاصل کرنے کی کوشش کرو، اور اس کے لئے میں مشورہ

---

[1] غلٌّ قملٌ، بعض عورتیں جوئیں دار طوق کیطرح ایذا دیتی ہیں۔ عرب لوگ قیدی کی گردن کو چمڑے کے تسمے سے باندھ دیتے ہیں جس میں بال ہوتے ہیں ان میں جوئیں پڑجاتی ہیں۔ بیچارہ قیدی ہاتھ پاؤں بندھے ہونیکی وجہ سے ان جوؤں کو نکال نہیں سکتا اور سخت تکلیف اٹھاتا ہے، بدخلق زبان دراز کی یہی مثال ہے جو گلے کا جوئیں دار طوق ہوتی ہے نہ اس کو چھوڑتے بنتی ہے نہ رکھتے، وحید اللغات۔ حدیث میں آیا ہے من النساء غلٌّ قملٌ یقذفہ اللہ تعالیٰ فی عنق من یشاء ثم لا یخرجھا الا ھو: بعض عورتیں جوئیں بھرا طوق ہیں، اللہ تعالے جس بندے کی گردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے پھر اس کے سوا کوئی اسکو نکال نہیں سکتا۔

دوں گا کہ حتی الامکان باکرہ ہی سے نکاح کرو، وہی زیادہ مناسب ہے اور جان لو:

الا ان النساء خلقن شتی فمنهن الغنیمه والغرام

ومنهن الهلال اذا تجلی لصاحبه ومنهن الظلام

فمن یظفر بصالحهن یظفر ومن یغبن فلیس له انتظار

یاد رکھو عورتیں کئی قسم کی پیدا کی گئی ہیں۔ بعض تو وہ ہیں جو مال غنیمت کی طرح ہیں اور بعض تاوان ہیں۔ بعض پہلی رات کے چاند کی طرح ہیں اپنے رفیق کے حق میں جب کہ وہ روشنی دیتی ہیں، بعض وہ ہیں جو گویا ایک اندھیرا ہیں۔ اگر ان میں کی نیک بخت کو کوئی خوش قسمتی سے حاصل کرلے تو وہ فتحمند ہے، اور جو دھوکہ کھا گیا ہو تو پھر اس کا کوئی انتظام ممکن نہیں۔

اور فرمایا: "عورتیں تین قسم کی ہوتی ہیں: ایک عورت زیادہ بچے جننے والی اور شوہر کو دوست رکھنے والی ہوتی ہے۔ جس کو "ولود، ودود" کہتے ہیں، یہ مرد کے لئے ہر شعبۂ زندگی میں زور بازو ہوتی ہے، دنیا اور دین کے کمانے میں اس کی مددگار ہوتی ہے دوسری عورت بانجھ جس کے پاس حسن وجمال بھی نہیں اور وہ مرد کی رفاقت میں بھی کوتاہی کرتی ہے، اور ایک عورت چلاّنے والی، گلہ کرنے والی، بہت گھومنے والی ہر گھر میں آنے جانے والی، اور بہت خرچ کرنے والی ہوتی ہے، زیادہ کو کم سمجھتی ہے اور تھوڑے مال ومتاع پر شکر گذار نہیں ہوتی۔"

حضرت علیؓ کہتے ہیں: "شادی کرو، بڑی آنکھوں والی، گداز جسم والی، پُر گوشت بڑی سرین والی اور میانہ قامت والی عورت سے، اگر ناموافقت ہو تو مہر دے دو۔"

ایک راوی کا بیان ہے: "عورتوں کی عقلیں ان کے جمال میں ہیں اور مردوں کا جمال ان کی عقل میں ہے۔"

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتے تھے تو اس کے

ہاں کسی کو بھیجتے، جو اس کو دیکھ سکتا اور اس کو حکم دیتے کہ اس عورت کی گردن کی ایک جانب سونگھے، اگر اس کی گردن کی یہ جانب اچھی ہوتی تو اس کی بُو بھی اچھی ہوتی اور اگر اس کے ٹخنے کا گوشت زیادہ ہوتا تو اس کی اندام نہانی بھی بڑی ہوتی۔

علی بن حسینؓ کہتے ہیں: ”پانچ خصلتیں ایسی ہیں کہ ان میں سے ایک بھی مفقود ہو تو آدمی ناقص العیش، زائل العقل اور مشغول القلب ہوتا ہے، ان میں سے ایک صحت جسمانی ہے، دوسری اور تیسری کشادگی رزق و مکان ہے، چوتھی موافق شریک زندگی یعنے نیک بیوی اور نیک اولاد۔ پانچویں چیز جو ان سب میں جامع ہے ــ وہ راحت، تن آسانی و فراخی[1] ہے۔ اور فرمایا: ”جو شادی کرنا چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ عورت کے بال دیکھے کیوں کہ بال حسن کا آدھا حصّہ ہیں۔“

نیز فرمایا: ”بہتر وہ عورت ہے جس کی خوشبو اچھی ہو اور کھانے کا ذوق عمدہ ہو، جو خرچ کرے تو اچھی جگہ خرچ کرے، اور ہاتھ روکے تو بھی شرافت کے مطابق، یہ ”عمال اللہ“ ہیں اور اللہ کا عامل نامراد نہیں ہوتا۔“

ایک بزرگ فرماتے ہیں: ”بہتر عورت وہ ہے جو اگر غصہ میں آئے یا غصہ میں لائی جائے تو اپنے شوہر سے صرف اتنا کہے: ”میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے جب تک تو راضی نہ ہو، میں سرمہ بھی نہیں لگاؤں گی۔“

رسول اللہؐ نے ایک دن اپنے اصحاب سے کہا: ”کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ بہتر عورت کون سی ہوتی ہے؟“ اصحاب نے کہا: ”ہاں! یا رسول اللہ صلعم“ فرمایا: ”وہ جو زیادہ اولاد جنتی ہو اور مرد کو دوست رکھتی ہو، پردہ و حیا والی صاحب عفت اپنے گھر میں عزیز، اور اپنے خاوند کے مقابل ذلیل، اپنے خاوند کے لئے بناؤ سنگار

---

[1] متن میں ”الدعة“ کا لفظ ہے جس کے یہی معنی ہوتے ہیں۔

کرنے والی اور غیروں سے پاک دامن ہو، خاوند کی بات سنتی ہو، اس کی اطاعت کرتی ہو، جب خاوند اس سے خلوت کرے تو جو بات خاوند اس سے چاہے وہ بخوشی خاوند کو دے (ہر طرح سے اس کی خواہش پوری کرے)"

اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: "اسلام کے بعد سب سے بڑا فائدہ جو مرد کو حاصل ہے وہ عورت ہے، جس کو دیکھنے سے اس کے دل کو خوشی ہوتی ہے، اور وہ اس کے حکم کی اطاعت کرتی ہے، اور اس کے غیاب میں اس کی عزت اور مال کی حفاظت کرتی ہے۔"

ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: "میری بیوی ایسی ہے کہ جب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں تو میرے استقبال کو چلی آتی ہے، جب باہر جانا چاہتا ہوں تو مجھے دروازے تک چھوڑنے آجاتی ہے، جب میں متفکر و مغموم دکھائی دیتا ہوں تو کہتی ہے: "کس چیز نے تمہیں متفکر کر رکھا ہے؟ کیا رزق کی فکر ہے؟ تم اس کی فکر نہ کرو، کیونکہ خدا نے اس کی سربراہی کی کفالت لی ہے اگر آخرت کی فکر ہے تو یہ اچھی فکر ہے خدا اور دے۔"

رسول اللہؐ نے کہا: "اس کو جنت کی بشارت دو" اور اس سے کہو کہ وہ اللہ کے عاملوں سے ایک عامل ہے جس کو روزانہ ستر شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "اللہ تعالےٰ کے ہاں عاملین ہوتے ہیں اور اچھی عورت ان میں سے ایک ہے جس کو شہید کا نصف ثواب ملتا ہے۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "دنیا کی خوبصورت اور نیک عورتیں جنت کی بڑی آنکھوں والی حور سے زیادہ قابل قدر اور زیادہ حسین ہیں۔"

اور آپ فرماتے ہیں: "اہل خراسان میں شجاعت اور اہل بربر میں تمکنت اور سخاوت اور اہل عرب میں غیرت ہوتی ہے، اب تم اپنا نطفہ کہاں ڈالنا چاہتے ہو پسند کرلو۔"

اور آپ نے یہ بھی فرمایا: "حیا کے دس جزء ہوتے ہیں، نو تو عورتوں میں ہوتے ہیں اور ایک مرد میں ہوتا ہے، اور جب عورت کی شادی ہو جاتی ہے تو تین اس کی حیا کے کم ہو جاتے ہیں اور جب اس کو بچہ ہو جاتا ہے تو اور دو حصے کم ہو جاتے ہیں البتہ باقی پانچ حصے جب تک وہ باعصمت ہے باقی رہتے ہیں۔"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورت جب پانچ وقت نماز پڑھتی ہے اور ایک مہینے کے روزے رکھتی ہے اور باعصمت رہتی اور شوہر کی اطاعت کرتی ہے تو اس کو اختیار دیا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔"

اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: "جو عورت اپنے شوہر کی حج، جہاد اور طلب علم میں مدد کرے، اور ان میں سہولتیں پیدا کرے تو خدائے تعالےٰ اس کو قیامت کے دن ایوب علیہ السلام کی بیوی کے ثواب کے مثل ثواب عنایت کرے گا۔" اور فرمایا رسول اللہؐ نے: "میری اُمت کی افضل عورتوں میں وہ عورت ہے جس کا گورا چہرہ ہونے کے باوجود کم مہر ہو۔"

عورتوں کے اخلاق ذمیمہ

امام صادقؒ فرماتے ہیں: "مومن کا غالب ترین دشمن اس کی بُری بیوی ہے۔"

نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "عورتیں عقل اور دین کے لحاظ سے ناقص ہوتی ہیں۔" اور فرمایا نبی صلعم نے: "عورت ایک مجسم شرم اور ایک کمزوری ہے اس کے لئے گھر میں بیٹھنا اور اکثر خاموش رہنا زیادہ سزاوار ہے۔" اور فرمایا: اگر عورتیں نہ ہوتیں تو اللہ کی عبادت کما حقہٗ کی جاسکتی۔"

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

يظهر فی آخر الزمان واقتراب القيامة وهو شر الازمنة نسوة متبرجات کاشفات عاريات من الدين داخلات فی الفتن مائلات الی الشهوات مسرعات الی اللذات، مستحلات للمحرمات فی جهنم خالدات۔	آخر زمانہ جو قیامت کی قربت کا زمانہ ہے، ایسا آئے گا جب کہ عورتیں بناؤ سنگار کی نمائش کرنے والی ہوں گی۔ بیحیا بے پردہ مذہب اور اخلاق سے عاری ہوں گی فتنوں میں داخل اور شہوتوں پر مائل لذتوں کے لئے جلدی کرنے والی اور حرام کو اپنے لئے حلال سمجھنے والی ہوں گی۔ یہ دوزخ میں ہمیشہ کے لئے داخل ہوں گی۔

اور فرمایا رسول اللہؐ نے: بدصورت عورت جو بچے جننے والی ہو اس خوبصورت عورت سے افضل ہے جو بانجھ ہو۔" اور فرمایا: "بدصورت بہت جننے والی عورت حسین بانجھ عورت سے بہتر ہے۔" اور فرمایا: "حسین بانجھ عورتوں کو ترک کرو اور بہت جننے والی سیاہ عورت کو اختیار کرو کہ امت کی کثرت پر میں فخر کروں گا۔"

اور فرمایا: "جو عورت اپنے شوہر پر اتنا بوجھ ڈال دیتی ہے کہ جس کو وہ برداشت نہیں کر سکتا اور وہ عورت جو مرد سے نان و نفقہ لے کر بلا وجہ الگ رہتی ہے خدا ایسی عورتوں کی کوئی عبادت قبول نہیں کرے گا نہ کوئی عمل یہاں تک کہ وہ توبہ کریں۔

اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے: "اگر کوئی عورت اپنے ساتھ یا جہیز میں اتنی دولت لائے کہ وہ ساری زمین کے سونے چاندی کے برابر ہو اور ایک مرتبہ بھی شوہر کے مقابل یہ کہے کہ یہ میرا مال ہے تو اس کے سارے اعمال حبط ہو جائیں گے بچاہے وہ دنیا کی سب سے زیادہ عبادت گزار بندی کیوں نہ ہو، سوائے اس کے کہ وہ توبہ کرے اور شوہر سے معافی چاہے۔"

حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں: "میں نے رسول اللہؐ سے سُنا: "جو عورت

اپنے شوہر پر احسان دھرے اور یہ کہے کہ یہ میرا مال ہے تو گو وہ اپنا پورا مال خدا کی راہ میں لٹا دے، اجر سے محروم رہے گی جب تک کہ اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو۔"

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا: "جو عورت اپنے شوہر سے الگ رہے بشرطیکہ ظلم عورت کا ہو تو وہ قیامت میں فرعون وہامان وقارون کے ساتھ دوزخ کے درکِ اسفل میں گرائی جائے گی سوائے اس کے کہ وہ توبہ کرے اور اپنی بُری عادتوں سے باز آئے۔"

ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر کچھ عورتوں پر ہوا، آپ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا: "اے عورتو! میں دیکھتا ہوں کہ تم عقل و دین کے لحاظ سے ناقص ہو، عقل والے مرد تمہاری صورتوں کو دیکھ کر فریفتہ ہو جاتے ہیں، افسوس کہ تم میں سے اکثر کو میں دوزخ میں جانے والی پاتا ہوں، اس لئے جتنا تم سے ہو سکے خدا کی قربت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔" ایک عورت نے پوچھا: "کیا ہمارے عقل اور دین میں نقص ہے؟" آپ نے فرمایا: "ظاہر ہے کہ دین کا نقص تو تم لوگوں کے ایام ماہواری کی وجہ سے ہے، جس کی بنا پر نماز اور روزہ کی تعداد کم ہو جاتی ہے عقل کی کمی کی علامت یہ ہے کہ تمہاری گواہی عدالت میں مرد کی آدھی گواہی کے برابر ہے۔"

ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں بتلاؤں کہ سب سے بُری عورت کون سی ہے؟" لوگوں نے کہا: "ہاں، یا رسول اللہ!" فرمایا: "وہ عورت ہے جو اپنے شوہر کی نافرمان اور خائن ہو، مرد پر حکومت جتانے والی، اس پر مالی اور جسمانی تکلیفیں ڈالنے والی یا ڈالنے کا سبب بننے والی، اس کی خطا سے درگذر نہ کرنے والی ہے"

ایک دن آنحضرتؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا:-

یا ایھا الناس ایاکم وخضراء الدمن۔	اے لوگو! تم گھورے کی سبزی سے بچے رہو، پوچھا گیا
قیل یا رسول اللہ ما خضراء الدمن؟	گھورے کی سبزی کیا ہے؟ فرمایا: خوبصورت عورتیں

قال المرأۃ الحسناء فی المنبت السوء۔ جن کی پرورش گندے مقام پر ہو۔
(مطلب یہ ہے کہ ایسی عورت سے شادی نہ کرو جس کی صورت تو بظاہر اچھی ہو مگر سیرت خراب ہو جیسے گھورے پر سبزہ اُگتا ہے وہ دیکھنے میں تو بہت اچھا، ہرا بھرا معلوم ہوتا ہے مگر اس کے اندر نجاست اور پلیدی ہوتی ہے۔ (مترجم)

ایک عالم فرماتے ہیں: "کالی عورت جو میرے لئے بچہ جنتی ہو اس گوری حسین عورت سے لاکھ درجہ بہتر ہے جو بانجھ ہو۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "جو شخص کسی عورت سے اس کے روپیہ اور حسن کی خاطر شادی کرتا ہے تو خدا اس کو نہ روپیہ پہنچنے دے گا نہ اس کے حسن سے اس کو کچھ فیض ملے گا۔ اس کے برخلاف جو کوئی صرف خدا کے حکم کی ادائی کے لئے شادی کرے گا تو خدا اس کو اس کے مال سے اور اس کے حسن سے بھی حقیقی طور پر بہرہ مند ہوئے دے گا۔"

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ یہ دُعا فرمایا کرتے تھے۔

اللھم انی اعوذ بک من	خدایا میں اس اولاد سے پناہ مانگتا ہوں جو
ولد یکون علیّ وبال وعن	میرے لئے وبال ہو، اس دولت سے پناہ
مال یکون علیّ ضیاعا و	مانگتا ہوں جو حقیقت میں برباد ہونے والی
من زوجۃ تشیبنی قبل	ہو اس عورت سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے
مشیبی۔	قبل از وقت بڈھا کر دے۔"

ایک شخص نے حضرت علیؑ کو خط لکھا: "میرے ایک عزیز ہیں جو اپنی بیٹی کو میرے نکاح میں دینا چاہتے ہیں مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ عورت کی اخلاقی حالت کمزور ہے۔"
حضرت علیؑ نے جواب میں لکھا: "اس سے نکاح نہ کرو اگر وہ بداخلاق ہے۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "ایک شخص نے حضرت علیؑ کے پاس اپنی عورتوں کی

شکایت کی، آپ نے ایک خطبہ دیا اور اس میں یوں فرمایا: "اے لوگو! تم لوگ کسی حال میں بھی عورتوں کی اطاعت نہ کرو اور نہ روپیہ پیسہ کے بارے میں ان پر بھروسہ کرو، بچوں کی پرورش و پرداخت کے پورے معاملات کا مختار ان کو مت کردو کیوں کہ یہ بھولی مخلوق ہے۔ یقیناً" ان کا ارادہ شر کا نہ بھی ہو مگر تنہا ان کی رائے اور تدبیر پر عمل سیدھی ہلاکت کے گڑھے کی طرف تیزی سے لے جاتا ہے۔ ان کے اندر خدا کی نافرمانی کا ایک مرض ہے، ان میں سے بہت کم تم پرہیزگار پاؤ گے خواہشات نفسانی پر انہیں بہت کم قابو ہوتا ہے۔ چاہے دولت کی ڈھیر ان کے سامنے لگ جائے شکر گزاری کا جذبہ ان میں پیدا نہ ہوگا کسی کی نیکیوں کو بھول جانا اور برائیوں کو حافظہ کی لوح پر کندہ کرلینا ان کی عجیب فطرت ہے، بہتان و تہمت تراشی اور یاوہ گوئی تو دن رات کا اُن کا دلچسپ مشغلہ ہے، اس طرح وہ برابر شیطان کے فریب میں رہتی ہیں، میں نہیں کہتا کہ ان سے معاملہ اچھا نہ رکھو۔ معاملہ ضرور ان سے درست رکھو۔ بات ان سے میٹھی کرو اس طریقے سے توقع ہے کہ ان کے عمل درست ہو جائیں۔"

فصل (۳) نکاح کے معاملے میں کفو کی تلاش اور دوسری ضروری احتیاطیں

ایک راوی کا بیان ہے: "میں نے حضرت ابو جعفرؓ کو ایک خط لکھا جس میں کسی خاندان میں شادی کرنے کے متعلق مشورہ طلب کیا، آپ نے جواب میں لکھا: "پہلی چیز دین ہے۔ دوسری چیز امانت ہے، جس کا خیال رکھنا چاہیئے اور اس پر میں بھی زور دوں گا، ورنہ خدا کی زمین پر تمہیں تباہیوں اور فتنوں کے لئے تیار رہنا پڑے گا۔"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں میں بھی شادی کرتا ہوں اور شادی کرکے دیتا بھی ہوں، البتہ میری بیٹی فاطمہؓ کی شادی کا معاملہ خدا کے ہاتھوں طے ہوا، یعنے اس کی شادی خود خدا کے انتخاب اور مرضی سے آسمان

پر ہوئی ہے۔" پھر حضرت علیؑ اور جعفر کے بچوں کی طرف ایک نظر ڈالتے ہوئے فرمایا:
"ہماری لڑکیاں ہمارے لڑکوں کے لئے ہیں اور ہمارے لڑکے ہماری لڑکیوں کے لئے"

امام صادقؓ فرماتے ہیں: المومنون بعضھم اکفأ بعض مومن آپس میں ایک دوسرے کے لئے کفو ہیں"۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: "جس عورت کی زناکاری کے بارے میں تمہیں علم ہوا ہو اس سے ہرگز شادی کا ارادہ نہ کرنا نہ زانی کو اپنی بیٹی یا بہن دینا سوائے اس کے کہ پکی توبہ کرنے کا علم تم کو ہوا ہو۔"

ایک دن ایک شخص نے حضرت ابو عبداللہؓ سے خدا کے اس قول کے معنی پوچھے:

الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لا ینکحھا الا زان او مشرک۔

زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا بجز زانیہ یا مشرکہ کے اور زانیہ کے ساتھ بھی کوئی نکاح نہیں کرتا بجز زانی یا مشرک کے۔

آپ نے کہا: "وہ مرد اور عورتیں جن کی زنا کاری کے اعمال طشت از بام ہو چکے ہوں اور انہوں نے توبہ نہ کی ہو۔ تو ان کو عام عورتوں اور مردوں کے ساتھ شادی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور جن پر حد جاری ہو چکی ہو تو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ زناکاری کا ان سے اندیشہ نہیں ہے۔ اس لئے وہ بھی اس معاملہ میں توبہ کا اقرار کروائے جانے کے محتاج ہوں گے۔"

ایک شخص امام حسنؓ کے پاس آیا اور اپنی لڑکی کے بارے میں آپ سے مشورہ لیا، آپ نے فرمایا: "بہرحال تم کسی نیک اور شریف آدمی کی تلاش کرو، اگر وہ اس سے محبت کرے گا تو اس کی عزت کرے گا۔ اگر محبت نہ کرے گا تو کم از کم ظلم تو نہ کرے گا۔"

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنی لڑکی کا نکاح کسی فاسق سے کر دے تو گویا اس نے قطع رحم کیا۔" اور ایک حدیث میں آیا ہے: "جو شخص شراب پیتا ہو یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ حرام ہے، تو وہ اس قابل نہیں کہ اس

سے کسی عورت کا نکاح کیا جائے۔" کہتے ہیں کہ علی بن اسنباہ نے حضرت ابوجعفرؓ کو خط لکھا: "میں اپنی لڑکی کا نکاح کس سے کر دوں کہ میں کسی کو اپنی مانند نہیں پاتا؟" آپ نے جواب میں لکھا: "میں نے تمہاری لڑکی کے نکاح کے سلسلے میں جو کچھ تم نے لکھا ہے پڑھا کہ تم اپنی مانند کسی کو نہیں پاتے، اس طرح اس معاملہ پر نظر نہ کرو کیوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، اگر تم کسی شخص کے اخلاق سے راضی ہو تو اس سے شادی کر دو ورنہ نہ کرو، ورنہ زمین پر فتنہ و فساد پیدا ہوگا۔"

ابوجعفرؓ نے ایک شخص ابو بصیر سے ایک مرتبہ پوچھا: "جب تم نکاح کا ارادہ کرتے ہو تو پھر کیا کرتے ہو؟" انہوں نے کہا: "معلوم نہیں کیا کرنا چاہیے۔" آپ نے فرمایا: "میں تمہیں ایک نماز اور دعا بتاتا ہوں اس کو پڑھ لو تو بھلا ہی بھلا ہوگا۔ دو رکعت نماز پڑھو، پھر حمد کے بعد اس طرح دعا کرو۔

اللھم انی ارید ان اتزوج،	اے اللہ میں کسی عورت سے نکاح کا ارادہ
اللھم فقدر لی من النساء	رکھتا ہوں میرے لئے ایک ایسی عورت مقدر
احسنھن خلقا وخلقا واعفھن	فرما جو حسین و جمیل اور خوش اخلاق ہو، باعصمت
فرجا واحفظھن لی فی نفسھا	و نیک بخت ہو، میری جان و مال کی حفاظت
ومالی واوسعھن رزقا واعظمھن	کرے، وسیع رزق والی، عظیم برکت والی
برکۃ وقیض لی منھا ولدا	ہو، اس کے پیٹ سے ایسی صالح اولاد
طیبا تجعلہ لی خلفا	دے جو میرے جیتے جی میری آنکھوں
صالحا فی حیاتی وبعد	کی ٹھنڈک، دل کا سرور بنے، مرنے کے بعد
موتی۔	ان کی دعائیں میرے کام آئیں۔

روایت ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شادی بی بی خدیجہؓ سے ہوئی تو حضرت ابوطالب نے بوقت نکاح یہ خطبہ پڑھا تھا: "ساری تعریف اس

خدائے پاک کے لئے ہے جس نے ہم کو ابراہیم و اسماعیل کی ذریّت سے بنایا اور معد و عدنان کے عالی خاندان میں پیدا کیا، جو خدا کے اس گھر کے محافظ ذی عزت و شرف خاندان ہے اور اس نے ہمارے لئے حج اور امن کا یہ مقدس گھر عنایت فرمایا، ہم کو لوگوں پر حکومت عطا کی۔ یہ میرا بھتیجا ہے محمد بن عبداللہ، ایسا کوئی شخص دنیا میں موجود نہیں ہے جو اس کے مقابلے پر آئے اور اس سے ہر اعتبار سے کم درجہ اور کم وزن ثابت نہ ہو، گو یہ صحیح ہے کہ مال و دولت ظاہری کی حیثیت سے وہ کچھ نہیں ہے مگر مال و دولت تو ایک ڈھلتی چھاؤں ہے جو جلد ختم ہو جاتی ہے، محمدؐ ہم میں سے ہیں جن کی قرابت تم جانتے ہو، آج وہ اور خدیجہ بنت خویلد ایک رشتۂ نکاح میں باندھے جا رہے ہیں اور محمدؐ اپنی بہترین خدمات (دینی و دنیوی دونوں قسم کی) ان کو عطا کر رہے ہیں اور واللہ یہ بڑی جانفزا اور خوش آیند خبر ہے۔"

مامون الرشید کی بیٹی کی شادی میں حضرت امام رضاؑ نے جو خطبہ دیا تھا اس کا ترجمہ یہ ہے: "ساری تعریف اس خدائے پاک کے لئے جو اپنی مہربانی سے انہیں اپنی نعمتیں بھرپور عنایت کرتا ہے، اور اپنے احسان سے اپنے شکر کی ادائی کا طریقہ بھی بتلاتا ہے، اور رحمت نازل ہو ہمارے سردار محمدؐ پر جو ساری مخلوق سے بہتر ہیں جن کے اندر وہ فضل جمع ہے جو انہیں پہلے کے رسولوں سے امتیاز بخشتا ہے، اور خدا نے ان کی وراثت ان سب کے لئے مخصوص کی جو اس کے جائز حقدار ہیں، اور ان پر بھی بہت بہت سلام ہو۔ امیر المومنین مامون نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی ہے۔ اس مفروضہ کے مطابق جو خدا نے فرمایا: "امسکوھن بمعروف او سرحوھن بالحسان" میں اس نکاح میں وہ مہر ادا کر رہا ہوں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے نکاح میں ادا کیا تھا۔ یعنے بارہ اوقیہ مگر اس کے ساتھ اپنے مال میں سے ایک لاکھ درہم بھی ادا کر دوں گا۔ اے امیر المومنین! کیا تم راضی ہو؟" مامون نے کہا: "ہاں میں

راضی ہوں، اور مجھے یہ منظور ہے۔" آپ کا ایک اور خطبۂ نکاح بھی بیان کیا گیا ہے جو عام طور پر نکاحوں میں پڑھا جاتا تھا، اس کا ترجمہ یہ ہے:

"ساری تعریف ہے اس خدائے پاک کے لئے جس نے قرآن پاک میں خود اپنی تعریف فرمائی ہے اور قرآن کو اسی سے شروع کیا ہے، اور اس کو اپنی نعمت میں اوّل قرار دیا اور اہل اطاعت کی آخر جزا بنایا، اور رحمت نازل ہو ہمارے سردار محمدؐ پر جو اس کی ساری مخلوق کے سردار ہیں، اور ان کی آل پر جو رحمت کے امام ہیں اور حکمت کے معاون، اور بیشک اسی اللہ پاک نے اپنے نبیٔ صادق کی وحی کے ذریعے اپنی کتاب ناطق میں ہمارے لئے نسب وحسب، وصل وصہر کے مضبوط قوانین مرتب کئے اور ان کو نافذ کیا، بتلایا کہ خاندانی اتصال کے لئے اور نسب وحسب کو بڑھانے کے لئے نکاح مقرر کیا گیا ہے، فرمایا:

وھو الذی خلق من الماء بشراً فجعلہ نسبا وصھرا وکان ربک قدیراً۔ (پ ۱۹ ع ۳)	اور وہ ایسا ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا اور تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔

اور فرمایا:

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔ (پ ۱۸ ـ ع ۱۰)	اور جو تم میں سے بے نکاح ہوں تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں جو اس لائق ہو اس کا بھی، اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو خدا تعالےٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالےٰ وسعت والا ہے خوب جاننے والا ہے۔

اگر نکاح کے بارے میں کوئی مضبوط آیت اور حدیث نہ بھی ہوتی تو ہمارے لئے

اس کی وہ نیکی کافی تھی جو اس میں پائی جاتی ہے اور دلوں کو ملاتی ہے، اس لئے ہر سمجھ دار آدمی اس کی طرف رغبت کرتا ہے، اور ہر توفیق پانے والا اس کے حصول کے لئے عجلت کرتا ہے، خدا کے پاس لائق وہی شخص ہے جو اس کے حکم کا اتباع کرے اور اس کے حکم کو جاری کرے اور اس کے فیصلے سے راضی رہے اور ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے کام پورے کرے اور ہمارے اور تمہارے امور میں موافقت پیدا کرے۔" اس کے بعد فرماتے کہ فلاں بن فلاں کا فلانہ بنت فلاں سے جو تم نے نکاح کیا ہے خدا اس سے راضی رہے۔ اور مدد کرے۔

محمد تقی کا خطبہ مامون کی بیٹی سے انکے نکاح کے وقت

"ساری تعریف ہے اللہ تعالےٰ کے لئے اس کی نعمتوں کا اقرار کرتے ہوئے اور اخلاص کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے کہ کوئی معبود اس کے سوا نہیں، اور رحمت نازل ہو ہمارے سردار محمد مصطفےٰؐ پر جو تمام عالم کے سردار ہیں۔ اور ان کے سارے آل واصحاب پر۔ امابعد، بیشک اللہ کا یہ فضل ہے لوگوں پر کہ اس نے ان کو حرام کی بجائے حلال مال سے غنی کیا اور فرمایا:

وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم (ترجمہ صفحہ ۲۹۵ پر ملاحظہ میں آچکا)

وامائکم ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ

محمد بن علی بن موسےٰ ام الفضل کے ساتھ شادی کرتا ہے جو عبد اللہ مامون کی بیٹی ہے اس مہر کے معاوضہ میں جو اس کی دادی فاطمہ کے مہر کے مثل ہے یعنے پانسو درہم خالص، اے امیرالمومنین کیا آپ اس پر راضی ہیں؟" مامون نے کہا: "ہاں میں راضی ہوں اے ابوجعفرؓ" اور میں نے اپنی بیٹی ام الفضل مذکورہ کو مہر مذکورہ پر تمہارے نکاح میں دیا، کیا تم نے یہ نکاح منظور کیا؟" ابوجعفر نے کہا: "میں نے اس نکاح

کو منظور کیا۔"

ایک عالم فرماتے ہیں: "جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور دل میں اس کے مہر کے ادا کرنے کی نیت نہ رکھے تو وہ اللہ کے پاس زانی ہے اور احق شروط یہ ہے کہ تم اس کو ادا کرو، جس کی بنا پر تم نے عورت کی شرم گاہ کو حلال کروایا ہے اور مہر کے متعلق سنت محمدیہ، یہ ہے کہ پانسو درہم ہو، اور عورت کا مہر جو کچھ تم نے باندھا ہے وہ تم پر فرض ہے، مرد پر اس کی ادائی واجب ہے، اس کی زندگی ہی میں یا موت کے بعد۔ اگر عورت اپنی زندگی میں اس کو طلب نہ کرے تو پھر اس کے ورثار کو بھی اس کا حق نہیں ہے کہ اس کو طلب کریں، کیوں کہ عورت نے اس کو معاف کر دیا ہے، اور اس سے راضی رہی ہے اور پانسو درہم مہر اس لئے سنت قرار دی گئی ہے کہ جو شخص تکبیر، تسبیح تہلیل، تحمید اور درود کو سَو، سَو مرتبہ پڑھے اور اس کے بعد دعا کرے: "اے اللہ! میرا نکاح حور عین سے کر دے" تو اللہ تعالیٰ اس کا نکاح حور عین سے کر دے گا۔ اور اس تکبیر و تسبیح وغیرہ کو اس کا مہر قرار دے گا۔ اور جب کوئی شخص کسی سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دے تو اس کو یہ مہر خود لے کر کھانا جائز نہیں۔"

انس بن مالکؓ سے روایت ہے: "جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح حضرت علیؓ سے کیا تو یہ خطبہ پڑھا: "ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جو اپنی نعمتوں کی وجہ سے تعریف کیا گیا اور اپنی قدرت کی وجہ سے معبود ہے اپنی بادشاہی کی وجہ سے اطاعت کیا گیا اور اپنے عذاب کی وجہ سے ڈرنے کے لائق ہے۔ اس کا حکم آسمان و زمین میں نافذ ہے، اس نے مخلوق کو اپنی قدرت سے پیدا کیا، اپنے احکام کی ان کو تمیز دی، اپنے دین سے ان کو عزت عطا کی، اور اپنے نبی محمدؐ کی وجہ سے ان کو توقیر بخشی، اس کی عظمت بلند ہے، اس کا نام برکت والا ہے، اس نے سسرالی رشتہ کو نسب سے ملایا اور اس کو فرض گردانا، اور اس سے ناطوں۔۔۔

اور رشتوں میں محبت و الفت دی، اور لوگوں کے لئے اس کو ضروری ٹھیرایا اور اپنے کلام پاک میں اس عزت والے نے ارشاد فرمایا ہے: وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا۔ پس خدا کا حکم اس کی قضا کی طرف جاری ہوتا ہے اور اس کی قضا اس کے قدر کی طرف جاری ہوتی ہے، اور ہر قضاء کے لئے قدر ہے اور ہر قدر کے لئے اجل ہے، اور ہر اجل کے لئے کتاب۔

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتٰبِ۔ (پ ۱۳۔ ع ۱۲)

اللہ تعالےٰ جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں باقی رکھتے ہیں اور اصل کتاب ان کے پاس ہی ہے۔

بیشک اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا علی بن ابی طالب کے ساتھ نکاح کر دوں، تم سب گواہ رہو کہ میں نے چار سو مثقال چاندی کے معاوضہ میں یہ نکاح کر دیا ہے اگر اس سے علیؓ راضی ہیں۔" پھر آپ نے دعا کی اور سوکھے کھجوروں کا ایک طبق سامنے رکھا، پھر کہا لوٹو اس کو، صحابہ نے کہا: "جب ہم لوٹ رہے تھے تو اس وقت حضرت علیؓ داخل ہوئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو دیکھ کر مسکرا دئے۔ پھر کہا: "خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح تم سے کر دوں، چار سو مثقال چاندی پر بشرطیکہ تم راضی ہو۔" علیؓ نے کہا: "میں اس سے راضی ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہے۔" پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خدا تم دونوں کی پریشانی دور کر دے، دلجمعی عطا فرمائے، اور تمہاری کوشش کو کامیاب کرے اور تم دونوں کی صحبت میں برکت دے (یعنی نیک اولاد نصیب کرے)، اور تم سے بکثرت پاکیزہ نسل بڑھائے۔" اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے: "میں نے زید بن حارثہ کا نکاح زینت بنت جحش سے اور مقداد کا نکاح ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب سے کر دیا۔" اس کا مقصد یہ تھا کہ عوام کو معلوم ہو جائے کہ اب سب سے بڑا شرف صرف اسلام رہ گیا ہے۔"

فصل (۴۴)، آداب زفاف ومباشرت

صالحین میں سے کسی کا قول ہے: "جب تیرے گھر دلہن آجائے اور تو اس کو حجلۂ عروسی میں لے جائے تو دلہن کا ہاتھ پکڑ کر اس طرح دعا کر:-

اللّٰھم بامانتك اخذتھا	اے خدا میں نے اس کو تیری امانت سمجھ کر لیا
وبكلمتك استحللتھا	ہے اور تیرے کلمہ ہی سے میں نے اس کو حلال
فان قضیت لی منھا ولدًا	کیا ہے، اگر تو اس کے بطن سے مجھے اولاد
فاجعلہ مبارکًا سویًا ولا	دے تو اس کو مبارک اور کامل الخلقت
تجعل للشیطان فیہ شرکا	کر، اور ایسا نہ کر کہ شیطان کا بھی اس میں
ولا نصیبا۔	کوئی حصہ یا شرکت ہو۔

اور زفاف سے پہلے چاہئے کہ دلہن سے کہے کہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ اور اس کے ساتھ تو بھی پڑھے اس کے بعد خدا کی حمد اور درود پڑھ کر اس طرح دعا کرے:-

اللّٰھم ارزقنی الفھا وودھا	اے خدا تو مجھے اس کی الفت و مودت نصیب
ورضاھا بی وارضنی بھا	کر کہ وہ مجھ سے راضی رہے اور میں اس سے راضی
واجمع بیننا باحسن اجتماع	رہوں اور ہمارے درمیان بہترین اجتماع
وایسر ائتلاف فانك تحب الحلال	ہو اور اچھا ائتلاف بیشک تو حلال کو پسند کرتا
وتکرہ الحرام۔	ہے اور حرام کو ناپسند۔

ایک نیک آدمی فرماتے ہیں: "جب مباشرت کا ارادہ کرو تو اس طرح دعا کرو:-

اللّٰھم ارزقنی ولدًا واجعلہ	اے اللہ مجھے اچھی اولاد دے جو متقی اور پاکیزہ
تقیا ذکیا، لیس فی خلقہ زیادۃ	ہو جس کی جسمانی حالت بھی معیوب نہ ہو۔ اس میں

ولانقصان واجعل عاقبتہ الی خیر۔ کوئی کمی ہو نہ زیادتی اور اس کا انجام اچھا کر۔
اور جماع سے پہلے بسم اللہ کہے۔"

ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں: "رسول اللہؐ نے اپنے بعض اصحاب کو نصیحت فرمائی: "جب دلہن تمہارے گھر میں آئے اور بیٹھ جائے تو تم اس کے موزے اتارو، اس کے پاؤں دھو اور گھر کے دروازہ سے آخر حصہ تک پانی بہاؤ، ایسا کرنے سے گویا تم فقر کی ستر قسموں کو اپنے گھر سے دور کر رہے ہو اور غنا کی ستر قسموں کو اپنے گھر میں داخل کر رہے ہو، اسی طرح برکت کی ستر اور رحمت کی ستر قسمیں گویا ایک رفرف کی طرح دلہن کے سر پر اڑتی رہیں گی۔ تمہارے گھر کے کونے کونے میں برکت بھر جائے گی اور تمہاری دلہن ہمیشہ کے لئے جنون، جذام و برص سے امن میں رہے گی۔ ایام ماہواری کے سات دنوں میں دلہن کو ان چار چیزوں سے پرہیز کرانا چاہیئے: دودھ، سرکہ، ککڑی اور کھٹا سیب۔" اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے کہا: "ان چیزوں سے عورت کے بانجھ ہو جانے کا اندیشہ ہے، اور بانجھ عورت سے تو گھر کی حصیر زیادہ کام کی چیز ہے۔" لوگوں نے کہا: "اس کی وجہ؟" آپ نے کہا: "ایام حیض کے زمانہ میں سرکہ کھانے سے عورت باوجود پانی سے نہانے کے پاک نہیں ہوتی اور ککڑی حیض کے لئے مہیج ہوتی ہے اور زچگی میں سختی پیدا کرتی ہے، اور کھٹا سیب حیض کو کاٹتا ہے جو بیماری بن جاتی ہے۔"

کہتے ہیں ایک حکیم نے کسی شخص کو نصیحت کی تھی: "اپنی عورت سے مہینہ کے تین اوقات میں نہیں ملنا چاہیئے۔ مہینہ کے شروع میں، بیچ میں اور آخر میں، ورنہ اس ملاپ سے جو بچہ پیدا ہوگا اس کے لئے جنون و جذام دوسو اس جیسے امراض کا اندیشہ ہوگا۔ ظہر کے بعد جماع کرنے سے بچہ ترچھا پیدا ہوگا، اور شیطان ترچھے پن سے بہت خوش ہوتا ہے۔ جماع کے وقت باتیں کرنے سے بچہ میں الحاد وبے دینی پیدا ہونے کا خطرہ

ہے یا وہ گونگا ہوگا۔ عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھنے سے بچہ اندھا ہو سکتا ہے۔ دوسری عورت کا تصور کر کے اپنی عورت سے جماع کرنے سے بچہ مخنث ہوگا۔ جب حالت ناپاکی میں بستر پر لیٹتے ہو یا ناپاک عورت کے ساتھ لیٹتے ہو اور قرآن پڑھتے ہو تو گویا آسمان سے اپنے اوپر آگ کی بارش ہونے کی دعوت دے رہے ہو، جس سے یقیناً تم دونوں ہی جل کر خاکستر ہو جاسکو گے۔ بالکل برہنہ ہو کر یا ایک ہی کپڑے میں ملنے سے عورت کی محبت یا باہمی محبت کھو دینے اور آئندہ چل کر فراق و طلاق تک کی نوبت آجانے کا اندیشہ ہے، کھڑے کھڑے گدھے کی طرح مقاربت کرنے سے بچہ بستر پر پیشاب کرنے والا ہوگا، بلکہ بعض وقت ہر جگہ بلا تمیز ایسا ہی کرے گا۔ عید الفطر کی رات مقاربت نہ کرنی چاہئے ورنہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ بہت کم خوش رہے گا۔ عید الضحیٰ کی رات میں اس فعل کے کرنے سے بچہ کی چھ انگلیاں یا صرف چار انگلیاں ہو سکتی ہیں۔ میوہ دار درخت کے نیچے یہ فعل کرنے سے بچہ سنگ دل بلکہ جلاد پیدا ہوگا۔ سورج کی شعاعوں کے بالمقابل اس فعل کے کرنے سے بچہ مرتے تک حالت فقر و تنگ دستی میں رہے گا۔ اذان و اقامت کے درمیان جماع کرنے سے بچہ قتل و خونریزی پر حریص ہوگا۔ عورت کے طاہر ہونے کے بعد جب اس سے مقاربت ہو اس میں تم کو باوضو رہنا چاہئے، ورنہ بچہ دل کا اندھا اور بخیل ہو سکتا ہے۔ شعبان کی پندرہویں رات کو مقاربت کرنے سے بچہ منحوس ہو سکتا ہے۔ مہینے کی آخری دو تاریخوں میں کرنے سے بچہ رشوت خور یا معاون جرم و ظلم، اور فتن و شرور کا بھڑکانے والا ہوگا۔ گھر کی چھت یا چاندنی پر یہ فعل کرنے سے بچہ منافق، ریا کار اور بدعتی ہو سکتا ہے۔ سفر پر جانے کی تیاریاں ہوتے وقت جماع کرنے سے بچہ غیر مستحق کو روپیہ دینے والا ہوگا اور قرآن میں ہے:- اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ (الاسراء، ۲۷) فضول خرچی کرنے والے شیطان کے

بھائی ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ شیطان کا بھائی نکلے گا۔ سفر کی حالت میں تین دن تین رات کا راستہ طے کرنے کے بعد جماع کرنے سے لڑکا معاون و شریک ظلم ہوگا۔ مہینہ کی دوسری شب البتہ مبارک ہے اس میں جماع کرنے سے امید ہے کہ لڑکا حافظ قرآن ہو۔ اسی طرح صابر و شاکر بھی۔ منگل کی رات جماع کرنے سے بچہ توحید و رسالت کی سچی شہادت دینے والا ہوگا، جس کو خدا مشرکین کے ساتھ ملا کر عذاب نہیں دے گا، اس کے منہ سے خوشبو آئے گی، اس کا دل رحم والا ہوگا، سخاوت میں اس کا ہاتھ کھلا ہوگا، غیبت سے اس کی زبان پاک رہے گی۔ جمعرات کی رات میں مقاربت کرنے سے بچہ صاحب اقتدار حاکم، یا زبردست ذی علم لوگوں میں سے ہوگا۔ جمعرات کے دن زوال آفتاب کے وقت مقاربت کرنے سے ایسا بچہ پیدا ہوگا جو ضعیف ہونے تک بھی شیطان اس کے نزدیک نہ پھٹکے گا، اس کے علاوہ وہ ذہین اور کشادہ روزی والا ہوگا۔ جمعہ کی رات میں ہونے سے بچہ خطیب اور زبردست مقرر ہوگا۔ جمعہ کے دن عصر کے بعد ہونے سے بچہ مشہور و معروف عالم ہوگا۔ جمعہ کی رات آخر عشار کے بعد ہونے سے ممکن ہے بچہ ابدال میں سے ہو۔ رات کی پہلی گھڑیوں میں یہ کام نہ کرنا چاہیئے ورنہ بچہ دنیا دار قسم کا جادوگر ہو سکتا ہے۔ یہ میری نصیحتیں زبانی یاد کر لینی چاہیئے اسی طرح جس طرح عقلمند بات کو پرکھنے والا حکماء و اساتذہ کی نصائح یاد کر لیتے ہیں۔"

ایک بزرگ کا ارشاد ہے: "مہینے کے شروع، وسط اور آخر میں جماع نہیں کرنا چاہیئے، اس سے بچہ ناقص الخلقت پیدا ہو سکتا ہے یا مجنون یا مرگی کا مریض اور یہ تو مشاہدہ ہے کہ مرگی کے دورے بھی اکثر مہینے کے شروع یا وسط یا آخر میں پڑتے ہیں۔

طلوع و غروب کے وقت جب آفتاب زرد ہوتا ہے جماع مکروہ ہے، اسی طرح کشتی میں جب کہ وہ پانی پر چل رہی ہو یہ کام نہ کرنا چاہیئے اور قبلہ کی طرف منہ یا بیٹھ کر کے

کبھی جماع نہ کرنا چاہئے۔ عورت سے جماع احتلام کے بعد مکروہ ہے، ہاں غسل کر لینے کے بعد ہو سکتا ہے، ورنہ بچہ مجنوں ہوگا اور اس صورت میں ملامت کا مورد خود اس کا اپنا نفس ہوگا، اسی طرح اگر حیض والی سے جماع کرو اور بچہ جذامی یا کوڑھی ہو تو پھر ملامت بھی خود کو کر لو، ایک حکیم کا قول ہے:

من ارادالبقاء فلیباکر الغدآء ولیسفر بالعشاء ولیجود الغذآء ولیخفف الرداء ولیقل مجامعة النسآء۔

لمبی عمر حاصل کرنا چاہتے ہو تو ناشتہ جلدی کیا کر، اسی طرح شام کا کھانا بھی سویرے کھایا کرو، غذا اچھی ہونی چاہئے، جھل کو کم کیا جائے اور مجامعت کی کثرت سے پرہیز کرنا ہوگا۔

ایک ظریف لکھتے ہیں کہ اچانک فعل شروع کرنا غلط ہے، ابتداء میں پُر لطف گفتگو اور بوس وکنار وغیرہ ہونا چاہیئے۔"

علماء لکھتے ہیں: "عورت اس فعل سے مرد کی بہ نسبت ۹۹ حصّے لذت اندوز ہوتی ہے، مگر خدا نے اس کے اندر حیاء ڈالدی ہے اگر حیاء نہ ہوتی تو تم دیکھتے کہ سڑکوں ہی پر عورتوں مردوں سے چمٹ جائیں۔" اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے: "جس جگہ سے عورت اُٹھ کھڑی ہو مرد کو وہاں نہ بیٹھنا چاہیئے، جب تک کہ وہ جگہ ٹھنڈی نہ ہو جائے۔"

بعض علماء کہتے ہیں: "تین موقعوں پر ضرور کھانا کھلانا چاہیئے: ایک شادی کے موقع پر دوسرے ختنہ کے موقع پر تیسرے گھر خریدنے یا اس کی تعمیر ختم ہونے کے بعد۔"

انس رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حفصہ یا کسی اور بیوی سے شادی کی تو ولیمہ کی دعوت میں کھجور اور ستّو تھے، اور دوسرے وقت ایک ولیمہ میں صرف کھجور اور گھی تھا۔" ابو قلابہ کہتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

جب کسی کنواری عورت سے شادی کرتے تو اس کے پاس مسلسل سات رات گذارتے اور جب ثیبہ سے شادی کرتے تو اس کے پاس تین رات۔"

کہتے ہیں ایک شخص نے حضرت ابوجعفرؓ سے سوال کیا: "جماع ایک فعل حلال ہونے کے باوجود کیا یہ بعض اوقات میں مکروہ بھی ہے؟" آپ نے کہا: "ہاں، طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک، اور سورج ڈوبنے سے لے کر شفق کے ڈوبنے تک، اور اس دن جب سورج کو گہن لگتا ہے اور اس رات جب کہ چاند کو گہن لگتا ہے، اور اس دن اور اس رات جب سیاہ یا سُرخ یا زرد ہوا چلتی ہو اور اس دن جب کہ زلزلہ آتا ہے۔" کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک رات جب کہ چاند گرہن تھا اپنی ایک بیوی کے ساتھ آرام فرمایا مگر آپ سے وہ کام نہیں ہوا جو ہونا چاہئے تھا، جب صبح ہوئی تو بیوی نے پوچھا: "یا رسول اللہ! کیا آپ کے دل میں میری طرف سے کچھ کدورت تو نہیں ہے آپ نے فرمایا: "ہرگز نہیں، بلکہ بات یہ ہے کہ یہ جو نشانی آج کی رات ظاہر ہوئی اس کو دیکھ کر مجھے ناپسند ہوا کہ میں اس رات کوئی لذت حاصل کروں خدائے تعالےٰ نے قوموں کو ان کے افعال پر شرم دلائی ہے۔

وَاِنْ یَّرَوْا کِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا	اگر وہ آسمان کے ٹکڑے کو دیکھ لیں کہ گرتا ہوا
یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْکُوْمٌ فَذَرْهُمْ	آرہا ہے تو یوں کہدیں کہ یہ تو تہ بتہ جما ہوا بادل
حَتّٰى یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ فِیْهِ	ہے، تو ان کو رہنے دیجئے یہاں تک کہ ان
یُصْعَقُوْنَ۔	کو اس دن سے سابقہ ہو جس میں ان کے
(پ ۲۷ ع ۴)	ہوش اُڑ جائیں گے۔

امام صادق فرماتے ہیں: "مرد کے لئے مضائقہ نہیں کہ وہ اپنی عورت کو عریانی کی حالت میں دیکھے۔" اور آپ سے پوچھا گیا: "کیا کوئی غلام اپنی مالکہ کے بال دیکھ سکتا ہے؟" آپ نے فرمایا: "ہاں، اور اس کی پنڈلی بھی۔"

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "مرد کے لئے مستحب ہے کہ اپنی بیوی کے پاس رمضان کی پہلی رات کو آئے، خدا تعالےٰ کا قول ہے:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ (البقرہ ع۲۲) حلال ہوا تم کو روزہ کی رات میں بے حجاب ہونا اپنی عورتوں سے۔

فصل (۵) عورت کا مرد پر کیا حق ہے اور مرد کا عورت پر کیا؟

مرد کا حق عورت پر

ایک عالم کا قول ہے: "جو شخص اپنی عورت کی بداخلاقی پر صبر کرے تو خدا اس کو وہ اجر عطا کرے گا جو ایوب علیہ السلام کو مصائب پر صبر کرنے کی وجہ سے عطا کیا گیا تھا، اور جو عورت اپنے شوہر کی بداخلاقی پر صبر کرے گی تو اس کو آسیہ (فرعون کی بیوی) کا درجہ ملے گا۔"

روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی: "یا رسول اللہ عورت پر مرد کا کیا حق ہے؟" آپ نے فرمایا: "اطاعت کرے، نافرمانی نہ کرے، اس کے گھر کی کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر خیرات بھی نہ کرے، اور نہ نفل روزہ اس کی اجازت کے بغیر رکھے، اور اپنے خاوند کو صحبت سے نہ روکے اگرچہ کاٹھی کی پشت[۱] پر ہو، اور نہ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلے، اور اگر نکلے گی تو اس پر آسمان اور زمین کے فرشتے اور غضب اور رحمت کے فرشتے لعنت کریں گے، یہاں تک کہ

---

[۱] یعنی اونٹ پر سوار جا رہی ہو، بعضوں نے کہا کہ عورتیں جب زچگی کا وقت قریب آتا تو اونٹ کی کاٹھی پر بیٹھتیں تاکہ بچہ آسانی کے ساتھ پیدا ہو جائے مطلب یہ کہ عورت کو کسی حال میں بھی خاوند کو وطی سے روکنا جائز نہیں، ہر وقت اس کی اطاعت کرنی چاہیئے۔

وہ اپنے گھر کو واپس ہو جائیے۔" اس عورت نے پوچھا: "یا رسول اللہ مرد پر کس عورت کا سب سے زیادہ حق ہے؟" فرمایا: "اس کی والدہ کا" پھر اس نے پوچھا: "سب سے بڑا حقدار مرد عورت کے لئے کون ہے؟" آپ نے فرمایا: "اس کا شوہر" پھر اس نے کہا: "کیا اس کا حق بھی مجھ پر اتنا ہی ہے جتنا میرا حق اس پر؟" آپ نے کہا: "ہرگز نہیں اس کے فیصدی ایک کے برابر بھی نہیں۔" پھر اس عورت نے کہا: "قسم ہے اس کی جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا، کوئی شخص میری گردن کا مالک نہیں ہو سکتا سوائے میرے شوہر کے۔"

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی عورت اپنی زبان سے بھی شوہر کو اذیت دے تو اللہ تعالےٰ نہ اس کا نفل قبول کرے نہ فرض نہ توبہ نہ فدیہ چاہے وہ دن کو روزہ رکھنے والی اور رات بھر نماز پڑھنے والی ہو، اور غلاموں کو آزاد کرتی ہو۔ اور راہ خدا میں جہاد کے لئے بھی نکلتی ہو، وہی سب سے پہلے جہنم میں ڈھکیلی جانے کے لائق ہو گی۔ ایسا ہی وہ شوہر جو عورت پر ظلم کرے۔" اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے: "اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ نرمی نہ برتے اور اس پر ایسا بوجھ ڈالے جو اس کی برداشت سے زیادہ ہو تو اس کی کوئی نیکی قبول نہیں کی جائے گی اور وہ خدا سے اس حال میں ملے گی کہ وہ اس پر غضبناک ہو گا۔"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کی شادی ایک شخص سے کر دی، اس عورت نے اس مرد میں کچھ ایسی بات پائی جو اسے ناگوار معلوم ہوئی اور آپ کے پاس اس کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: "شاید تمہارا ارادہ خلع لینے کا ہے، یاد رکھو تم اللہ کے پاس سڑے ہوئے گدھے کی لاش سے زیادہ بدبودار قرار پاؤ گی۔"

ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "کسی عورت کے لئے شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر نہ غلام آزاد کرنے، نہ خیرات کرنے، نہ "تدبیر" نہ ہبہ، نہ حج، نہ

زکات کا اختیار حاصل ہے۔"

ایک عالم کا قول ہے: "عورت پر مرد کے حقوق اس قسم کے ہیں: وہ اس کے لئے چراغ روشن کرے، کھانا تیار کرے، جب وہ باہر سے آنے لگے تو دروازہ ہی پر اس کا استقبال کرے، جب وہ وضو کرے ــــ تو طشت، لوٹا اور تولیہ لے آئے، جب وہ ہمبستری کے لئے بلائے تو بلا چون وچرا آجائے، سوائے اس کے کہ کوئی عذر یا بیماری ہو۔" امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا: "یا رسول اللہ! ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ بعض لوگوں کو سجدہ کرتے ہیں۔" آپؐ نے فرمایا: "اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت دے سکتا تو شوہر کے آگے بیوی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا۔" نیز آپ نے فرمایا: "کوئی عورت خدا کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ شوہر کا حق ادا نہ کرے۔"

ابو جعفرؓ کہتے ہیں: "خدا نے مرد پر بھی جہاد فرض کیا ہے اور عورت پر بھی، مرد کا جہاد یہ ہے کہ اپنے جان و مال کو خدا کی راہ میں صرف کرے یہاں تک کہ وہ اللہ کی راہ میں مارا جائے، مگر عورت کا جہاد یہ ہے کہ مرد کی طرف سے پڑنے والی تکلیف برداشت کرے اور اس پر صبر کرے۔" اور آپ فرماتے ہیں: "مردوں میں سے نجات پانے والے بہت کم ہیں مگر عورتوں میں سے تو بہت ہی کم ہیں۔"

اور ایک حدیث میں آیا ہے: "جهاد المرأة حسن التبعل" عورت کا جہاد یہی ہے کہ اپنے خاوند کے ساتھ اچھی طرح گذران کرے۔" اور آپ نے فرمایا: "اگر کوئی عورت ایسی حالت میں سو جائے کہ اس کا شوہر حق پر اس سے ناراض ہو تو اس کی نماز تک قبول نہ ہوگی جب تک کہ وہ اس سے راضی نہ ہو جائے۔" اور فرمایا: "جو عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلے تو اس کے لئے نفقہ طلب کرنے کا حق نہیں ہے جب تک کہ واپس نہ آجائے۔" اور فرمایا: "جو عورت اپنے مرد کے

سوار، دوسروں کی خوشنودی کے لئے عطر لگائے تو اس کی نماز بھی قبول نہ ہوگی جب تک وہ اس عطر کو کپڑوں سے دھو نہ لے، جیسا کہ جنابت کے بعد وہ غسل کرتی ہے۔"

اور فرمایا: "اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے یہ کہا کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی، تو اس کے عمل حبط (باطل در ائیگاں) ہو جائیں گے۔"

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں: "ایک شخص غازی بن کر راہ خدا میں نکلا، اور اپنی عورت کو یہ حکم دیا کہ تو جس بنگلہ میں رہتی ہے میرے آنے تک نیچے کبھی نہ اترنا، اور نیچے کی منزل میں اس کا باپ رہتا تھا، عورت نے اس بات کی شکایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کی، آپ نے فرمایا: "شوہر کے حکم پر ہی چلنا تمہارے لئے ضروری ہے۔" اس کا باپ مر گیا، اس نے آپ سے دریافت کرایا کہ کیا وہ میت میں جا سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا: "اطاعت شوہر ہی میں تیرا ثواب ہے۔" جب اس نے اس پر عمل کیا تو آپ نے کہلا بھیجا: "اطاعت شوہر کی وجہ سے خدا نے تجھے اور مرحوم باپ دونوں کو بخش دیا۔"

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی۔" تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کیلئے بہتر ہوں۔"

اب یہ سنئے کہ عورت کا مرد پر کیا حق ہے: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام نے عورت کے بارے میں اس حد تک وصیت کی کہ میں نے خیال کیا کہ اس کی طلاق اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ اس سے کھلا ہوا گناہ سرزد نہ ہو جائے۔" فرمایا: "اگر کوئی شخص عورت سے تکلیف برداشت کرے، خواہ ایک لفظ ہی کی حد تک کیوں نہ ہو، خدا اس کی گردن کو آگ سے آزاد کر دے گا، اس کے لئے جنت کو واجب کر دے گا، اس کے لئے دو سو نیکیاں لکھ دے گا، دو سو برائیاں اس کی مٹا دے گا، اس کے دو سو درجے جنت میں بلند کرے گا، اور اس کے ہر بال کے

عوض ایک سال کی عبادت اس کے لئے لکھ دے گا۔"

کسی نے ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "عورت کا مرد پر کیا حق ہے۔" آپ نے کہا: "اس کو پیٹ بھر کھانا کھلائے اور تن بھر کپڑا پہنائے، اگر وہ جہالت کرے تو اسے معاف کر دے۔" فرمایا: "ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے پاس سارہ کے خُلق کی شکایت کی تو خدا نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ عورت کی مثال ایک پسلی کی سی ہے اگر تم اس کو سیدھا کھڑا کرنا چاہو تو وہ ٹوٹ جائے گی اگر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو تو اس سے فائدہ اٹھا سکو گے۔" میں نے پوچھا: "یہ کس نے کہا؟" آپ نے غصہ میں آکر کہا: "واللہ، یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔" کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ کی ایک بی بی تھیں جو آپ پر بہت برہم ہوا کرتی تھیں، مگر آپ اس کو معاف کر دیتے تھے۔ رسول اللہؐ فرماتے ہیں: "جو بندہ کماتا ہے پھر اپنی بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے، اللہ تعالےٰ اس کے ہر درہم کے خرچ کو سات سو درہم خیرات کے برابر ثواب میں لکھ لیتا ہے۔" اور آپ فرماتے ہیں: "بہترین شخص میری امت میں سے وہ ہے جو اپنے گھر والوں پر زیادتی نہیں کرتا، شفقت و مہربانی سے پیش آتا ہے پھر یہ آیت پڑھی:

"اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ (پ۵ ع۳) — مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر۔

امام باقر کہتے ہیں: "جو مرد اپنی عورت کو اتنا کپڑا بھی نہیں پہنا سکتا کہ اس کا ستر عورت ہو، اتنا کھانا بھی نہیں کھلا سکتا کہ نماز کی قوت اس میں نہ ہو تو، قاضی وقت اس کو شوہر سے جدا کر سکتا ہے۔" ابو عبداللہ اس آیت کے معنے کے بارے میں: وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰہُ اللّٰہُ (پ۲۸ ع۱۷) جس کی آمدنی کم ہو اس کو چاہیے کہ اللہ نے جتنا اس کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔" فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنا خرچ کرے کہ پیٹ میں قوت آجائے اور تن ڈھکے اگر اتنا بھی

نہ ہو سکے تو ایسے شوہر سے جدائی کروادی جائے، اور فرمایا: "جس وقت یہ آیت اتری:
یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا۔ (پ ۲۸ع ۱۹) اے ایمان والو تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

تو ایک مسلمان اس کو سن کر رونے لگا اور کہنے لگا: "ہائے، میں اپنے اہل کو آگ سے بچانے میں عاجز ہوں۔" یہ سن کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تیرے لئے یہ کافی ہے کہ تو ان کو وہی حکم دے جو تو اپنے نفس کو دیتا ہے اور انہیں ان باتوں سے روکے جن سے تو خود رکتا ہے۔"

نیز امام فرماتے ہیں: "رسول اللہ کے پاس ایک عورت کسی غرض کے لئے آئی، آپ نے اس سے کہا: "کیا تو ان عورتوں میں سے تو نہیں جنہیں شوہر اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے بلاتا ہے اور وہ ٹال مٹول کرتی ہیں (یعنے شوہر صحبت کے لئے بلاتا ہے اور وہ حیلہ حوالہ کرتی ہے) اور مرد اسی طرح بے کلی کی حالت میں سو جاتا ہے اور رات بھر فرشتے عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں؟" اور ایک حدیث میں آیا ہے: "خدا اس بندے پر رحم کرتا ہے جو بیوی کے ساتھ اپنا معاملہ اچھا رکھتا ہے، کیوں کہ خدا نے اس کو اس کا مالک اور قیم بنایا ہے۔"

ایک فاضل کہتے ہیں: "مرد کے بیوی بچے اس کے قیدی ہیں، اور خدا کے پاس محبوب بندہ وہ ہے جو ان کے ساتھ حُسنِ سُلوک سے پیش آئے۔"

امام کاظمؑ فرماتے ہیں: "مرد کے اہل وعیال اس کے قیدی ہیں، اگر خدا اس کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ بھی ان پر انعام کرے، اگر نہ کرے گا تو یہ نعمت اس سے چھین لی جائے گی۔" حولاء نے رسول اللہؐ سے کہا تھا: "میں اپنے شوہر کے لئے خوشبو لگاتی ہوں گویا کہ میں دلہن ہوں پھر میں اس کے سامنے پیش ہوتی ہوں تاکہ وہ مجھے قبول کرے، مگر وہ ناراض ہو کر مجھ سے منہ پھیر لیتا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: کیا وہ کسی

وجہ سے خفا تو نہیں ہے ؟ اگر ہے تو اس کو راضی کرلے، اگر تو اس کی اطاعت کرے تو وہ راضی ہو جائے گا، خاوند کو ناراض کرنے پر خدا سے ڈر۔" اس نے کہا: یا رسول اللہ میرا حق اس پر کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "یہ ہے کہ تجھے وہی کھانا کھلائے جو خود کھاتا ہے، ویسا ہی کپڑا پہنائے، جیسا کہ خود پہنتا ہے، تجھے تھپڑ نہ مارے، گالی نہ دے۔" خولہ نے کہا: "اس کا حق مجھ پر کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "اس کی اجازت بغیر تو گھر سے نہ نکلے، نہ نفل روزہ رکھے، نہ اس کے مال میں سے خیرات کرے، اگر وہ کاٹھی کی پشت پر بیٹھ کر بھی بلائے تو حاضر ہو جائے۔"

رسول اللہؐ نے فرمایا: "عورت ایک گڑیا ہے، جو اس کو حاصل کرے چاہیئے کہ اُسے محفوظ بھی رکھے۔" علیؓ نے محمد بن حنفیہ سے کہا تھا: "اے میرے بیٹے، جب تجھے قوت ملے تو خدا کی عبادت کر، اگر تو کمزور ہو جائے تو خدا کی معصیت سے پرہیز کر، اور اگر تو اپنی بیوی کے لئے تیرے ہی رحم و کرم پر ہوتی ہے، نیکی اور بہتر سلوک کرے تو یہ تیرے لئے اچھا ہے، اس کی عزت کا یہ محافظ بھی ہے اور تیری مراد بر آنے کا سبب بھی ہے، عورت ایک پھول ہے وہ کسی جابر حاکم کا قانون نہیں ہے، ہر حال میں تو اس کے احوال کو عمدگی سے چلا، اس کے ساتھ اچھی صحبت رکھ، اس سے تیری زندگی بھی پاک و صاف ہو گی۔" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتقوا اللہ فی الضعیفین یعنی المملوک والمراءۃ۔	اللہ سے ڈرو، دو کمزوروں کے بارے میں، یعنی غلام اور عورت کے بارے میں۔

فصل (۶) اولاد اور انکے متعلق امور

اولاد کی فضیلت

رسول اللہؐ نے فرمایا:۔

الولد الصالح ریحانۃ من ریاحین الجنۃ — نیک لڑکا جنت کے ریاحین سے ایک ریحان ہے۔[1]

امام صادق فرماتے ہیں: "اللہ کی میراث میں سے وہ لڑکا صالح لڑکا ہے جو ایماندار ہو اور اپنے ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت کیا کرے۔" اور فرمایا:

البنات حسنات والبنون نعمۃ — یعنی بیٹیاں نیکیاں ہیں اور بیٹے نعمت ہیں
فالحسنات یثاب علیھا — نیکیوں پر ثواب دیا جائے گا اور نعمتوں کے
والنعم یسئل عنھا۔ — بارے میں سوال کیا جائے گا کہ تم نے ان سے کیا کام لیا۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اصحاب کی مجلس میں تشریف فرما تھے، اتنے میں خوش خبری آئی کہ آپ کی ایک بیوی کو جو حاملہ تھیں لڑکی پیدا ہوئی، اس مجلس میں بعض ایسے لوگ بھی تھے جو دورِ جاہلیت کے رواج کے مطابق لڑکیوں کی پیدائش پر ناک بھوں چڑھاتے تھے، چنانچہ ایسے ہی آثار ان کے چہرے پر نظر آئے، تو رسول اللہؐ نے فرمایا: "اے لوگو، لڑکی کی پیدائش کو کبھی ناپسندیدہ مت خیال کرو، وہ ایک پھول ہے جس کی خوشبو میں سونگھتا ہوں اور اس کے رزق کا خدا ذمہ دار ہے۔" اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہترین اولاد پردہ نشین لڑکیاں ہیں، جس کے

---

[1] ریحان، رحمت، روزی، راحت آرام، چین آسایش، اولاد کو بھی ریحان کہتے ہیں کیوں کہ اس سے بھی دل کو راحت اور آنکھ کو ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے۔

پاس ایک ہی لڑکی ہو تو وہ بھی آگ سے حجاب بن جائے گی، اور جس کے پاس دو ہوں وہ اس کو جنت میں لے جائیں گی، اور جس کے پاس تین یا اس سے زیادہ ہوں تو اس کے ذمہ سے جہاد اور خیرات کا فرض ساقط ہو جاتا ہے۔"

حذیفہ بن الیمان کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہؐ نے: "بہترین اولاد تمہاری بیٹیاں ہیں"

امام رضاؑ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندہ کے حق میں خیر کا ارادہ کرتا ہے تو جب تک اس کا قائم مقام نہیں پیدا کرتا، اس کو موت نہیں دیتا۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "جو شخص اپنے قایم مقام کے بغیر مر گیا تو گویا وہ دنیا میں آیا ہی نہ تھا اور جو مرا اور اس کا قایم مقام ہو تو گویا وہ بھی مرا نہیں۔" اور آپ ہی نے یہ بھی فرمایا تھا: "اللہ تعالےٰ اس شخص پر بڑا رحم کرتا ہے جو اپنے بیٹے سے شدید محبت رکھتا ہو۔" ایک شخص نے آپ سے ایک مرتبہ کہا: "مجھے تو صرف بیٹیاں ہی بیٹیاں ہیں۔" آپ نے کہا: "کیا تم ان کے وجود سے ناراض ہو؟ کہیں ان کا مرنا تو نہیں چاہتے؟ یاد رکھو اگر ایسی بات ہے تو قیامت کے دن نہیں اجر سے کوئی حصہ نہ ملے گا۔ تم جب خدا سے ملو گے تو گنہگار ملو گے۔" ایک مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں اس کو یہ اطلاع ملی کہ اسکے گھر بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ اس کے چہرے پر ناگواری کے آثار پیدا ہوئے، رسول اللہؐ نے اس سے پوچھا: "کیوں خیر تو ہے؟" اس نے مکدر لہجہ میں جواب دیا: "جی ہاں، بیٹی ہوئی ہے۔" آنحضرت نے فرمایا: "زمین اس کا بوجھ اٹھاتی ہے، آسمان اس پر سایہ فگن ہوتا، خدا اس کو رزق دیتا ہے، اور وہ ریحان ہے جس کو تم سونگھتے ہو۔" پھر آپ نے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "جس کے گھر ایک بیٹی ہوئی وہ آگ سے آزاد ہوا جس کے گھر دو ہوں، خدا اس کا فریاد رس ہے، جس کو تین ہوں جہاد کا فرض اس پر سے ساقط ہوا، اس کی ہر بلا ٹلی، جس کے چار ہوں تو پھر اے خدا کے بندو، اس کی مدد کرو، اے خدا کے بندو اس کو

قرض دو، اے خدا کے بندو اس پر رحم کرو۔"

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے تین بیٹیاں یا تین بہنیں پرورش کیں، جنت اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے۔" لوگوں نے کہا: "اگر دو ہوں تو یا رسول اللہ؟" فرمایا: "ہاں! دو پر بھی۔" کہا ایک ہو تو۔" کہا: "ایک پر بھی۔" اور فرمایا: اپنے بچوں سے محبت کیا کرو، اور ان پر رحم کرو، جو وعدہ ان سے کرو ضرور پورا کرو، وہ تمہارے پاس سے کچھ نہیں چاہتے سوائے اس کے کہ تمہارے وسیلے سے رزق کے محتاج ہیں۔" ایک مرتبہ آنحضرتؐ کے سامنے ایک شخص بیٹھا تھا جس کے دو بیٹے بھی ساتھ تھے جن میں سے اس نے ایک ہی کو پیار کیا، آپ نے فرمایا: کیا تم دونوں میں مساوات کا خیال نہیں رکھتے؟" پھر فرمایا: اپنی عورت کے درمیان عدل کرو، جیسا کہ تم خود یہ چاہتے ہو کہ لطف و احسان کے معاملے میں تمہارے ساتھ عدل کیا جائے۔"

ایک مرتبہ آپؐ اپنے دونوں نواسوں حسنؓ و حسینؓ کو پیار کر رہے تھے، ایک شخص نے جس کا نام اقرع بن حابس تھا کہا: "میرے دس بچے ہیں، مگر میں نے کسی کو پیار نہیں کیا۔" آپؐ نے فرمایا: "میں کیا کروں اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحمت نکال لی ہو۔" یا اسی قسم کا کوئی کلمہ فرمایا۔ آپؐ کا ارشاد ہے: "اپنی اولاد کے نام انبیاء کے نام کی طرح رکھو، اور تمام ناموں میں بہتر نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔" اور فرمایا: بچے کے اپنے باپ پر تین حق ہیں: اچھا نام رکھنا، تعلیم کا بندوبست کرنا اور بالغ ہونے پر ان کی شادی کر دینا۔" اور فرمایا: "اپنے بچوں کو پیار کرو، ہر پیار کے عوض ایک درجہ جنت میں ملتا ہے، اور ہر درجہ کے درمیان پانسو برس کا فاصلہ ہوتا ہے۔"

امام رضاؑ اپنے بزرگوں سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "اگر کسی قوم کو مشورہ کی ضرورت ہو اور ان میں ایسا شخص موجود ہو جس کا نام محمد یا احمد ہو تو اس سے مشورہ کرو، اس کے لئے خیر ہوگا۔" آپ نے فرمایا: "اس ذات پاک کی قسم

جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا، جو اپنے ماں باپ کی نافرمانی کر کے عاق ہو گیا وہ جنت کی بُو بھی نہیں سونگھے گا۔" حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "بچہ کا بوسہ لینا رحمت ہے، بیوی کا بوسہ لینا شہوت ہے، ماں باپ کا بوسہ لینا عبادت ہے اور اپنے بھائی کا بوسہ لینا دین ہے۔" حسن بصری اس میں یہ اضافہ کرتے ہیں: "سلطان عادل کا بوسہ لینا اطاعت ہے"

امام صادق فرماتے ہیں: "کسی شخص کا اپنے بیٹے کے ساتھ نیکی کرنا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔"

رفاعہ کہتے ہیں: "میں نے ابوالحسنؓ سے سوال کیا کہ کیا بعض مواقع پر ہم اپنی اولاد میں جن کی مائیں مختلف ہیں امتیاز و درجہ بندی کر سکتے ہیں؟" آپ نے کہا: "یقیناً اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ میرے والد مجھے میرے بھائی عبداللہ پر ترجیح دیتے تھے۔"

امام صادقؓ فرماتے ہیں: "خدا کی نعمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کا بیٹا اس کے مشابہ ہو۔" ایک شخص نے آنحضرتؐ سے سوال کیا: "کیا وجہ ہے کہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ ہم میں جو باتیں ہوتی ہیں وہ ہماری اولاد میں نہیں ہوتی۔" آپ نے فرمایا: "اولاد تم سے ہے تم اولاد سے نہیں ہو۔" علی بن حسینؓ سے کسی نے کہا: "آپ اپنی والدہ سے بھی زیادہ نیکی اور خیرات کرنے والے ہیں پھر کیا وجہ ہے آپ اُن کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھاتے؟" کہا: "میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنی والدہ سے خیرات کرنے میں سبقت لے جاؤں اور اس طرح نافرمان بنوں۔"

امام صادقؓ سے کسی نے سوال کیا: "خدا نے محمد صلعم کو یتیم کیوں بنایا؟" آپ نے فرمایا: "اس لئے کہ خدا نے نہیں چاہا کہ کسی کا بھی آپ پر احسان ہو۔" امام صادق فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ ایک شخص اپنے دوست کے لڑکے کے بارے میں خیر سگالی کا اظہار کر رہا تھا کہ آپ کا بیٹا شہسوار ہو گا، جس کی میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ امام حسنؓ بھی وہاں تھے آپ نے کہا: "کیسے کہتے ہو شہسوار ہو گا؟" اس نے کہا: "پھر میں

کیا کہوں؟" آپ نے کہا: "یوں کہو خدا کا شکر ہے جس نے تم کو نیک بیٹا دیا اور اسی سے امید ہے کہ اس کا مستقبل شاندار کرے گا اور اس کا رزق وسیع کرے گا۔"

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص بازار میں جاوے اور تحفہ خریدے، اور اسے اپنے اہل و عیال کے پاس لے آئے تو وہ بہت سے محتاج لوگوں میں خیرات بانٹنے والے کے برابر درجہ کا حقدار ہوگا، تحفہ دینا پہلے لڑکیوں سے شروع کرے، کیوں کہ جو لڑکی کو خوش کرے گا وہ اولاد اسمٰعیل میں سے ایک غلام کو آزاد کرنے والے کے برابر ثواب پانے والا ہوگا اور جو لڑکے کی آنکھ کو ٹھنڈی کرے، تو گویا وہ اللہ کی خشیت سے رویا، اور جو اللہ کی خشیت سے رویا، خدا اس کو نعمتوں والی جنتوں میں داخل کرے گا۔"

عبداللہ بن فضالہ کہتے ہیں: "میں نے عبداللہ اور ابوجعفر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ جب لڑکا تین سال کا ہوجائے تو اس سے سات مرتبہ لاالہ الااللہ کہلائے اور چھوڑ دے، پھر جب وہ تین سال سات مہینے کا ہوجائے تو اس کو سات مرتبہ محمد رسول اللہ پڑھائے، جب وہ چار سال کا ہوجائے تو اس کو صل اللہ علیٰ محمد و علیٰ آل محمد" سات مرتبہ پڑھائے، جب وہ پانچ سال کا ہوجائے تو اس کو بتاؤ کہ ہر چیز میں سیدھا اور بایاں رخ کیا ہے، جب وہ جان لے تو اس کو قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا بتائے اور اس سے کہے کہ سجدہ کر، پھر جب وہ چھ سال کا ہوجائے تو اس سے کہو کہ نماز پڑھے، اور اسے رکوع، سجدہ کا طریقہ سکھایا جائے، جب وہ سات سال کا ہوجائے تو اس کو غسل کرنا سکھلائے نو سال کا ہونے پر وضو کا طریقہ سکھائے اور نماز نہ پڑھنے پر مارے اور جب تم اس کو وضو کرنا اور نماز پڑھنا سکھادوگے تو اللہ تعالےٰ والدین کی مغفرت فرمائے گا۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "کسی انسان کی خوش نصیبی کی یہ علامت ہے

کہ بچہ شکل و شمائل اور صورت و سیرت میں اس کے مشابہ ہو۔"

ابو ابراہیمؑ کہتے ہیں کہ ان کے والد کا قول تھا: " وہ شخص نہیں مرا جو اپنی زندگی ہی میں اپنی اولاد کو سعادت مند دیکھے۔" اور فرمایا: " اسی طرح خدا نے مجھے سعادت مند بیٹیا عطا فرمایا۔" اور اشارہ ابوالحسنؑ کی طرف کیا۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں: " تم اپنے بچے کو سات سال تک تو اپنے حال پر چھوڑ دو، کھیل لینے دو، ساتویں سال سے اس کو ادب سکھانا شروع کرو، پھر اگر مسلسل سات سال تک کی تعلیم و تربیت کی محنت پر اس کا کوئی اثر معلوم نہ ہو تو سمجھو کہ آثار ٹھیک نہیں ہیں۔" اور ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: " چھ سال تک تم اپنے بچہ کو معمولی لاڈ پیار سے پال سکتے ہو، اس کے بعد پڑھنا لکھنا سکھانے کی طرف توجہ کرو، اس طرح چھ سال گزر جائیں تو پھر اپنے ساتھ ساتھ رکھ کر اپنا ہنر یا کمال سکھانے کی کوشش کرو، اتنی عمر گذرنے پر بھی نتیجہ ناموافق نکلے تو اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو، شاید خدا کوئی صورت کر دے۔"

ایک حدیث میں آیا ہے: " لڑکا سات سال تک سردار ہے، اس کے بعد سات سال تک وہ غلام ہے، اس کے بعد سات سال تک وزیر ہے اگر اس کے اخلاق اکیس سال تک سدھر جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ اگر اسے مار کر سدھارا کرو تو تمہارا عذر خدا کے ہاں قبول کیا جائے گا۔" اور فرمایا: " جو شخص اپنے بیٹے کی تادیب چاہتا ہے تو اس کے لئے بہتر ہے کہ روزانہ آدھا صاع اناج خیرات دیا کرے۔" اور آپؐ نے فرمایا:

اکرموا اولادکم واحسنوا ادبھم یغفر لکم۔

" تم اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان کی اچھی تادیب کرو، بخشے جاؤ گے۔"

امام رضاؑ فرماتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا: " بچوں کو گوشت کی چکنائی اور بساند سے پاک

رکھو، انہیں غسل دیا کرو کیوں کہ شیطان یہ بو سونگھا کرتا ہے اس لئے بچہ نیند سے چونک کر اٹھتا ہے اور اس سے کراماً کاتبین (فرشتے) اذیت پاتے ہیں۔"

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: "بچہ کے ابتدائی سات سال ڈھیل دینے کے ہیں۔ اس کے بعد سات سال ادب دینے کے، اس کے بعد کے سات سال اس سے کام لینے کے ہیں۔ وہ تیئیس سال تک لمبا ہوتا ہے اور اس کی عقل پینتیس سال میں کامل ہوتی ہے، اس کے بعد وہ تجربوں سے سیکھتا ہے۔"

امام باقرؑ فرماتے ہیں: "جب بچے دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر الگ کر دو۔" ایک حدیث میں آیا ہے: "اپنے بچے کو کسی نابکار بدکردار یا دیوانی عورت کا دودھ پلانے سے پرہیز کرو، کیوں کہ دودھ کے ذریعے کردار اور جسمانی اطوار منتقل ہوتے ہیں۔" حضرت علیؑ فرماتے ہیں: "جب تم کسی لڑکے کو دیکھو کہ اس کی آنکھوں میں مٹھاس ہے، پیشانی چوڑی ہے، رخسار بھرے بھرے ہیں، اس طرح صحت مند شکل وصورت والا ہے اور اس کا سرِ ذکر لمبا ہے (یعنے حشفہ بڑا ہے کیوں کہ وہ پوری خلقت کا ہے) تو اس سے نیک بختی اور برکت کی توقع رکھو، اس کے برخلاف اگر آنکھیں اندر دھنسی ہوئی ہوں، پیشانی تنگ ہو، رخسار پچکے ہوئے ہوں اور ناک کی نوک تیز ہو تو ایسی توقع مت رکھو۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "بچہ ہر سال اپنی انگلیوں کے حساب سے چار انگل بڑھتا ہے۔" اور آپ ہی اپنے بزرگوں کی روایت کردہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں: "یاد رکھو بچہ کو، بچہ کو، بچہ کو، اور بچی کو، بچی کو، بچی کو (اس طرح تین تین مرتبہ کہتے ہوئے تاکیداً فرمایا) دس سال کے بعد ان کے بچھونوں کو علیحدہ علیحدہ کر دو۔" نیز آپ فرماتے ہیں: "جب لڑکی چھ سال کی ہو جائے تو اس کا بوسہ نہ لینا چاہیئے، اسی طرح جب لڑکا سات سال کا ہو جائے تو کوئی عورت اس کا پیار نہ لے۔" ابن عمرؓ کی روایت کی رو سے رسول اللہؐ نے فرمایا: سات

سال کی عمر کے بعد ہی بچہ اور بچی کا بستر الگ الگ کرو۔" اور بعض چھ سال کی بھی روایت کرتے ہیں۔

اولاد کی تمنّا اور دعا

بکر بن صالح کہتے ہیں: "میں نے ابوالحسنؒ کو لکھا کہ میں اولاد کی تمنا سے شادی کے پانچ سال بعد تک بچا رہا، کیوں کہ میری بی بی بچوں کا کھڑاگ فطرتاً ناپسند کرتی تھی اور کہتی تھی" ہمارے پاس پیسہ ہی کونسا ہے جو بچے پالیں۔" آپ نے کہا "غلط ہے، اولاد کی تمنا رکھو اور دعا کیے جاؤ، اللہ ان کے رزق کا ضامن ہے۔"

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا نبیؐ نے: "اولاد کی طلب اور دعا جاری رکھو، کیوں کہ بچے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا چین اور راحت ہیں، اور تم بوڑھی اور بانجھ عورتوں سے بچے رہو۔"

علیؓ بن حسینؓ اپنے بعض دوستوں کو طلبِ اولاد کے لیے یہ دعا سکھاتے تھے۔

رب لا تذرنی فردًا وانت	اے رب میرے نہ چھوڑ مجھ کو اکیلا اور تو ہی
خیرالوارثین واجعل لی من	سب سے بہتر وارث ہے، عطا کر اپنے پاس سے
لدنك وليا يرثنى فى حياتى	کوئی ولی جو وارث ہو میرا زندگی میں اور بخشش
ويستغفر لى بعد وفاتى	چاہے میرے لئے بعد وفات کے اور اس کو
واجعله خلقا سويا ولا تجعل	کامل الخلقت بنا یعنی اسے عیب والا نہ کر جسمانی
الشيطان فيه نصيبا،	حیثیت سے بھی، اور شیطان کو اس میں حصہ نہ دے
اللّٰهم انى استغفرك واتوب	یعنی اس کو شیطان کے اثر میں نہ کر کہ وہ اسکے
اليك انك انت الغفور	کردار کو بگاڑے اے اللہ میں تجھ سے بخشش چاہتا
الرّحيم۔	ہوں اور توبہ کرتا ہوں بیشک تو غفور و رحیم ہے۔

اور فرمایا: "یہ دعا ستر مرتبہ پڑھو بہت مجرّب ہے، بہت کم ایسا ہوگا کہ مقبول نہ ہو بلکہ اولاد کے ساتھ خدا دین و دنیا کی نعمتیں بھی دیگا، کیونکہ خدائے تم فرماتا ہے:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ	میں نے کہا گناہ بخشوا لو۔ اپنے رب سے بیشک
اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ	وہ ہے بخشنے والا، چھوڑدے گا آسمان کی تم پر
عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ	چادریں، اور بڑھادے گا تم کو مال اور
بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ	بیٹوں سے اور بنادے گا تمہارے واسطے
جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (نوح ع ۱)	باغ اور بنادے گا تمہارے لئے نہریں۔

ابوجعفرؒ فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ میں خلیفہ ہشام بن عبدالملک سے ملنے اس کی ڈیوڑھی پر گیا، مگر باریابی میں بڑی دیر لگ گئی جس سے مجھے بڑی کوفت ہوئی۔ تاہم حاجب (دربان) سے باتوں میں وقت کٹ رہا تھا، اثنا ر گفتگو میں حاجب نے مجھے بتلایا کہ وہ لاولد ہے اور اُسے اولاد کی بڑی تمنا ہے۔ میں نے اس سے کہا: "میں تمہیں ایک دُعا سکھاؤں جو سو فیصدی مقبولیت کی تاثیر رکھتی ہے مگر اس شرط پر سکھاؤں گا کہ خلیفہ کے پاس جلد بھجوانے کی فکر کرنا۔" اس نے کہا: حضور آپ مجھے سکھا دیجئے میں آپ کی شرط دل و جان سے منظور کرتا ہوں۔" چنانچہ اس نے مجھے خلیفہ کے پاس جانے کی اجازت دی۔ ملاقات کے بعد جب میں واپس ہونے لگا تو اس نے پوچھا! "ہاں فرمایئے تو وہ کیا دُعا ہے؟" میں نے کہا: "مجھے خود اس کا خیال ہے، میں سکھانے والا ہی تھا۔ تم صبح کو سبحان اللہ ستر مرتبہ، استغفر اللہ ستر مرتبہ، تہلیل نو مرتبہ پڑھو، اس کے بعد استغفار کی یہ آیت پڑھو: اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (نوح آیت ۱۱) اسی طرح شام کو بھی یہی پڑھا کرو، حاجب اس پر عمل کرنے لگا تو اللہ نے اس کو بہت سی اولاد دی، اس

کے بعد اس کی عادت تھی کہ ابوجعفرؑ اور ابوعبداللہؑ پر اکثر سلام و رحمت بھیجا کرتا۔ سلیمان جوزی نے اس عمل کا تجربہ کیا وہ کہتے ہیں: "میری ایک چچیری بہن سے میری شادی ہوگئی تھی مگر گود اولاد سے محروم تھی، میں نے یہ عمل اپنی بیوی کو سکھا دیا تھا وہ پڑھنے لگی، تھوڑے دنوں بعد خدا کا فضل ہوگیا اور ہم اولاد کی نعمت سے مالا مال ہوگئے۔" اور ایک خاتون کا بھی بیان ہے: "جب میرا جی حاملہ ہونا چاہتا تو میں یہ وظیفہ پڑھنے لگتی ہوں، خدا گود ی بھر دیتا ہے، اور اسی طرح دوسرے بے اولاد لوگوں کو بھی یہ عمل سکھلا کر انکو ثمر دار بننے میں مدد دیتی ہوں۔" اور ایک راوی کہتے ہیں: "میں نے ابوعبداللہؑ سے کہا: "میں ایک ایسے خاندان کا بچا کھچا فرد رہ گیا ہوں جو تقریباً سب کے سب اللہ کے پاس سدھار چکے ہیں، اور پھر میں بھی ابھی تک لاولد ہوں اگر اسی طرح ختم ہوجاؤں تو گویا اس خاندان کا نام و نشان ہی صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔" آپ نے دعا سکھائی کہ سجدہ میں جاکر یہ پڑھیں: وَقُلْ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ (آل عمران ۳۸) رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ (الانبیاء ۸۹) میں یہ پڑھنے لگا خدا نے مجھے صاحب اولاد کر دیا۔ ایک بیٹا میرا علی ہے اور دوسرا حسین۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "تم مباشرت کے وقت تین مرتبہ یہ پڑھو:۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ	اور مچھلی والے کو جب چلا گیا غصہ ہوکر پھر سمجھا کہ ہم
اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ	نہ پکڑیں گے اس کو پھر پکارا ان اندھیروں میں
اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ	کہ کوئی حاکم نہیں تیرے سوائے ـــــ تو بے عیب
كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا	ہے میں گنہ گاروں سے تھا پھر سن لی ہم نے
لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ	اس کی فریاد اور بچادیا اس کو اس گھٹنے سے
نُـنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۔	اور یوں ہی ہم بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو (الانبیاء ۸۷، ۸۸)

اور ایک روایت کی رُو سے آپ نے فرمایا: "جب تمہاری کوئی عورت حاملہ ہو تو اس کے ساتھ ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو اور آیۃ الکرسی پڑھو، اس کے بعد بیوی کی پیشانی پر ہاتھ سے تھپکی دو پھر یہ کہو "اَللّٰھُمَّ سَمَّیتُہٗ مُحَمَّدًا" اے اللہ اس بچہ (یعنے پیدا ہونیوالے کا) نام میں نے محمد رکھا ہے تو خدا اس کو بچہ عطا کرے گا، اگر وہ اس کا نام کوئی اور رکھنا چاہے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔" ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا: "اے ابن رسول اللہ خدا نے مجھے مسلسل آٹھ بیٹیاں دیں اور ابھی تک کوئی بیٹا نہیں ہوا، آپ خدا سے دعا فرمایئے کہ وہ مجھے اولاد نرینہ عطا کرے۔" آپ نے کہا: "جب تم ہمبستری کے لئے جاؤ تو عورت کی ناف کے سیدھی طرف ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ انا انزلنا پڑھ کر اس پر دم کرو۔" وہ شخص کہتا ہے میں نے ایسا ہی کیا پھر تو مسلسل سات بیٹے ہوئے اور بہت سے لوگوں کو بھی میں نے سکھایا، ان کو بھی اولاد نرینہ ہوئی۔ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "میں ایک مرتبہ معاویہ کے پاس گیا، ملاقات کے بعد جب واپس ہونے لگا تو ان کے محل کے حاجب (دربان) نے مجھ سے درخواست کرتے ہوئے کہا: "حضور بہت روز ہوئے کہ میری شادی ہو گئی مگر اولاد سے محروم ہوں حالانکہ خدا کا دیا میرے پاس بہت کچھ ہے چونکہ میں حاجب کے عہدے پر فائز ہوں مجھے کوئی خاص عمل سکھایئے جس سے میری مراد بر آئے۔" آپ نے کہا: "تم استغفار زیادہ پڑھا کرو۔" چنانچہ وہ استغفار پڑھا کرتا تھا، کبھی تو دن میں سات سو مرتبہ پڑھتا، اس کا اثر یہ ہوا کہ اس کو دس بچے پیدا ہوئے، سب ہی اولاد نرینہ، پھر جب حضرت سے معاویہ کی ڈیوڑھی پر ملاقات ہوئی تو اس نے اس کا ذکر کیا، آپ نے کہا: کیا تم نے خدا کا قول سورۂ ہود میں نہیں سُنا: "وَیَزِدْکُمْ قُوَّۃً اِلٰی قُوَّتِکُمْ (ہود ۵۲) اور نوح ؑ کے قصہ میں فرمایا گیا: "وَ یُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ۔" (نوح ۔ ۱۲)

فصل (۷) عقیقہ اور اسکے متعلق امور میں

ابو عبداللہ نے فرمایا: "میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، فرماتے تھے: "کل مولود مرتهن بالعقیقۃ یوم القیمۃ ہر بچہ اپنے عقیقہ کے بدل رہن ہے قیامت کے دن۔" اور عقیقہ قربانی کے جانور سے زیادہ واجب ہے۔" آپ ہی کا قول ہے: "تمام انسان اپنی فطرت سے گروی ہیں اور ہر بچہ اپنے عقیقہ کے بدل گروی (رہن) ہے۔

ابو عبداللہ فرماتے ہیں: "جب میں بوڑھا ہوا تو مجھے ٹھیک یاد نہیں رہا کہ والد نے بچپن میں میرا عقیقہ کیا تھا یا نہیں، اس لئے پہلی فرصت میں، میں نے اپنا عقیقہ کر ڈالا، حالانکہ میں بوڑھا ہوں۔"

عبد الصالح کہتے ہیں: "عقیقہ یقیناً واجبات میں سے ہے، اسی طرح اگر بچے کا نام عقیقہ کے روز ہی رکھ دیا جائے تو مناسب ہے۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "دولت مند یعنے صاحب استطاعت پر تو بچہ کے تولد ہونے کے ساتھ ہی عقیقہ لازم ہے، رہا غریب آدمی تو وہ موقع کا منتظر رہے، جب کبھی اُسے ذرا سی کشادگی ملے کر ڈالے، اگر بہ بات عمر بھر بھی اس کو میسر نہ ہو تو اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔" اور فرمایا کہ عقیقہ کے لئے جہاں تک ہوسکے مینڈھا لیں اگر نہ ملے تو قربانی عید الضحیٰ میں جس قسم کی بکری دی جاتی ہے وہی دے، یہ بھی نہ ملے تو بکری کا بچہ ہی، مگر کم از کم سال بھر کا ہونا مناسب ہے۔" کسی سوال کے جواب میں آپ نے کہا: "عقیقہ میں بکری کے علاوہ گائے یا اونٹ بھی دے سکتے ہیں، بہر حال جب عقیقہ کرنا چاہو، اور یہ پیدائش کے ساتویں دن یا اس کے بعد کرنا ہوگا تو نام بھی رکھا جائے گا اور سر منڈایا جائے گا، سر کے بالوں کے ہموزن چاندی یا سونا خیرات

لہ یعنی قیامت کے دن وہ اپنے باپ کی شفاعت نہ کرے گا، جب تک اس کا عقیقہ نہ کیا جائے (وحید اللغات)

کیا جائے اور یہ بھی خیال رکھنا ہوگا کہ لڑکے کے لئے قربانی کا نر جانور لیں، اور لڑکی کے لئے مادہ۔"

اب سنیئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیقہ کا، تو آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی پیدائش کے ساتویں دن کیا تھا۔ ابو طالب کے خاندان کو دعوت دی گئی، جب ان لوگوں نے پوچھا کہ کس کا عقیقہ ہے تو آپ نے کہا محمدؐ کا، انہوں نے کہا: "کس بنا پر آپ نے اس کا نام محمدؐ رکھا۔" آپ نے کہا: "خدا سے توقع ہے کہ یہ ضرور ایسا نکلے گا کہ آسمان و زمین میں اس کی تعریفیں ہوں گی۔"

امام صادق فرماتے ہیں: "دایہ کو پاؤں دے دینا چاہیے، اگر دایہ نہ ہو تو باندی کو دیدو، یہ بھی نہ ہو تو کسی مستحق کو دے دو اور کم از کم دس مسلمانوں کا ہاتھ دھلانا چاہیے، زیادہ ہوں تو اور بہتر ہے۔" اور فرماتے ہیں: "جانور ذبح کرنے کے وقت یہ پڑھو:- یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (الانعام: ۷۹) اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (ایضاً ۱۶۲، ۱۶۳) اللّٰهم منك والیك بسم الله والله اكبر اللّٰهم تقبّل من فلان بن فلان (یہاں پیدا ہونے والے کا نام لے) اس کے بعد بسم اللہ کہہ کر ذبح کر دے۔" امام صادقؑ فرماتے ہیں: "بچہ کا نام ساتویں دن رکھا جائے، اس کا سر منڈوایا جائے اور سر کے بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کر دی جائے، جہاں تک ہو سکے مینڈھا ذبح کیا جائے، یہ نہ ہو تو دوسرا بکرا یا بکری، گوشت کاٹ کر پکا کر کچھ مسلمانوں کی دعوت کی جائے، یا اگر یہ منظور نہ ہو تو کچا گوشت ہی عزیز و اقارب دوست احباب اور غریبوں میں تقسیم کر دیا جا سکتا ہے، غلام اور لونڈی اس میں برابر ہیں، عقیقہ کا گوشت ماں باپ اور بچے نہ کھائیں، دایہ کو پاؤں دینا چاہیے، لیکن اگر دایہ اسی قسم کے رشتہ میں ہے تو نہ دینا چاہیے، گوشت چاہو تو پکا کر بانٹو یا کچا، دونوں اختیاری

ہیں، اگر اس کے ساتھ روٹی یا مرق دیا جائے تو بھی مناسب ہے، مگر جہاں تک ہو سکے غریبوں اور فقیروں کا خیال رکھو۔" اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا: "جب بچہ پیدا ہو تو پہلا کام اس کے کان میں اذان دینے کا ہے، پہلے سیدھے کان میں پھر بائیں کان میں، بائیں کان میں اقامت بولی جائے۔" اور آپ فرماتے ہیں: "جو شخص کہ چالیس دن تک گوشت نہ کھائے اس کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں اور جس کے اخلاق اس طرح بگڑیں اس کے کان میں اذان دینا چاہیئے۔" یہ ایک قسم کا علاج ہے،

ایک بزرگ بچہ کی پیدائش کے بعد ضروری کاموں کی فہرست اس طرح دیتے ہیں پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا، عقیقہ کی قربانی میں سے پاؤں تو دایہ کے لئے نکال دینا، کھجور چبا کر بچہ کو ذرا سا نگلوانا، یا صرف ذرا سا اوپر کے طارق[1] کو لگانا، سیدھے کان میں اذان دینا، بائیں کان میں اقامت کہنا، اسی دن نام رکھنا، سر منڈانا، سر کے بالوں کے وزن کے برابر تول کر چاندی یا سونا راہِ خدا میں دینا، یہ سمجھنا چاہیئے کہ خدا آسمان سے اس کا نام اتارتا ہے، ذبح کرنے کے وقت یہ پڑھا جائے۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اِیْمَانًا بِاللّٰہِ وَثَنَاءً عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَشُکْرًا لِرِزْقِ اللّٰہِ وَعِصْمَۃً بِاَمْرِ اللّٰہِ وَمَعْرِفَۃً بِفَضْلِہٖ عَلَیْنَا اَھْلَ الْبَیْتِ۔	اللہ کے نام سے اور اللہ کے ساتھ ہو کر سب تعریف ہے اللہ کی، اللہ بڑا ہے۔ ایمان ہے اللہ پر، اور تعریف ہے محمدؐ کی اور شکر ہے اللہ کی دی ہوئی روزی کا، گناہ سے بچاؤ اللہ کے حکم سے ہے اور اسکی معرفت، اسکے فضل سے جو ہم پر ہے جو اہل بیت ہیں۔

اگر وہ لڑکا ہے تو کہے:۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ وَھَبْتَ لَنَا ذَکَرًا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِمَا وَھَبْتَ وَمِنْکَ	اے اللہ تو نے ہم کو نر اولاد دی اور تو اپنی بخشش میں جیسی مصلحت دیکھتا ہے وہ چیز دیتا

[1] طارق مراد تالو ہے۔

ما اعطیت ولك ما صنعنا فتقبلہ	ہے اور ہم بھی جو کچھ کر رہے ہیں تیرے ہی لئے
منا علی سنتك و سنة رسولك	کر رہے ہیں، قبول فرمالے جو تیرے فرض اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم واخسئ	کی سنت کے موافق ہمارے کام ہیں اور
عنا الشیطان الرجیم، لك	دور کر دے ہم سے شیطان رجیم کو، ہم تیرے لئے
سفكت الدماء لا شریك	یہ خون بہارہے ہیں کوئی شریک نہیں ہے تیرا
لك الحمد للہ	سب تعریف ہے خدائے برتر کی جو تمام
رب العٰلمین۔	جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے۔

ابو عبد اللہؑ فرماتے ہیں (بروایت اپنے بزرگوں کے): "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے امام حسن و امام حسین کا عقیقہ اس طرح سے کیا تھا کہ پیدائش کے ساتویں دن دو مینڈھے ذبح کئے، گوشت کو اس طرح احتیاط سے کٹوایا کہ ہڈی کچلی یا کاٹی نہیں گئی، اس کے بعد نمک اور پانی ڈال کر اس کا مرق بنوایا اور بغیر روٹی کے ہی کھایا اور پڑوسیوں کو کھلوایا۔" اور فرمایا: "بچہ کے متعلق سات سنتیں ہیں: نام رکھوائی، سر منڈوائی، بالوں کے ہموزن چاندی یا سونے کی خیرات (بشرط مقدرت)، عقیقہ کے جانور کی قربانی، سر پر زعفران لگانا، ختنہ کروانا، پڑوسیوں کو عقیقہ کے گوشت کا تحفہ بھیجنا یا ضیافت کرنا۔"

ایک روایت میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا: "ساتویں دن بچوں کا (یعنے امام حسن و حسین کا) عقیقہ کرو اور بالوں کے ہموزن چاندی کا ٹکڑا خیرات کرو۔" اور ایک حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جب بچہ تولد ہوا (یعنی حضرت امام حسن)، تو پہلا کام رسول اللہؐ نے یہ کیا کہ کان میں اذان دلوائی۔

حضرت علی بن حسینؓ کو جب کوئی اولاد کی خوش خبری دیتا تو یہ نہیں پوچھتے کہ بچہ ہوا یا بچی بلکہ دریافت فرماتے "اس کے اندر کوئی جسمانی یا خلقی عیب تو نظر نہیں آرہا ہے؟ جب کہا جاتا کہ کوئی عیب نہیں ہے تو اطمینان ظاہر فرماتے اور پڑھتے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی لَمْ

یخلقه مشوها، اُس خدا کا شکر ہے جس نے کہ اس لڑکے کو بدنما نہیں بنایا، ابوعبداللہ سے پوچھا گیا: "بچہ کا سر منڈانے میں کیا حکمت ہے۔" فرمایا: "رحم کی کدورتوں سے اس کی صفائی ہو جاتی ہے۔"

علی بن جعفرؓ نے اپنے بھائی موسٰے سے اس لڑکے کے متعلق دریافت کیا جس کا سر ساتویں دن مونڈا نہیں گیا۔ فرمایا: "جب سات دن گزر جائیں تو اب سر مونڈنا لازم نہیں ہے۔" امام صادقؓ فرماتے ہیں: "بچے کے تالو کو کھجور سے ملنا سنت ہے اگر نہ ملے تو فرات کے پانی سے، اگر یہ نہ ملے تو بارش کا پانی ہی سہی۔" علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اپنے بچوں کی تالو کو کھجور سے ملو، جب امام حسن اور حسین پیدا ہوئے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا۔

فصل ۸ ختنہ اور اسکے متعلقہ امور کا بیان

نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ختنہ مردوں کے لئے سنت ہے اور عورتوں کے لئے بھلائی کا کام ہے۔"

ایک نیک آدمی کا قول ہے: "ساتویں دن ہی اپنے بچوں کا ختنہ کردو اس میں صفائی ہے، کیوں کہ زمین غیر ختنہ شدہ انسان کے پیشاب سے اذیت کی شکایت کرتی ہے۔" امام صادق فرماتے ہیں: "ختنہ کے وقت کی دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ ھٰذہ سنتك وسنة	اے اللہ یہ تیری سنّت ہے اور تیرے نبی کی سنّت
نبيك صلوٰتك عليه بمشئتك	ہے رحمت ہو ان پر، تیری مشیّت سے ہے، تیرے
وارادتك وقضائك لِاَمْرٍ اردته	ارادہ سے ہے، اور تیرا فیصلہ ہے جس کا کہ تو نے
وقضاءٍ قضيته وحكم انفذ	ارادہ کیا ہے اور یہ ایک حکم محکم ہے، تیرا جو جاری
فاذقته حرالحديد فی ختانه	ہو چکا ہے کہ بچہ کو ختنہ کے لوہے کا مزہ چکھنا چاہیئے

وحجامته لا مرانت اعرف به	اس کی حجامت ہونی چاہیئے، اس میں جو
منا اللهم طهره من	مصلحت ہے وہ ہم سے زیادہ تو اس سے
الذنوب وزد فی عمره	واقف ہے، اے اللہ تو اس کو گناہوں
وادفع الآفات من بدنه	سے بھی پاک کر دے، اور اس کی عمر میں
والاوجاع عن جسمه و	درازی دے، اس کے جسم کو دردوں سے
زده من الغنی وادفع	بچا، اس کو دولت دے تاکہ وہ افلاس
عنه الفقر فانك تعلم	میں نہ رہے، خدایا تو ہر بات کو خوب جانتا
ولا نعلم۔	ہے تیرے برابر ہم کہاں جان سکتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ موسے بن جعفرؓ کو جب لڑکا پیدا ہوا (یعنے امام رضاؓ)، تو فرمایا: "اگرچہ یہ لڑکا ماں کے پیٹ ہی سے ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا ہے، مگر میں اتباع سنت میں اس کو تھوڑا سا چھری کا مزہ چکھاتا ہوں تاکہ ملت حنفیہ کا اتباع ہو۔" اور آپ فرماتے ہیں: "جو شخص اپنے لڑکے کے ختنہ کے وقت یہ کلمات نہ کہہ سکے تو اس کے بالغ ہونے سے پہلے ہی کہہ لے، وہ شمشیر زنی وغیرہ کے حادثات سے مامون رہے گا۔" اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی اولاد کا ساتویں دن ختنہ کردو کہ یہ زیادہ طاہر ہے اور اس زمانہ میں نیا گوشت جلدی پیدا ہو جاتا ہے۔"

امام صادقؒ فرماتے ہیں: "جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان میں ام حبیبہ بھی تھیں، جو عورتوں کا ختنہ کرنے میں ماہر تھیں، آنحضرتؐ نے ان کو دیکھ کر کہا: "اے ام حبیبہ کیا تم جو کام کرتی رہی ہو اب بھی کر سکتی ہو؟" انہوں نے کہا: "ہاں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم!"

"مگر کیا رسول اللہؐ وہ حرام تو نہیں قرار دیا گیا ہے جس سے آپ مجھے منع فرمائیں؟" ——— آپؐ نے فرمایا: نہیں ابھی وہ حلال ہے مگر دیکھنا عورت

کا وہ حصّہ نہ کاٹنا جس سے چہرہ پر رونق رہتی ہے اور مرد کو اس سے لذّت زیادہ ملتی ہے۔" ام حبیبہ کی ایک بہن ام عطیہ بھی تھیں جو عورتوں کے بالوں میں کنگھی کرنے کا کام انجام دیتی تھیں، ام حبیبہ نے ان کو آپ سے ملایا آپ نے ان کو بھی ایک خاص ہدایت دی اور کہا اے امّ عطیہ تم کنگھی چوٹی اور دلہنوں کو سنوارنے کا کام کیا کرتی ہونا؟" انہوں نے کہا: "ہاں یارسول اللہ!" کہا: "دیکھو امّ عطیہ، لڑکی کا منہ دُھلانے کے بعد ذرا یہ احتیاط رکھنا کہ سخت قسم کے تولیہ یا کپڑے سے اس کا منہ نہ پونچھنا کیوں کہ اس سے چہرہ کی رونق جاتی رہتی ہے۔"

فصل (۹) عورتوں کی کمزوریاں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی کام کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی عورتوں کو بلاتے اور اُن سے مشورہ فرماتے تھے، پھر ان کی مخالفت کرتے تھے۔

حضرت علیؓ کے دوستوں میں سے کسی نے اپنی عورتوں کی شکایت کی تو حضرت علیؓ نے اس وقت ایک خطبہ دیا جس کا ترجمہ یہ ہے: "اے لوگو، تم کبھی حال میں عورتوں کی اطاعت نہ کرو، اور روپیہ پیسہ کے بارے میں ان پر بالکلیہ اعتماد مت کرلو اور انکے ذمہ گھر بار چلانے کا پورا کام نہ دے دو کیوں کہ اگر کسی طرح ان پر پورا پورا بھروسہ کیا جائے گا تو نتیجہ ہلاکت و بربادی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ کیوں کہ اکثر عورتیں خدا کی گنہگار ثابت ہوتی ہیں، شہوت کے وقت ان کو صبر نہیں، ان میں خود پسندی اور اپنی بڑائی ضرور ہوگی، گو بوڑھی ہو جائیں، عاجز ہونے پر بھی انکو غرور کی بیماری لاحق رہتی ہے، کثیر پر شکر نہیں کرتیں اور قلیل پر راضی نہیں ہوتیں، نیکیوں کو بھول جاتی ہیں، برائیوں کو یاد رکھتی ہیں، بہتان، غیبت، جھوٹ ان کی زبان کا مشغلہ ہے، اس طرح وہ شیطان کی مرید بن جاتی ہیں، میں کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ برابر نیک سلوک کرو۔

ان کے ساتھ بات میٹھی کرو، ان کا دل ضرور رکھو، اور توقع رکھو کہ وہ سدھر جائیں گی۔" آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: طاعۃ المرأۃ ندامۃ۔ عورت کی اطاعت کا نتیجہ حسرت ہے۔"

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "عورتوں کو گھوڑے کی سواری مناسب نہیں اس سے عورت کی شہوت بھڑکتی ہے۔" ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس عورتوں کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "ان کو اچھی بات کی نصیحت کرو قبل اس کے کہ وہ تم کو برائی کی طرف لے چلیں، ان کے شر سے خدا کی پناہ مانگو اور ان میں سے بہترین عورت سے بھی کچھ نہ کچھ احتیاط کی ضرورت ہے۔"

ابو جعفرؓ فرماتے ہیں: "یاد رکھو، عورتوں سے کوئی مشورہ نہ کرو، اور نہ اپنے قرابت داروں کے معاملہ میں ان کی بات کی اطاعت کرو، عورت جب بوڑھی ہوجاتی ہے تو اس کا خیر چلا جاتا ہے، شر رہ جاتا ہے، اس کا جمال جاتا رہتا ہے، اس کا رحم بانجھ ہوجاتا ہے، اس کی زبان نشتر سے زیادہ تیز ہوجاتی ہے اس کے برخلاف مرد جب بوڑھا ہوتا ہے تو اس کا شر جاتا رہتا ہے، خیر باقی رہ جاتا ہے، عقل ثابت رہتی ہے اس کی رائے مضبوط ہوجاتی ہے، اس کا جہل کم ہوجاتا ہے۔"

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "کل امر تدبرہ امرأۃ فھو ملعون" عورت جس معاملہ کی کہ تدبیر کرتی ہے وہ واہیات ہے، اور ایک موقع پر آپ نے فرمایا: "فی خلافھن البرکۃ ان کے خلاف رائے چلنے میں برکت ہے ایک بزرگ کہتے ہیں: "جو شخص عورت کی اطاعت کرتا ہے اس کو یہ اوندھے منہ دوزخ میں ڈالے گا۔" لوگوں نے کہا: "کیسی اطاعت؟" کہا کہ جب عورت کہتی ہے: "حمام کو چلو یا میلے میں یا شادیوں میں یا جلسوں میں، چاہے خوشی کے جلسے ہوں یا ماتمی اور بھاری بھاری ریشمی کپڑے لے آؤ تو مرد اندھا دھند اس کی اطاعت کرتا ہے۔" ابو جعفرؓ فرماتے ہیں:

" عورت کو کوئی ضرورت نہیں کہ کسی کی میت یا جنازے میں شرکت کرے، باہر جانا ہو تو وہ مرد کے ساتھ ہی جائے اور آئے، رہی کنواریاں تو ان کو نکلنا ہی نہ چاہیے۔" امام صادق رضؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ " عورتوں کو کبھی بنگلوں میں نہ رکھنا چاہیے، ان کو لکھنا سکھانا نہ چاہیے، ان کو چرخہ کاتنا سکھلاؤ ان کو سورۂ نور پڑھنا سکھلاؤ۔" آنحضرت فرماتے ہیں: " عورت کسی شخص کے سامنے ننگے سر ہو کر کبھی نہ بیٹھے۔" آنحضرت صلعم نے فرمایا: " دو شخص باہم ایک دوسرے سے اپنا بدن نہ ملائے، سوائے اس صورت کے کہ ان کے درمیان کپڑا ہو، اسی طرح کوئی عورت کسی عورت سے اپنا بدن نہ ملائے، سوائے اس کے کہ ان کے درمیان کپڑا ہو۔"

اور آنحضرتؐ نے مخنثوں پر تو لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے: " ان کو اپنے گھر میں آنے کی بھی اجازت نہ دو۔" آپ نے فرمایا: " سحق (ایک عورت کا اپنی شرمگاہ کو دوسری عورت کی شرم گاہ پر رگڑنا) لواطت کے مانند ہے، جو ایسا کرے اس کو قتل کر دو۔"

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں: " دو آدمیوں کا ایک لحاف میں سونا منع ہے سوائے کسی اضطراری حالت وصورت کے، تاہم ننگے نہ ہونا چاہیے اور ذرا دُور دُور رہنا چاہیے، اسی طرح عورتیں بھی آپس میں ایسا ہی کریں۔ اسی طرح کسی جوان بیٹی کو باپ کے ساتھ ایک لحاف میں، اور کسی جوان ماں کے جوان بیٹے کے ساتھ ایک لحاف میں نہ سونا چاہیے۔" حضرت ابو عبداللہ رضؓ الا ما ظھر منھا (النور: ۳۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد چہرہ اور کہنیوں تک دونوں ہاتھ ہیں، دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا: " عورت کی ظاہر ہونے والی زینت سرمہ اور انگوٹھی ہے۔" ایک دوسری روایت کی رُو سے انگوٹھی اور خوشبو ہے، اس طرح فرمایا کہ زینت ظاہر نہ کرو لہذا آواز دینے

والے زیوروں کو بجاتے ہوئے بھی نہ پھرو، حضرت ابو عبد اللہؑ خدائے تعالےٰ کے اس قول کہ ولا یعصینک فی معروف (الممتحنۃ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "معروف یہ ہے کہ وہ مصیبت کے وقت اپنے کپڑے نہ پھاڑلیں، اپنے چہرہ پر دوہتڑ نہ ماریں دھاڑیں مارکر نہ روئیں، قبر سے لپٹ نہ جائیں نہ اس پر جھکیں، نہ کالے کپڑے پہنیں اور نہ بال نوچ لیں۔" اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے عہد لیا تھا کہ مصیبت کے وقت نوحہ نہ کریں اور اپنا منہ نہ نوچیں، نیز کسی مرد کے ساتھ تخلیہ میں نہ بیٹھیں۔" ایک مرتبہ حضرۃ فاطمہؑ نے رسول اللہؐ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ آپ نے فرمایا ہے: "خیر النساء من لا یرین الرجال ولا یراھن الرجال" یعنے عورتوں میں سے بہترین وہ ہے جو نہ مردوں کی صورت دیکھتی ہو نہ غیر مرد اس کی صورت دیکھیں"۔ تو آپ نے فرمایا: "بیشک یہ میری حدیث ہے۔" ام سلمہؓ کہتی ہیں: "میں ایک مرتبہ رسول اللہؐ کے پاس تھی، وہاں آپ کی بیوی میمونہؓ بھی تھیں، اتنے میں اندھے صحابی ابن ام مکتومؓ آئے آپ نے کہا: "پردہ میں ہو جاؤ؟" میمونہ اور ام سلمہؓ نے کہا: "وہ تو کچھ دیکھ ہی نہیں سکتے، یارسول اللہ۔" آپ نے فرمایا: "کیا تم دونوں بھی اندھی[1] ہو۔

فصل (۱۰) نوادر نکاح میں

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "جب رسول اللہؐ ایک مرتبہ کسی سریہ سے واپس ہوئے جس میں بہت سے مسلمانوں پر آفت آئی تھی اور عورتیں چلی آرہی تھیں اور رسول اللہؐ سے

[1] یہ حدیث منسوخ ہے شاید ابتدائے اسلام میں ایسا ہوا ہوگا اسکے بعد آپ نے عورتوں کو باہر نکلنے بازار میں جانے نماز جمعہ اور جماعت میں شریک ہونے کی اجازت دیدی ہوگی، مجمع البحار میں ہے کہ یہ حدیث درع و تقویٰ پر محمول ہو اور فتویٰ اس پر ہے کہ عورتوں کو اجنبی مرد کے ناف کے اوپر اور گھٹنے کے نیچے دیکھنا درست ہے دلیل یہ ہے کہ وہ جماعت میں شریک ہوا کرتی تھیں (وحید اللغات)۔

اپنے اپنے مردوں کی حالت دریافت کر رہی تھیں تو ایک عورت نے پوچھا: "فلاں شخص کا کیا ہوا یا رسول اللہ؟" آپ نے کہا "کون تھا وہ تیرا؟" کہا: "میرا بھائی تھا" کہا: خدا کا شکر کر اور اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ کیوں کہ وہ شہید ہو چکا۔" چنانچہ اس نے صبر و استقلال کیسا تھ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ پڑھا۔ ایک عورت نے پوچھا: "فلاں شخص کا کیا ہوا یا رسول اللہ؟" آپ نے پوچھا: "کون ہوتا تھا وہ تمہارا۔" کہا: "میرا شوہر تھا۔" آپ نے فرمایا: "خدا کا شکر کرو اِنَّا لِلّٰہ پڑھو، وہ شہید ہوا۔" اس نے صرف اتنا کہا: واولاہ" ہائے مصیبت۔" آنحضرتؐ نے فرمایا: "مجھے کسی عورت کا اپنے مرد کے ساتھ جنت میں ہونے کا شاید اتنا یقین نہیں ہے جتنا کہ اس عورت کے لئے۔" ایک حدیث میں ہے فرمایا رسول اللہؐ نے: عورت کی نماز اکیلی گھر میں زیادہ افضل ہے جامع مسجد کی نماز سے اور پچیس ۲۵ گنا افضل ہے۔" امام صادقؑ ہی نے فرمایا ہے: "خدا نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ ترین اخلاق کے زیور سے آراستہ فرمایا ہے، تم بھی انہی اخلاق کے آئینہ میں دیکھ کر اپنی اصلاح کر لو، اگر تمہارے اندر بھی اس میں سے کوئی چیز ہو تو خدا کا شکر ادا کرو، اس کی طرف اور زیادہ رغبت کرو اور اس میں دس باتوں کا خاص خیال رکھو: یقین، قناعت، صبر، شکر، حلم، حسنِ اخلاق، سخاوت، غیرت، شجاعت، مروت۔"

اور آپ نے فرمایا: "تین باتوں میں نحوست کا تصور بیجا ہے، ان تینوں کا تعلق عورت، گھوڑے اور گھر سے ہے، عورت کی نحوست اس کے مہر کا بھاری ہونا اور مرد کی نافرمانی ہے، گھوڑے کی نحوست اس کا شریر ہونا اور پیٹھ پر سوار ہونے سے مانع ہونا ہے، گھر کی نحوست اس کا آنگن تنگ ہونا، پڑوسی کا شریر ہونا اور اس کے دوسرے عیوب ہیں۔"

اور آپ نے فرمایا: "عیسٰی علیہ السلام سے کسی نے پوچھا: "آپ نے شادی کیوں نہیں کی؟" آپ نے کہا: "کیوں کروں؟" لوگوں نے کہا: تاکہ اولاد ہو نسل باقی رہے۔" آپ نے کہا: "اولاد لے کر کیا کروں؟" ان عاشوا افتنوا وان ماتوا احزنوا۔" زندہ رہیں

تو فتنہ برپا کریں اور مرجائیں تو غم زدہ کریں۔" ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جہاد کا ذکر آیا ایک عورت نے عرض کی: "یا رسول اللہ کیا جہاد عورت پر فرض نہیں ہے؟" آپ نے فرمایا: "عورت کی زندگی میں بہت سے جہاد ہیں، ان میں ہو گزرنے سے اس کو ایک مجاہد فی سبیل اللہ کا مرتبہ ملتا ہے۔" پوچھا: "وہ کیا ہیں؟" آپ نے فرمایا: "بچے کا اپنے پیٹ میں بوجھ اٹھانے سے لے کر وضع حمل تک ایک جہاد ہے۔ پھر وضع حمل کے بعد سے دودھ چھڑانے تک، یہ دوسرا جہاد ہے، اگر وہ اس جہاد میں مر گئی تو یقیناً شہید ہے، اس کو شہید کا مرتبہ ملے گا۔" امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین فرمایا کرتے تھے: "جب عورت کی زچگی کا وقت آئے تو ایسی عورتوں کو جن کی ضرورت نہ ہو کمرہ سے باہر نکل جانا چاہیئے، سوائے شدید ضرورت کے کوئی عورت اس کی شرمگاہ نہ دیکھے۔" اہل بیت میں سے ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا تھا: "خدائے تعالیٰ نے اس امت مرحومہ کے لئے بیس سے کچھ اوپر باتیں تاکیداً مکروہ فرمائی ہیں اور وہ یہ ہیں نماز میں غیر ضروری اور مہمل حرکتیں، خیرات دے کر احسان جتانا، قبرستان میں بیٹھ کر ہنسنا، گھروں میں جھانک کر غیر ضروری طور پر تجسس کرنا، عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا جس کی وجہ سے اندھے بھی ہو سکتے ہیں۔" اور جماع کے وقت بات چیت کرنا جس کی وجہ سے بچے گونگے ہو سکتے ہیں، اور نماز عشاء سے پہلے سو جانا، عشاء کے بعد باتیں کرنا اور آسمان کے نیچے بیٹھ کر بغیر تہمد کے غسل کرنا آسمان کے نیچے مجامعت کرنا، اور نہر میں بغیر تہمد کے داخل ہونا کیوں کہ کہتے ہیں کہ نہروں کے اندر بستی ہے وہاں فرشتے بھی رہتے ہیں، حمام میں بغیر تہمد کے داخل ہونا، دوپہر کی نماز کی اذان اور اقامت کے درمیان بات چیت کرنا، اور طوفانی موجوں کے ہوتے ہوئے کشتی میں سوار ہونا، ایسی چھت پر سونا جس کے گرد کوئی روک نہ ہو، حائضہ عورت سے مباشرت کرنا جس کی وجہ سے بچے جذامی یا کوڑھی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اور اگر ایسا ہو تو ملامت اپنے آپ ہی کو کرنی ہوگی،

احتلام کے بعد غسل کئے بغیر عورت سے جماع کرنا اور جذامی شخص سے بالکل قریب سے بات چیت کرنا" اور حدیث میں آیا ہے: "فر من المجذوم فرارک من الاسد" جذامی سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔" اسی طرح نہر جاری میں پیشاب کرنا بھی سخت مکروہ ہے، نیز کسی درخت کے نیچے، خاص کر کھجور کے درخت کے نیچے، جس کے پھل پک رہے ہوں یا پک گئے ہوں، پیشاب کرنا مکروہ ہے، کھڑے رہ کر نہانا بھی مکروہ بتلایا گیا ہے۔ اندھیرے گھر میں بغیر چراغ کے اچانک چلے جانا مکروہ ہے، نماز میں پھونک مارنا مکروہ ہے۔"

ابو عبد اللہؑ کہتے ہیں کہ جنت والوں کی زیادہ تعداد غریب اور ناتوان لوگوں میں سے ہے۔ خدا جن کی کمزوری سے واقف ہوتا ہے ان پر رحم کرتا ہے۔" اسحاق بن عمار کہتے ہیں: "میں نے ابو عبد اللہؑ سے پوچھا: "کیا کوئی غلام اپنی مالکہ کے سر کے بال دیکھ سکتا ہے؟" آپ نے کہا: "دیکھ سکتا ہے بلکہ پنڈلی بھی۔" امام صادقؑ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن بی بی فاطمہؑ کے پاس تشریف لے گئے، خاتون جنت کے جسم مبارک پر اونٹ کے بالوں سے بنے ہوئے کپڑے تھے، اور آپ اپنے ہاتھ سے چکی پیس رہی تھیں۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اکرمؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، آپ نے صاحبزادی سے مخاطب ہو کر کہا: "جلدی ہی گذر جائیں گی فاطمہ! اس عارضی زندگی کی تلخیاں، اس کے بعد آخرت کی حلاوت اس کا نتیجہ ہو گی! اللہ تعالے نے مجھ پر آیت نازل فرمائی: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (الضحیٰ) (قریب میں تم کو عطا کرے گا رب تمہارا (نعمتیں جس سے) تم خوش ہو جاؤ گے۔" زہری بروایت امام رضا فرماتے ہیں: "خصی شخص کو بھی جائز نہیں کہ ہماری عورتوں میں گھسے اور ان کے بالوں وغیرہ کو دیکھے۔" حضرت علیؓ صرف عمر رسیدہ عورتوں کو سلام کرتے تھے جوان عورت کو سلام بھی نہ کرتے تھے، لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی

تو کہا: "اس لئے کہ جب وہ جواب دے تو گناہ ہے اس کی شیریں آواز میرے دل میں اتر جائے اور بجائے ثواب دینے کے میرا دل پُر گناہ لذت اٹھانے لگے۔" حضرت ابو عبداللہؑ سے کسی نے پوچھا: "کسی نامحرم عورت سے کسی مرد کا مصافحہ کرنا جائز ہے؟" فرمایا: "قطعاً جائز نہیں، سوائے اس کے کہ درمیان میں کوئی کپڑا ہو۔" آپ سے پوچھا گیا: "عورتیں جب مردوں سے ملیں تو کیا سلام کریں یا نہ کریں؟" آپ نے کہا: "کر سکتی ہیں ان کو علیکم السلام کہنا چاہئے، مرد السلام علیکم کہیں۔" محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ ابوجعفرؑ نے فرمایا: "کیا تم کو معلوم ہے عورتوں کا مہر چار ہزار درہم باندھنے کا رواج کیسے پڑا؟" میں نے کہا: "نہیں!" آپ نے فرمایا: "ام حبیبہ جو ابوسفیان کی بیٹی تھیں وہ حبش میں تھیں آنحضرتؐ نے ان کا نکاح منظور کیا، النجاشی نے ان کے لئے چار ہزار درہم کے مہر کی تصدیق کی، اس وقت سے اس کا رواج پڑ گیا، مگر اصل میں مہر ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی ہوتا ہے۔" حضرت علیؑ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کہیں سڑک سے گذر رہے تھے وہاں لوگ سر بازار ہی ایک جانور کو ذبح کر رہے تھے، آپ نے ادھر سے منہ پھیر لیا لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ یہ مکروہ طریقہ ہے اس طرح بر سرِ عام ذبح نہیں کرنا چاہئے۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "اگر کسی شخص کی نظر کسی جوان عورت پر پڑ جائے اور وہ اسی وقت اپنی نظر آسمان کی طرف کرے، تو ابھی وہ نظر ہٹانے نہ پائے گا کہ خدا اس کا نکاح کسی بڑی آنکھوں والی حور سے کر دے گا۔" نیز آپ فرماتے ہیں:

اول النظر لك والثانية عليك والثالثة فيها الهلاك۔ پہلی نظر تیری ہے دوسری نظر تیرے لئے گناہ ہے تیسری نظر میں تو ہلاکت ہے۔

امام باقرؑ فرماتے ہیں: "مرد کا اپنی ماں، بہن اور بیٹی کے بالوں کو دیکھنا جائز ہے۔"

حضرت علی ابن ابی طالبؑ فرماتے ہیں: "عورت کی دس شرمگاہیں ہیں جب تو نے اس سے نکاح کیا تو ایک کا ستر ہوتا ہے اور جب مر جاتی ہے تو سب کا ستر ہوتا ہے۔"

ابو عبداللہؓ فرماتے ہیں: "موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا: "بارِ الٰہا! کون سے اعمال تیرے پاس سب سے زیادہ محبوب ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "چھوٹے بچوں کی محبت میرے پاس سب سے زیادہ محبوب ہے کیوں کہ وہ میری توحید کی فطرت پر ہیں، اگر وہ مر جائیں تو میں ان کو رحمت کے آغوش میں لے لیتا ہوں اور جہاں جنت ہے۔" امام صادقؑ فرماتے ہیں: "نجس ترین گناہ تین ہیں۔ چوپائے کو قتل کرنا، عورت کا مہر روک لینا اور مزدور کی مزدوری نہ دینا۔" حضرت علیؑ فرماتے ہیں: "عورتوں کے مہر میں غلو نہ کرو، اس کا نتیجہ عداوت ہوتا ہے۔" امام صادقؑ سے کسی نے آکر کہا: "میں ایک عورت سے شادی کرنے کا ارادہ کرتا ہوں، مگر میرے والدین ایک دوسری ہی عورت کی طرف متوجہ ہیں اور اسی سے شادی کرنے پر مجھے اکسا رہے ہیں۔" آپ نے کہا: "جو عورت تیری مرغوب ہو اسی سے شادی کر اور اس عورت کو چھوڑ دے جس کو تیرے والدین چاہتے ہیں۔" نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مامن امرأۃ تصدقت علی زوجھا	جو عورت کہ قبل دخول ہی اپنے شوہر کو اپنا مہر
بمھرھا قبل ان یدخل بھا الا کتب اللہ	بخش دے تو خدا ہر دینار کے عوض اسکو ایک غلام
لھا بکل دینار عتق رقبۃ۔	آزاد کرنے کے برابر ثواب عنایت فرمائے گا۔

لوگوں نے پوچھا: "دخول کے بعد بخشنے سے یہ درجہ کیوں نہیں؟" فرمایا: "اس وقت تو عورت محبت کے جوش میں بھی کر سکتی ہے۔" روایت ہے کہ حضرت سلمانؓ نے ایک دولتمند بی بی سے شادی کی جب وہ اس کے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا اس کے گھر میں قیمتی فرش ہے۔ آپ نے کہا: "تم نے اپنے گھر کو کعبہ بنا لیا ہے؟" اس کے بعد آپ کے پاس ایک لونڈی آئی جو انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ آپ نے پوچھا: "یہ کس کی لونڈی ہے؟" کہا: "آپ کی بیوی کی۔" آپ نے کہا: "جو شخص لونڈی رکھے اور اس سے ہم بستر نہ ہو

اور وہ حرام کروائے تو اس کا گناہ اس کے سر پر ہو گا۔" امام صادقؑ فرماتے ہیں:
"جو شخص لونڈی رکھتا ہے تو لازم ہے کہ کم از کم چالیس دن میں ایک بار اسکا حق زوجیت
ادا کرے۔" حضرت علیؑ فرماتے ہیں: بیوقوف یا دیوانی عورت کا دودھ بچوں کو پلانے
سے پرہیز کرو، کیوں کہ اس کا اثر ان کے اندر آتا ہے۔" نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
بھی فرمایا: "دیوانی یا بیوقوف عورت کا دودھ پلانے سے بچہ اسی فطرت پر ڈھلنے
لگتا ہے۔" عمرو بن سلمہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خدا نے حیا کے دس
اقسام کئے ہیں، جن میں سے نو اقسام عورت کو دیئے اور مرد کو ایک، اگر ایسا نہ ہوتا
تو عورتیں مردوں کے پیچھے ایسے ہی گر جاتیں جس طرح مادہ نر کے پیچھے گر جاتی ہیں۔"
ایک عالم کا قول ہے: "مخنثوں کو بھی اسی طرح رحم ہوتے ہیں جس طرح کہ عورتوں
کے ہوتے ہیں، مگر وہ الٹے ہوتے ہیں۔" حضرت علیؑ فرماتے ہیں: "عورت جب بچہ
جنتی ہے تو پہلی چیز جو اسے کھانا چاہیئے وہ تر کھجور ہیں، یہ نہ ہوں تو سوکھے ہی سہی، کیونکہ
یہ وہ پھل ہے جو خدا نے مریم علیہا السلام کو حضرت عیسیٰؑ کے تولد ہونے کے وقت کھانے
کا حکم دیا تھا اور یہ محض اس کی افضلیت کی وجہ سے تھا۔" فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم
نے: "زنا مت کرو، اللہ تعالےٰ زنا کرنیوالوں کے جوف سے عورت کی لذت چھین لیتا ہے۔"
اور فرمایا: "تم عفت مآب رہو تو تمہاری عورتیں بھی عفت مآب ہونگی اگر تم زنا کار بنو تو عورتیں بھی زانیہ
بن جائیں گی۔" آنحضرتؐ نے فرمایا: "عورت کے لئے ضروری ہے کہ سونے سے بیشتر اپنے جسم کو
مرد کے آگے پیش کرے، اگر وہ چاہے تو اس سے استفادہ کرے۔" امام صادقؑ فرماتے ہیں:
"جو شخص اغلام بازی کرتا ہے یا خود اپنے اوپر کرواتا ہے تو جنت کے استبرق کے قالین پر
بیٹھنا اس کے لئے حرام کر دیا جائے گا۔" فرمایا رسول اللہ صلعم نے: "جو شخص کسی لونڈے کو شہوت
سے پیار کرے تو خدا اس کے منہ میں دوزخ کے آگ کی لگام لگائے گا۔" حضرت علیؑ کا قول ہے
"مومن کی شہوت اس کے صلب میں ہوتی ہے اور کافر کی شہوت اسکے دبر میں۔" اور آپ فرماتے:

ہیں: جو شخص اپنی بیٹی کو شرابی کے نکاح میں دے تو گویا اس نے قطع رحم کا گناہ کیا۔"
مسندِ فردوس میں ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "سینے کی سوئی عورت کے ہاتھ میں ایسی ہے جیسے مردِ غازی کے ہاتھ میں جہاد کا نیزہ، وہ مردِ غازی جو محض خدا کی خوشنودی کے لئے جنگ پر نکلتا ہے۔" آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورتوں کو سینے کے کام سکھلاؤ یہ ان کے لئے خیر ہے اور زینت ہے۔" انس رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی کسی کام کو اس وقت تک نہ کرے جب تک کہ مشورہ نہ کرلے، اگر مشورہ کے لئے کوئی نہ ملے تو عورت ہی سے کرے، پھر اس کے خلاف کرے کیوں کہ ان کے مشورہ کے خلاف کرنے میں برکت ہے۔" اور آپ فرماتے ہیں: "صالح عورت کے لئے بہترین کھیل سینے پرونے کا مشغلہ ہے۔" اور آپ کا ارشاد ہے: "میرے جدِ امجد حضرت ابراہیم ع غیور مرد تھے، اور میں ان سے زیادہ غیور ہوں۔ اور خدا اس شخص کے چہرے پر خاک اڑائے گا جو مومنین سے غیرت و حیا نہ رکھے۔" امام باقر رض فرماتے ہیں: عورتوں کی غیرت حسد ہے اور حسد اصل کفر ہے، عورتیں جب غیرت کرتی ہیں تو غضب کرتی ہیں اور جب غضب کرتی ہیں تو کفر کرتی ہیں، سوائے مسلمان عورتوں کے۔" جابر رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالےٰ نے غیرت (حمیت غیر کی شرکت سے) عورتوں میں نہیں رکھی بلکہ مردوں میں رکھی ہے، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مردوں کے لئے چار عورتیں تک حلال کی ہیں، برخلاف اس کے عورت کے لئے ایک ہی مرد حلال کیا ہے، اگر کوئی عورت اپنے مرد کے سوائے کسی اور مرد سے بھی محبت کرے تو خدا کے پاس وہ زناکار شمار کی جائے گی۔" اور فرمایا: "منکرات سے غیرت کی جانی چاہیئے۔" ایک بزرگ فرماتے ہیں: "میں نے امام رضا رض سے پوچھا کہ آیا خصی لوگوں سے عورتوں کو پردہ کرانا ضروری ہے؟" آپ نے کہا: "ابوالحسن رض کی بیٹیوں کے پاس تو ایسے لوگ آتے جاتے تھے، وہاں کوئی پردہ نہ تھا۔" میں نے پوچھا: "آیا وہ لوگ احرار کی قسم سے تھے؟" آپنے کہا: "نہیں" میں نے کہا: کیا صرف احرار کی تخصیص ہے پردہ کیلئے۔" آپنے کہا: "کوئی تخصیص نہیں۔"

بابِ نہم

آدابِ سفر اور اُس کے متعلق امور

اس میں آٹھ فصلیں ہیں:

فصل (۱) سفر اور اسکے محمود و مذموم اوقات کا بیان

ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "آلِ داؤد علیہ السلام کی حکمت ہے کہ عقلمند آدمی تین ضرورتوں کے سوا سفر کرنا مناسب نہیں سمجھتا: ایک تو معاشی کاروبار کی مصلحت کے تحت، دوسرے کسی ایسی لذّت کے حاصل کرنے کے لئے جو حرام نہ ہو یا اپنی آخرت کو ٹھیک کرنے کے لئے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سافروا تصحوا وجاهدوا	تم سفر کرو اس سے صحت جسمانی حاصل ہوگی
تغنموا و حجوا	جہاد کرو اس سے مالِ غنیمت ملے گا، حج کرو اس
تستغنوا	سے استغنا حاصل ہوگا۔

اور ایک حدیث میں ہے: "سافروا فانكم ان لم تغنموا افدتم عقلا۔ سفر کرو اگر تم کو دولت نہ بھی ملے ہوشیاری تو ضرور ملے گی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: السفر میزان القوم سفر قوم کی ترازو ہے۔" ابوعبداللہ فرماتے ہیں: "جب خدا کسی شخص کے لئے کسی ملک میں رزق کے اسباب پیدا کرتا ہے تو اسکے لئے وہاں حاجت بھی پیدا کر دیتا ہے۔" اور آپ فرماتے ہیں "جو شخص سفر کرنا چاہے تو چاہیئے کہ اسکے لئے ہفتہ کا دن تجویز کرے۔

اگر کوئی پتھر بھی پہاڑ سے ہفتے کے دن لڑھکے گا تو خدا اس کو اپنی جگہ واپس کر دے گا لیکن اگر اس دن سفر کرنے میں کچھ مشکلات ہوں تو پھر منگل کا دن تجویز کیا جائے یہ وہ دن ہے کہ داود پیغمبرؑ کے لئے پہلی مرتبہ لوہا نرم کیا گیا تھا۔" ابراہیم بن ابویحیٰی مدنی فرماتے ہیں "شب جمعہ میں سفر کو نکلنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔"

ابوجعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمعرات کے روز سفر پر نکلا کرتے تھے۔"

انس رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں: "محبوب ترین دن جس میں رسول اللہ سفر کو پسند فرماتے تھے وہ جمعہ کا دن تھا۔" اور فرمایا: "جمعرات کا دن ایسا ہے کہ اس کو اللہ اور اس کا رسول اور ملائکہ پسند فرماتے تھے۔" ایک بغدادی کے خط کے جواب میں جس میں سفر کے مناسب دن کے متعلق استفسار کیا گیا تھا حضرت علیؑ نے جواباً لکھا: "ہر مہینہ کا آخری چہارشنبہ اس کام کے لیے بہت بہتر ہے باوجودیکہ فال کھولنے والے لوگ اس کے خلاف ہیں، مگر میں کہوں گا کہ اس روز سفر پر نکلنے والا ہر آفت اور ہر حادثہ سے ضرور بچا رہے گا، اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر واپس ہوگا۔" فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے: "رات میں سفر کرو کیوں کہ زمین رات کے وقت لپٹی جاتی ہے۔" اور آپ فرماتے ہیں: "جمعہ کے دن کسی حاجت سے نکلنے کی میں رائے نہیں دوں گا، ایک دن تاخیر کر لینے میں کوئی حرج نہیں، دوسرے دن ہفتہ کی صبح کو نکل جاؤ بہت برکت ہوگی۔" کسی نے آپ سے خدا تعالےٰ کے اس قول کے معنی پوچھے: فاذا قضیت الصلٰوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ الآیہ تو آپ نے فرمایا: "نماز کا ختم کرنا جمعہ کے دن ہے اور زمین میں پھیل جانا ہفتہ کے دن۔" اور آپ فرماتے ہیں: "مہینے کی ان تاریخوں میں سفر کرنا مناسب نہیں، اس میں نحوست کا احتمال ہے، وہ تاریخیں یہ ہیں: ۳۔۴۔۲۱۔۲۵

اور آپ نے فرمایا: "پیر کے دن سفر کرنے سے مراد پوری نہ ہو سکے گی۔"

امام رضاؑ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: "ہفتہ کا دن مکر و حیلہ کا دن ہے اور اتوار کا دن درخت نصب کرنے اور مکان تعمیر کرنے کا دن ہے اور پیر کا دن سفر اور طلب رزق کا دن ہے، منگل کا دن لڑائی کا ہے اور چہار شنبہ منحوس دن ہے، اس میں لوگ طہارت حاصل کرتے ہیں، جمعرات کا دن امراء و رؤسا سے ملاقات کا اور حاجتوں کے پورے ہونے کا دن ہے اور جمعہ کا دن خطبہ و نکاح کا دن ہے۔" اور آپ فرماتے ہیں: "جو شخص ایسے وقت سفر کرے یا شادی کرے جب کہ چاند برج عقرب میں ہو تو بھلائی نہیں دیکھے گا۔" ایک شخص نے ابو عبد اللہؓ سے کہا: "میں نے اس کو آزمایا ہے چنانچہ مجھے جب کوئی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو میں طالع زائچہ میں دیکھتا ہوں کہ طالع خراب ہیں تو سفر پر نہیں جاتا اور اگر طالع ٹھیک ہیں تو سفر پر نکلتا ہوں، میری حاجت پوری ہوتی ہے۔" آپ نے پوچھا: "ہمیشہ ایسا ہوتا ہے؟" اس نے کہا: "ایسا ہوتا ہے۔" آپ نے کہا: "جلا دو اپنی کتابوں کو۔"

امیر المومنین حضرت علیؑ مکروہ سمجھتے تھے کہ مہینہ کی آخری تین راتوں میں کوئی شخص سفر یا شادی کرے۔" ایک بزرگ فرماتے ہیں: "سفر کے دوران میں فال پانچ موقعوں پر بھی لی جاتی ہے، ایک جب کہ مسافر سفر کر رہا ہو اور راستہ میں کوا اس کے سیدھے طرف سے پکارتا اور دُم ہلاتا ہو، دوسرے اس کے سامنے کے رُخ سے کسی ریچھ کے پکارنے کی آواز آرہی ہو، اس طرح کہ یہ آواز پہلے اوپر چڑھ رہی پھر نیچے اتر رہی ہو، اسی طرح تین مرتبہ، تیسرے کوئی ہرن اس کے سیدھے بازو سے نکل کر اس طرح بھاگے کہ اس کے بائیں جانب سے گزر جائے، چوتھے کوئی الّو بول رہا ہو، یا راستہ میں ایک ادھیڑ عورت ملے وہ اپنی شرم گاہ سامنے کرے یا کوئی ننگی یا لنگڑی گدھی ملے تو جو شخص ان باتوں سے دل میں وہم کرتا ہو تو دل کو مضبوط کرے اور نہ ڈرے اور یہ دعا پڑھے

انشاء اللہ ہر بلا سے محفوظ رہے گا، وہ دعا یہ ہے:

اعتصمت بك یا رب من شر ما اجد — اے میرے رب! جو خوف میرے دل میں آرہا
فی نفسی فاعصمنی من ذٰلك۔ — ہے مجھے اس کے شر سے تو محفوظ رکھ۔

ابو عبد اللہ رض فرماتے ہیں: "ایام مکروہہ میں سفر ٹھیک نہیں، اور سفر شروع کرنے سے پہلے کچھ خیرات ضرور کریں، اور ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھیں۔" امام زین العابدین کا قول تھا:۔

حجّوا واعتمروا تصح ابدانکم — حج اور عمرہ کرو کہ اس سے تمہارے بدن کو
وتتسع ارزاقکم وتکفوا مؤناتکم — صحت حاصل ہوگی رزق وسیع ہوگا اور تمہاری
ومؤنات عیالکم۔ — بیوی بچوں کی حاجتیں پوری ہوں گی۔

اور آپ فرماتے ہیں: "اگر کوئی پیدل حج کرنے نکلے اور سورۂ انا انزلناہ کا ورد رکھے تو انشاء اللہ کبھی اس کو تکان محسوس نہ ہوگی، اور اگر کوئی شخص جانور پر سوار ہوتے وقت یہ سورہ پڑھے، تو اس سے صحیح و سالم اترنے کا یقین ہے، اور اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔"

ابو جعفر رض کہتے ہیں: "اگر کوئی چیز ایسی ہے جو تقدیر پر بھی سبقت لے جا سکتی ہے تو میں کہوں گا کہ وہ انا انزلناہ کا وظیفہ ہے بوقت سفر یا گھر سے نکلنے کے وقت انشاء اللہ وہ ضرور صحیح و سالم ہوگا۔"

فصل (۲) صدقہ سے سفر کا افتتاح

صدقہ

ابو عبد اللہ رض سے روایت ہے: "جو شخص خیرات کیا کرتا ہے اُسے اختیار ہے کہ جس دن چاہے سفر کو نکلے۔" ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ رض سے

پوچھا: "ایام مکروہہ جیسے چہارشنبہ وغیرہ پر سفر کو نکلنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔" آپ نے کہا: "خیرات کرنے والے کو ان باتوں کی پابندی کی ضرورت نہیں جیسے پچھنے لگوانے والے کے لئے آیۃ الکرسی پڑھ لینے کے بعد کسی دن تاریخ کی حاجت نہیں۔" ایک بزرگ فرماتے ہیں: "میں نے نجوم میں دخل پیدا کر لیا تھا اور کاموں کے لئے سعد و نحس کے اوقات کی پابندی کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن موسے بن جعفرؓ سے کسی دن کے بارے میں شک رفع کرنے کے لئے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: "اگر تم کو شک کا کوئی موقع پیش آجائے تو جو فقیر بھی تم کو پہلے مل جائے اسے کچھ خیرات دے دو، پھر اطمینان سے کام کرنے لگو، اللہ تعالےٰ ہر حال میں تمہاری حفاظت کرے گا۔"

حضرت ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "جو شخص صبح کے وقت خیرات کرے وہ شام تک اس دن کی نحوست سے محفوظ و مامون ہوگا اور ابوعبداللہؓ کا خود بھی یہی معمول تھا، لوگ کہتے تھے کہ فلاں دن جیسے چہارشنبہ وغیرہ کو سفر نہیں کرنا چاہیئے یا فلاں دن کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے، آپ اس روز خیرات دیتے اور بے تامل کام شروع کرتے اور امن میں رہتے، اور آپ فرماتے ہیں: "ہم خیرات کر کے گویا خدا سے امن و سلامتی کو خرید رہے ہیں اور یہ کام رکاب پر قدم رکھنے کے ساتھ ہی ہونا چاہیئے" اور اگر سلامتی کے ساتھ کام یا سفر انجام کو پہنچے تو اس وقت بھی شکرانہ میں کچھ خیرات کر دی جائے، جتنی بھی تم سے ہو سکے، اور آپ یہ بھی فرماتے ہیں: "تم میں سے جو شخص سفر کا ارادہ کرے تو اسے چاہیئے کہ اپنے رب سے امن و سلامتی کو خریدے جس چیز سے بھی کہ اس کا نفس خوش ہو اور یہ کہتا ہوا نکلے۔

اللّٰھم انی ارید سفر کذا او کذا — اے اللہ میں اس کا ارادہ کر رہا ہوں اور میں

وانی قد اشتریت سلامتی فی سفری ھذا بھذا — نے اس سفر میں اس چیز سے سلامتی خریدی ہے

اور اس شے کو جہاں مصلحت سمجھے خرچ کرے۔

سفر میں عصا ساتھ رکھنا چاہیئے

مسند فردوس میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ سفر میں اپنے ساتھ عصا رکھے جس کے نچلے حصہ میں شام لگی ہو، اس کے کئی فائدے ہو سکتے ہیں: تھکن کے وقت اس پر ٹیک لے سکتے ہیں، اس سے بکری کے لئے پتے جھاڑ سکتے ہیں، راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹا سکتے ہیں، تکلیف وایذا پہنچانے والے جانوروں کو مار سکتے ہیں، درندوں کو دور کر سکتے ہیں اور صحرا میں اس کو قبلہ بنا سکتے ہیں۔" اور آپ نے فرمایا: "عصا ہاتھ میں رکھنا مومن کی علامت ہے اور پیغمبروں کی سنت ہے۔"

ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "عصا ساتھ لے کر چلنا تواضع کی بھی علامت ہے، اس کے لئے ہر قدم پر ہزار ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور ہزار ہزار درجے بلند ہوتے ہیں۔"

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "جو شخص سفر پہ نکلے اور اس کے ہاتھ میں عصا ہو تو امید ہے کہ وہ راستہ بھٹکنے نہ پائے گا۔" آپ نے یہ آیت پڑھکر سنائی (لما توجہ تلقاء مدین قال عسٰی ربی ان یھدینی سواء السبیل سے علٰی ما نقول وکیل تک (القصص ۲۲ تا ۲۸) اللہ تعالےٰ اس کو ضرر رساں درندوں اور سرکش چوروں کے شر سے محفوظ رکھے گا، وہ گھر آنے تک ان بلاؤں سے مصئون رہے گا، کیونکہ اس کے ساتھ ستہتر حفاظت کرنے والے فرشتے ہوتے ہیں جو اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ نیز آپ فرماتے ہیں: "عصا ہاتھ میں رکھنے والا فقر وفاقہ کی مصیبت سے بھی بچا رہے گا اور شیطان

اس کے نزدیک نہیں آئے گا۔" نیز آپ کا ارشاد ہے: "جو شخص یہ چاہتا ہے کہ زمین اس کے لئے لپیٹی جائے تو اُسے چاہئے کہ نقد کے درخت کی لکڑی کا عصا ہاتھ میں رکھے (درخت نقد کڑوے بادام کے درخت کو کہتے ہیں)

سفر میں عمامہ باندھ کر نکلنا چاہیئے

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "جو شخص سفر میں اپنی تالو پر عمامہ کا سایہ رکھے وہ سر درد وغیرہ سے محفوظ رہے گا، اس کا میں ضامن ہوں، اگر وہ ایسا نہ کرے اور درد سر میں مبتلا ہو تو ملامت اپنے آپ کو کرنی چاہیئے۔"

ابوالحسنؑ فرماتے ہیں: "میں اس شخص کا ضامن ہوں جو سفر پر نکلنا چاہے اور وہ شملہ باندھ لے وہ ضرور چوری اور ڈوبنے کی آفت سے بچا رہے گا۔"

فصل (۳)

خروج سفر کے وقت کے مستحبات نکلتے وقت کی دعائیں

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی شخص نے اپنے اہل و عیال کے لئے سفر کو نکلتے وقت ان دو رکعتوں سے زیادہ بہتر قائم مقام نہ چھوڑا جو وہ اس وقت ادا کرتا ہے اور گھر والوں کو وداع کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم انی استودعک الیوم دینی	اے اللہ میں سونپ دیتا ہوں تجھ کو آج کے
ونفسی ومالی واھلی وولدی	دن میرا دین میری جان، میرا مال، میرے گھر
وجیرانی واھل خزانتی الشاھد	والے، میرے بچے، میرے پڑوسی اور میرے
منا والغائب وجمیع ما انعمت بہ	خزانے دار اور جو ہمارے پاس حاضر ہیں یا
علیّ اللّٰھم اجعلنا فی کنفک	جو غائب ہیں اور تمام وہ چیزیں جو تو نے مجھ پر

ومنعتك وعياذك وعزك وعزجارك وجل ثناؤك وامتنع عائذك ولا إله غيرك توكلت على الحي الذي لا يموت الحمد لله الذي لم يتخذ صاحبة ولا ولدًا ولم يكن له شريك في الملك ولم يكن له ولي من الذل وكبره تكبيرا الله اكبر كبيرًا والحمد لله كثيرًا وسبحان الله بكرةً واصيلًا۔

انعام فرمائی ہیں، اے اللہ ہمیں اپنی حفاظت میں، اپنی روک میں، اپنی پناہ میں، اپنی عزت میں داخل کرلے، عزت والا ہے تیرا سایہ اور بزرگ ہے تیری ثنا، اور حفاظت میں ہے تیری پناہ لینے والا اور کوئی معبود نہیں تیرے سوا اور میں نے توکل کیا اس زندہ ہستی پر جو نہیں مرتی، تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے اور اس کی خوب بڑائیاں بیان کیجئے اللہ بہت بڑا ہے بڑائی کی حیثیت سے اور اللہ ہی کے لئے ساری تعریفیں ہے اور پاکی ہے اللہ کی صبح اور شام۔

حضرت ابو جعفرؓ کی عادت تھی کہ جب وہ سفر شروع کرتے تو سب گھر والوں اور بچوں کو جمع کرتے اور یہی دعا پڑھ کر ان پر دم کرتے، ایک بزرگ فرماتے ہیں: "میں نے موسےٰ بن جعفر رضی اللہ سے سنا اگر تم میں سے کوئی شخص سفر کا ارادہ کرے تو اپنے گھر کے دروازے کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو اور سورۃ فاتحہ پڑھے، پھر سیدھے طرف پلٹے اور یہی پڑھے پھر بائیں پھر پیچھے پلٹ کر بھی یہی پڑھے اور آیۃ الکرسی بھی اسی طرح پڑھے اس کے بعد کہے:

اللّٰھُمَّ احفظنی واحفظ ما معی — اے اللہ تو میری حفاظت فرما اور اس کی جو

وسلمنی وسلم ما معی وبلغنی میرے ساتھ ہے اور مجھے سلامت رکھ اور اس
وبلغ ما معی ببلاغ کوجو میرے ساتھ ہے اور مجھے اور میرے
الحسن۔ ساتھی کو اچھے مقصود تک پہنچا۔

امام جعفر صادقؓ سفر پر نکلنے سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللھم خل سبیلنا واحسن اے اللہ دیدے ہمیں راستہ اور ہمارا سفر اچھا کر
سیرنا واعظم عافیتنا۔ اور ہماری عافیت عظیم فرما۔

امام رضاؓ فرماتے ہیں کہ جب تو سفر یا حضر میں گھر سے نکلے تو کہے :۔

بِسۡمِ اللّٰہِ اٰمَنۡتُ باللّٰہ توکلت شروع اللہ کے نام سے، میں اللہ پر ایمان
علی اللّٰہ ماشاء اللّٰہ ولا لے آیا اور اللہ پر توکل کیا جو چاہا اللہ نے
حول ولا قوۃ الا باللّٰہ۔ (وہ ہوا) اور نہیں ہے حرکت اور قوت مگر
اللہ کی طرف سے۔

اگر شیطان اس کو بلائے گا تو فرشتے اس کو پکڑ لیں گے اور اس کے منہ پر ماریں گے اور کہیں گے اس کی طرف تجھے راستہ نہیں ملے گا کیوں کہ اس نے اللہ کا نام لیا ہے، اس پر ایمان لایا ہے، اس پر توکل کیا ہے اور کہا ہے۔ ماشاللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ابو جعفرؓ کہتے ہیں: "جو شخص گھر سے نکلنے کے وقت یہ پڑھے۔

اعوذ باللّٰہ مما عاذت منہ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں ان باتوں سے
ملائکۃ اللّٰہ من شر ھٰذا الیوم ومن شر جن سے پناہ مانگی ہے اللہ کے فرشتوں نے
الجن والانس ومن شر السباع آج کے دن کے شر سے اور جن وانس کے شر
والھوام ومن شر رکوب سے اور درندوں اور تکلیف وایذا پہنچانے
المحارم کلھا، اجیر نفسی والے جانوروں کے شر سے اور ہر ناجائز کام

باللّٰہ من شر کل شیٔ۔ — اختیار کرنے سے، ان تمام باتوں سے اپنے نفس کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں ہر چیز کے شر سے۔

تو اللہ اس کے گناہ بخش دیگا اور اس کی توبہ قبول کرے گا اور مہمات میں اس کے لئے کافی ہو جائے گا اور اس کو برائی اور شر و آفات سے بچائے گا"۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کے لئے نکلنا چاہتے تو اٹھتے وقت فرماتے:۔

اللھم بک انتشرت و الیک توجھت و بک اعتصمت انت ثقتی ورجائی اللھم اکفنی ما اھمنی وما لا اھتم لہ وما انت اعلم بہ منی اللھم زودنی التقوی واغفر لی ووجھنی الی الخیر حیثما توجھت۔ — اے اللہ میں تیرے نام سے یہ سفر شروع کرتا ہوں اور تیری ہی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تیرے ہی ذریعہ بچاؤ چاہتا ہوں، تو ہی میری پناہ ہے اور میری امید اے اللہ جو چیز مجھے فکر و تردد میں بتلا کرتی ہے اس کے لئے تو کافی ہو جا اور اس چیز کیلئے بھی کافی ہو جا جس کا میں اہتمام نہیں کر سکتا اور اس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اے اللہ پرہیزگاری کو میرا توشہ بنا اور مجھے بخش دے اور مجھے خیر کی طرف متوجہ رکھ جس جانب بھی کر میں منہ کروں۔

پھر سفر کو نکلتے،

ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جب وہ سفر پر نکلتے تو یہ پڑھتے:

اللھم احفظنی ما معی بلاغک الحسن، باللّٰہ استفتح وبمحمد صلی اللّٰہ — اے اللہ میری حفاظت کر اور اس کی بھی جو میرے ساتھ ہے اور تو بھلی اچھے مقصود تک پہنچا۔ تیرے ہی نام سے میں سفر کا آغاز

علیہ وسلم اتوجہ اللّٰھم سھل لی کل حزونة وذلل لی کل صعوبة واعطنی من الخیر کلہ اکثر مما ارجو واصرف عنی من الشر اکثر مما احذر فی عافیة یا ارحم الراحمین۔

کررہا ہوں اور تیرے ہی نام سے کامیابی مانگتا ہوں، اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے اللہ میرے لئے مصیبت وغم کو آسان کردے اور ہر مشکل کو مسخر کر اور مجھے پوری بھلائی عطا کر اس سے زیادہ جتنی کہ میں امید کرتا ہوں، مجھ سے شر کو ہٹا دے اس سے زیادہ جتنا کہ میں اس سے پرہیز کرتا ہوں عافیت کے ساتھ اے سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالے۔

نیز یہ بھی پڑھا کرتے تھے:۔

اسأل اللہ الذی بیدہ مادق وجل وبیدہ اقوات الملائکة والناس اجمعین ان یھب لنا فی سفرنا امنة وایمانا وسلامة واسلاما وفقھا وتوفیقا وبرکة وھدی وشکرا وعافیة ومغفرة وعزما لا تغادر ذنبا۔

میں اللہ سے مانگتا ہوں وہ جس کے ہاتھ میں ہر بڑی اور چھوٹی شے ہے جس کے ہاتھ میں انسانوں اور فرشتوں کی غذا ہے، یہ کہ بخشے ہم کو ہمارے سفر میں امن بھی اور ایمان بھی اور سلامتی اور اسلام بھی اور دین کی سمجھ اور توفیق اور برکت اور ہدایت اور شکر اور عافیت اور مغفرت اور ایسے ارادہ کی پختگی جو کسی گناہ کے صدور کا سبب بنے۔

نیز آپ ہی کا ارشاد ہے: "جو شخص سفر پر نکلتے کے وقت پڑھے:۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، بسم اللہ دخلت، بسم اللہ خرجت، وعلی اللہ توکلت ولا حول ولا قوة

اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے میں اللہ ہی کے نام کے ساتھ اندر جاتا ہوں اور اللہ ہی کے نام کے ساتھ باہر نکلتا ہوں، میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا، اور نہیں ہے حرکت اور

الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ	قوت مگر اللہ ہی کی طرف سے، جو بلند اور بزرگ
علی سیدنا محمد وعلی آلہٖ	ہے اور رحمت ہو ہمارے سردار محمدؐ اور ان
وصحبہٖ وسلم اللّٰھم افتح لی	کے آل و اصحاب پر۔ اے اللہ میرے لیے یہ سفر
فی وجھی ھذا الخیر، اللّٰھم	خیر کے ساتھ مجھ پر کشادہ کر۔ اے اللہ میں پناہ
انی اعوذ بک من شر نفسی	مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور غیر کے
ومن شر غیری ومن شر	شر سے اور شر سے ہر چوپایہ جانور کے جس کی
کل دابۃ انت اخذ بناصیتھا	پیشانی کے بال تو پکڑا ہوا ہوتا ہے بیشک میرا
ان ربی علی صراط مستقیم۔	رب سیدھے راستہ پر ہے۔

تو وہ گھر واپس آنے تک اللہ کی ضمانت میں رہے گا اور آپ نے ایک اور دعا بھی ایک شخص کو سکھائی تھی۔

توکلت علی اللہ ما شاء اللہ	میں نے اللہ پر توکل کیا، جو چاہا اللہ نے، اللہ
لا قوۃ الا باللہ اللّٰھم انی	کے سوائے کہیں قوت نہیں ہے۔ اے اللہ جس
اسألک خیر ما خرجت	چیز کے لئے میں سفر پر نکلا ہوں اس کی بھلائی
لہ واعوذ بک من شر	چاہتا ہوں اور اس چیز کے شر سے تیری پناہ
ما خرجت لہ، اللّٰھم اوسع علی	مانگتا ہوں جس کے لئے میں سفر کو نکلا ہوں اے اللہ
من فضلک واتمم علی من	مجھ پر اپنا فضل وسیع کر اور مجھ پر اپنی نعمت پوری فرما
نعمتک واجعل رغبتی فیما	اور میری رغبت اس چیز میں کر جو تیرے پاس ہے اور
عندک وتوفنی فی سبیلک	اور مجھے اپنے ہی راستہ میں وفات دے، تیری
علی ملتک وملۃ رسولک۔	ملت پر اور تیرے رسول کی ملت پر۔

پھر فرمایا: "اس کے بعد آیۃ الکرسی پھر معوذتین پھر سورۂ اخلاص تین مرتبہ سامنے کی رُخ پر ایک مرتبہ اوپر کے رُخ پر ایک مرتبہ، اور ایک مرتبہ نیچے کے رُخ پڑا اور تین مرتبہ پیچھے کی رُخ پر م

پڑھے۔ پھر تین مرتبہ سیدھی طرف اور تین مرتبہ بائیں رُخ ہم، پھر اللہ پہ توکل کر کے نکل جائیں۔

عوذہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سفر کے شروع کرتے وقت اور بوقت سفر رات نمودار ہونے پر عوذہ پڑھا کرتے تھے۔

یا ارض ربی وربک اللہ	اے زمین تیرا اور میرا رب اللہ ہی ہے میں
اعوذ باللہ من شرک و	اللہ سے تیرے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور جو
من شر ما فیک وسوء ما	چیزیں کہ تیرے اندر ہیں ان کے شر سے اور
خلق فیک، وسوء ما یدب	اس چیز کی بُرائی سے جو تیرے اندر پیدا ہوتی
علیک، واعوذ باللہ من	ہے اور ہر اس خراب چیز سے جو تیرے اوپر
اسد واسود، ومن شر	رینگتی ہے اور میں پناہ مانگتا ہوں شیروں
الحیۃ والعقرب ومن	اور کالے سانپ سے اور سانپ سے اور بچھو
شر ساکن البلد ومن	کے شر سے اور کسی بھی بستی میں رہنے والے انسانوں
شر والد وولد اللھم رب	کے شر سے ابلیس اور اس کی اولاد کے شر سے اے
السموات السبع وما اظللن	سات آسمانوں کے رب اور ان چیزوں کے جن پر سایہ فگن
ورب الارضین السبع	ہیں اور سات زمینوں کے رب اور جن چیزوں کو یہ اٹھائی
وما اقللن ورب الریاح	ہوئی ہیں اور ہوا کے رب اور جن چیزوں کو یہ اٹھائی ہوئی
وما ذرین ورب الشیاطین وما اضللن	ہیں اور ہوا کے رب اور جن چیزوں کو یہ بکھیر دیتی ہے۔
اسألك ان تصلی علی سیدنا محمد	ان کے رب اور شیطانوں کے رب اور جن جن
وعلی آل سیدنا محمد	کو انہوں نے گمراہ کیا ان سب سے پناہ مانگتا
واسألك خیر هذه اللیلۃ	ہوں، رحمت بھیج ہمارے سردار محمد پر اور

وخیر هذا الیوم وخیر هذہ	ان کی آل پر اور میں مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی اس
الشهر وخیر هذہ السنة	رات کی اور بھلائی اس دن کی اور بھلائی اس
وخیر هذا البلد واهله	مہینہ کی اور بھلائی اس برس کی اور بھلائی اس
وخیر هذہ القریة واهلها	بستی کی اور اس کے بسنے والوں کی اور بھلائی
وخیر ما فیها واعوذ بك من	اس گاؤں اور اس کے بسنے والوں کی اور جو کچھ
شرها وشر کل دابة ربی	بھلائی اس میں ہے اور پناہ مانگتا ہوں میں اس کے
آخذ بناصیتها ان ربی	شر سے اور اسکے اندر کے شر سے اور ہر جاندار کے شر سے جس
علیٰ صراط مستقیم۔	کی پیشانی کے بال کو میرا رب پکڑے ہوئے ہے
	بیشک میرا رب سیدھے راستہ پر ہے۔

سواری پر بیٹھنے اور چلنے کے وقت کے اوراد

امام صادقؑ جب پاؤں رکاب میں رکھتے تو یہ پڑھتے:

سُبْحٰنَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا	پاک ہے وہ ذات جس نے ان چیزوں کو ہمارے
هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ	بس میں کر دیا اور ہم تو ایسے نہ تھے جو ان کو
مُقْرِنِیْنَ (پ ۲۵ ع ۷)	قابو میں کر لیتے۔

اور تسبیح سات مرتبہ پڑھتے، اور تحمید سات مرتبہ اور تہلیل سات مرتبہ۔" ایک تابعی فرماتے ہیں: "میں ایک مرتبہ حضرت علیؑ کے گھوڑے کی باگ تھامے کھڑا تھا اور آپ اس پر سوار ہو رہے تھے، اس وقت آپ نے آسمان کی طرف سر کیا، پھر مسکرائے میں نے کہا: "یا امیر المومنین آپ کے اوپر دیکھنے اور مسکرانے کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں ایک مرتبہ میں بھی یونہی آنحضرتؐ کے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا تھا، جب آپ بھی اسی طرح سوار ہونے کو تھے اور آپ نے بھی اسی طرح اوپر دیکھا اور مسکرائے تو میں نے بھی اسی

(۲۳)

طرح سوال کیا جس طرح کہ تم نے مجھ سے کیا ہے، تو رسول اللہؐ نے میرے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا: "اے علیؓ! جو شخص اس سواری پر جو خدا نے اس کو بطور نعمت بخشی ہے سوار ہو کر پڑھے آیۃ السخرہ:

ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام الخ (پ ۸ ع ۱۴) بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا ہے۔

پھر کہے: استغفر اللہ العظیم الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ، اللھم اغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ تو آسمان کا کریم مالک فرشتوں سے خطاب کر کے فرماتا ہے: "اے فرشتو! میرا بندہ یقین کرتا ہے کہ میرے سوائے کوئی اس کے گناہ نہیں بخشتا، تم گواہ رہو کہ میں نے اس کے گناہ بخش دیئے ہیں۔" امام رضا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے: "جب کوئی شخص سواری کے جانور پر سوار ہوتا ہے اور بسم اللہ پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے ایک فرشتہ اس کی حفاظت کے لیے سوار ہوتا ہے اور اس کے اترنے تک بیٹھا رہتا ہے، اور اگر وہ سوار ہو اور بسم اللہ نہ پڑھے تو اس کے پیچھے ایک شیطان سوار ہو کر اس کے اترنے تک اس پر بیٹھا رہتا ہے اور حادثات کا وہی ذمہ دار ہے۔" اور آپ نے فرمایا: "جو شخص سواری کے جانور پر سوار ہوتے وقت کہے: بسم اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ الحمد للہ الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین۔ تو اس کی اور اس کے جانور کی حفاظت کی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اتر جائے۔"

نیز روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو سوار ہوتے وقت یہ دعا تعلیم فرمائی:۔

الحمد للہ الذی ھدانا للاسلام وعلمنا القرآن ومن علینا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم	ساری تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے ہم کو اسلام کی ہدایت دی اور قرآن سکھایا اور ہم پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اپنا احسان کیا، پاک
سبحٰن الذی سخر لنا ھٰذا وما کنا لہ مقرنین،	ہے وہ ذات جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا اور ہم تو ایسے نہیں تھے جو ان کو قابو

وانا الیٰ ربنا لمنقلبون والحمد للّٰہ رب العٰلمین اللّٰھم انت الحامل علی الظھر والمستعان علی الامر وانت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل والمال والولد، اللھم انت عضدی وناصری۔	اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اور ساری تعریف ہے اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے، اے اللہ تو ہی ہم کو اس کی پیٹھ پر اٹھانے والا اور معاملہ میں مدد دینے والا ہے اور تو ہی سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور تو ہی ہمارے پیچھے ہمارے گھر والوں اور ہمارے مال و اولاد کا رکھوالا ہے۔ اے اللہ تو ہی ہمارا بازو اور مددگار ہے۔

اور جب تمہاری سواری چلنے لگے تو راستہ میں یہ دعا پڑھو:۔

خرجت بحول اللّٰہ وقوتہ بغیر حول منی ولا قوۃ برئت الیک یارب من الحول والقوۃ، اللھم انی اسألك برکۃ سفری ھذا وبرکۃ اھلہ اللّٰھم انی اسئلك من فضلك الواسع رزقا حلالا طیبا، تسوقہ الیّ وانا ناھض فی عافیۃ بقوتك وقدرتك، اللّٰھم انی اسئلك فی سفری ھذا بلا نفقۃ منی بغیرك ولا رجاء لسواك ان ترزقنی فی ذالك شکرك وعافیتك وتوفقنی لطاعتك و عبادتك حتی ترضی یا ذا الجلال والاکرام برحمتك یا ارحم الراحمین۔	میں نکلا ہوں اللہ کی حرکت و قوت سے بغیر اپنی حرکت و قوت کے، اے اللہ میں اپنی حول و قوت سے الگ ہو کر تیری طرف رجوع کرتا ہوں، تجھ سے مانگتا ہوں اس سفر کی برکت اور اس کے لوگوں کی برکت، اے اللہ میں تیرے وسیع فضل سے مانگتا ہوں رزق حلال اور پاکیزہ جو تو میری طرف لے آئے، اور میں تیری قوت اور قدرت کی وجہ سے عافیت سے اٹھ کھڑا ہوں اے اللہ اس سفر میں مجھے بس اعتبار تجھ ہی پر ہے امید تجھ ہی سے ہے نہ کہ تیرے سوا کسی سے مجھے شکر و عافیت نصیب کر اور اپنی طاعت و عبادت کی توفیق عطا فرما ایسی کہ تو راضی ہو جاوے اے ذوالجلال والاکرام، اے ارحم الراحمین۔

مشایعت

جب جعفر طیارؓ حبش کی طرف ہجرت کے لئے نکلے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کی مشایعت کے لئے چلے اور ان کلمات کو ان کا زادِ سفر کر دیا:

اللّٰھُمَّ الطف بہ فی تیسیر کل عسیر فان تیسیر العسیر علیک یسیر انک علی کل شئ قدیر اسئالک لہ الیسر والمعافاۃ فی الدنیا والآخرۃ۔

"اے اللہ ہر مشکل کے آساں کرنے میں لطف فرما، مشکل کا آسان کرنا تیرے لئے آسان ہے کیوں کہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، میں تجھ سے اس کے لئے آسانی اور عافیت مانگتا ہوں دنیا اور آخرت میں۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو رخصت کیا تو یہ فرمایا تھا:

زوّدک اللہ التقوٰی و غفر ذنبک ولقاک الآخرۃ حیث کنت۔

خدا تجھ کو تقوٰے کا توشہ دے اور تیرے گناہ بخشے اور تیری ملاقات بھلائی سے کرائے جہاں کہیں تو جائے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہٗ ابوذر غفاریؓ کی مشایعت کے لئے نکلے تو آپ کے ساتھ حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، عقیل بن ابوطالب، عبداللہ بن جعفر اور عمار بن یاسرؓ بھی تھے، امیر المومنین نے فرمایا: "اپنے بھائی کو رخصت کرتے وقت مناسب کلمات کہو" اس لئے ہر شخص نے کچھ نہ کچھ خیرسگالی کے کلمات کہے، حضرت امام حسینؓ کے فرمودہ کلمات یہ تھے: "خدا رحم کرے تم پر اے ابوذر، بیشک قوم نے تم کو تکلیف اور آزمائش میں ڈالا کیونکہ تم نے ان کو تمہارے دین میں ہاتھ ڈالنے سے روکا تھا، اس لئے انہوں نے تم سے دنیا کو روک لیا مگر واقعہ یہ ہے کہ وہ تم سے اس چیز کے زیادہ محتاج ہیں، جس سے انہوں نے تم کو روکا، اور تم اس سے مستغنی

ہو۔" ابوذر نے جواب میں لکھا: "خدا تم پر رحم کرے، اے اہل بیت مجھے دنیا میں کوئی رنج نہیں ہے، سوائے تمہاری (جدائی کے) رنج کے، جب تم سے ملتا ہوں تو مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یاد آتے ہیں۔" رسول اللہ جب مسلمانوں کو رخصت فرماتے تھے تو کہتے:

زودکم اللہ التقوی ووجھکم الی کل خیر، وقضی لکم کل حاجۃ وسلم لکم دینکم ودنیاکم وردکم الی سالمین۔	خدا التقوٰے تمہارا توشہ کرے، اور تم کو ہر خیر کی طرف متوجہ کرے اور تمہاری ہر حاجت پوری کرے اور تمہیں دین و دنیا کی سلامتی عطا کرے اور تم کو میری طرف صحیح و سالم واپس کرے۔"

اور ایک دوسری روایت ہے کہ ابوجعفر رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی مسافر کو رخصت کرتے تو اس کا ہاتھ پکڑتے اور پھر فرماتے:

احسن اللہ لک الصحابۃ و اکمل لک المعونۃ وسھل لک الحزونۃ وقرب لک البعید وکفاک المھم وحفظ لک دینک وامانتک وخواتیم عملک ووجھک لکل خیر، علیک بالتقوی استودع اللہ نفسک سر علی برکۃ اللہ عزوجل۔	خدا تجھ کو اچھے دوست نصیب کرے، کامل قسم کے معاونین عطا کرے، تیری مشکلیں آسان کرے دوری کو نزدیک کردے اور تیرے مشن کو کامیاب کرے، تیرے دین و امانت اور اعمال کے نتائج کی حفاظت کرے اور ہر خیر کی طرف تجھے متوجہ رکھے تقوٰے اور پرہیزگاری کو لازم پکڑ، میں تیری جان کو اللہ کی حفاظت میں دیتا ہوں، اب جاؤ سفر شروع کرو اللہ برکت دے گا۔

رخصت کرتے وقت

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی کو رخصت کرے تو اس کو کہنا چاہیے:

استودع اللہ دینك و امانتك	میں تیرے دین و امانت اور اعمال کے خاتمہ کو
وخواتیم عملك احسن اللہ لك	خدا کے سپرد کرتا ہوں، خدا تجھے نیک صحبت دے
الصحابۃ واعظم لك العافیۃ	تیری عافیت بزرگ کرے، تیری آرزو پوری
وقضیٰ لك الحاجۃ وزودك	کرے، تجھے تقویٰ کا توشہ دے اور تیرا منہ
التقویٰ ووجھك للخیر حیث	بھلائی کی طرف رکھے جدھر تو متوجہ ہو اور خدا تجھ کو
ماتوجھت، وردك اللہ سالماً غانماً۔	سلامتی سے مال غنیمت لے کر واپس کرے۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو وداع کیا تو یہ کہا سلمك اللہ وغنمك خدا تجھ کو سلامت اور باغنیمت لائے۔

فصل (۴) سفر میں مکارم اخلاق کا لزوم، نیک صحبت اور ہمسفروں کے حقوق کا خیال سفر کے رفیق اور ان کے حقوق

ابو ربیع شامیؒ کہتے ہیں کہ ہم ابو عبداللہؑ کے پاس تھے اور گھر گھر والوں سے بھرا ہوا تھا، آپ فرمارہے تھے: "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی سے دوستی کرتا ہو اور اچھا دوست ثابت نہ ہوتا ہو، اور رفیق بنتا ہو اور رفاقت کا حق ادا نہ کرتا ہو، مذاق کرتا ہو تو نہایت ناخوشگوار قسم کا، اخلاق برتتا ہو تو نہایت وضع طریقہ پر" اور ایک مرتبہ آپ نے اپنے گھر والوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: "ان میں تین خصلتیں ضرور ہوتی ہیں: ایک تو یہ کہ جس کے ساتھ دوستی اور ہمنشینی کرتے ہیں تو اس کے ساتھ بہترین اخلاق برتتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو اس کی چنگاریوں کو حلم کی مٹی میں دبا دیتے ہیں اور پرہیزگاری کو اپنا لیتے ہیں جو انہیں محرمات سے بچا لیتی ہیں" اور آپ کا قول تھا: "اثنائے سفر میں معمولی تکالیف پہونچ جائیں تو اس کی شکایت و فریاد کرنا بلند ہمتی سے بعید ہے۔" عمار بن مروان کہتے ہیں کہ مجھے ابو عبداللہؑ نے ایک مرتبہ یہ وصیت کی: "میں تم

کو پہلے تو پرہیزگار رہنے کی نصیحت کرتا ہوں، پھر ادائی امانت کی اور سچ بولنے کی، پھر اپنے دوستوں سے دوستی کا حق ادا کرنے کی۔ ولا قوۃ الا باللہ۔

ایک راوی کا بیان ہے: میں نے صادق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بعض لوگ ایسے ہمسفر رفیقوں کے ساتھ نکل جاتے ہیں جو پیسے والے ہوتے ہیں، لیکن وہ خود تنگدست ہوتے ہیں، مالدار تو خرچ کرتے ہیں لیکن یہ ان کی طرح نہیں کر سکتے۔" آپ نے فرمایا: " میں نہیں پسند کرتا کہ وہ اس طرح اپنے نفس کو ذلیل کریں، اسی کے ساتھ سفر کرنا چاہیے جو اس کے مانند ہو۔" ابو جعفرؒ کہتے ہیں: "جب تم کسی آدمی سے اختلاط کرو تو کوشش کرو کہ تمہارا ہاتھ اوپر رہے۔" (یعنے دینے والا) ایک حدیث شریف میں آیا ہے " الرفیق ثم السفر" یعنے پہلے رفیق کا انتخاب کرو پھر سفر کا ارادہ کرو۔ "نیز فرمایا رسول اللہ صؐ نے: " دو شخص جب مل کر سفر کرتے ہیں تو ان دونوں میں سے خدا کے پاس زیادہ ثواب حاصل کرنے والا اور اس کا زیادہ دوست وہ ہے جو اپنے ساتھی کے ساتھ زیادہ عمدہ سلوک کرے۔" حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے: " ایسے شخص کا سفر میں کبھی ساتھی نہ بنو جو تمہارے ساتھ مساویانہ قسم کا برتاؤ نہیں کرتا یعنی جیسا اچھا برتاؤ تم اس کے ساتھ کرتے ہو وہ تمہارے ساتھ ویسا نہیں کرتا۔" فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے: "جب لوگ مل کر سفر کے لئے نکلیں تو سب پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ حسب استطاعت دل کھول کر اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے خرچ کریں، یہ ان کے نفس کے لئے خوش کن اور ان کے اخلاق کے لئے بہتر ہے۔" ابو عبد اللہؓ کا قول ہے: " ایسے شخص کے ساتھ نہ رہو جو تمہاری شخصیت سے تو اپنی مجلس کی زینت کرتا ہے مگر اپنی شخصیت سے تمہاری زینت نہیں بنتا۔" نیز آپ کا یہ بھی قول مشہور ہے: " تنہا گھر میں سونے والا شیطان کی طرح ہے اور دو مل کر سونے والے ایک قوم کی طرح ہیں اور تین مل کر سونے والے انسان ہیں۔" شہاب بن عبد ربہ

کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہؑ سے کہا: "میں نے اپنے دوستوں سے اپنی کشادہ دستی اور فراخیٔ سامان کا ذکر کیا تو نتیجہ یہ ہوا کہ بعض لوگ سفر میں میرے ساتھی ہو گئے اور ان کی سربراہی میرے سر ہو گئی۔ اور مجھے ان کی بہت مدد و اعانت کرنی پڑی۔" آپ نے کہا: "شہاب، ایسا مت کیا کرو اگر تم اس طرح وقت بے وقت اپنی کشایش کا ذکر لوگوں سے کیا کرو گے تو لوگ تم سے احسان لیا کریں گے اور اس طرح تم زیر بار ہو کر تکلیف میں پڑ جاؤ گے، اس کے علاوہ بڑا نقصان تو یہ ہے کہ شاید تمہارا نفس مغرور ہو کر ان کو ذلیل نظروں سے دیکھنے لگے، اس لئے مسافرت میں برابر کے درجہ کے لوگوں کی رفاقت تلاش کرو۔"

ابوجعفرؒ کہتے ہیں: "جب تم سفر کرو تو اپنے ہم رتبہ لوگوں کے ساتھ کرو کم یا زیادہ رتبہ والوں کے ساتھ نہیں۔ زیادہ رتبہ والوں کے ساتھ رہو گے تو ان کا منت پذیر ہونا پڑے گا، جس کو ایک مومن اپنی ذلت اور کسر شان سمجھتا ہے۔" امام صادقؑ فرماتے ہیں: "مسافر کا حق یہ ہے کہ جب وہ بیمار پڑے تو اس کے ساتھی اس کے پاس زیادہ سے زیادہ دن قیام کریں۔" آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "خدا کے پاس محبوب وہ خرچ ہے جو میانہ روی کا خرچ ہو خدائے تعالےٰ اسراف کو پسند نہیں کرتا، سوائے حج وغیرہ کے خرچ کے۔" امام صادقؑ جب ایک سفر پر نکلے تو فرمایا: "جو شخص بداخلاق اور بُرا پڑوسی ہو وہ ہمارے ساتھ نہ چلے۔" ایک راوی کا بیان ہے: "میں نے امام صادقؑ سے ایک دن دریافت کیا: "ان لوگوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جن کے ساتھ سفر کا اتفاق ہوا کرتا ہے ان میں صاحب مقدرت لوگ کم مقدرت لوگوں کے ساتھ جو سلوک و احسان کرتے ہیں کیا وہ لوگ اس کو بخوشی گوارا کر سکتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: اگر ان کا نفس اس پر راضی ہو۔" آنحضرت صلعم کا قول ہے: سید القوم خادمھم فی السفر۔ قوم کا سردار وہ ہے جو سفر میں ان کی خدمت کرے۔" کتاب شرف النبیؐ میں

مذکور ہے: " ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے اصحاب کے ساتھ سفر میں ساتھ ہوا۔ آپ نے ایک بکری ذبح کرنے کا حکم دیا۔ ساتھیوں میں سے ایک نے کہا کہ میں ذبح کرنے کا کام لیتا ہوں، دوسرے نے کہا میں چھیلتا ہوں، تیسرے نے کہا میں گوشت بناتا ہوں یعنے اس کے ٹکڑے کرتا ہوں، چوتھے نے کہا میں اس کو پکاتا ہوں، رسول اللہؐ نے کہا میں لکڑیاں چن کر لے آتا ہوں، لوگوں نے کہا: " ہمارے ماں باپ فدا ہوں آپ پر سے یا رسول اللہؐ ہم اس کام کے لئے کافی ہیں۔ " آپؐ نے فرمایا: " مجھے معلوم ہے تم کافی ہو مگر اللہ تعالےٰ ایسے بندے کو ناپسند کرتا ہے جو اپنے ساتھیوں میں منفرد ہو کر بیٹھا رہے اور دوسرے لوگ کام کرتے رہیں۔ " چنانچہ آپؐ لکڑیاں چننے لگے۔

مسافر کے آداب

نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر پر تشریف فرما ہوتے تو آپ کے ساتھ یہ چیزیں ضرور رہتیں: کنگھی، مسواک اور سرمہ دانی۔ ابو عبداللہؒ کہتے ہیں: " حضرت لقمانؑ اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی: " جب تم کچھ لوگوں کے ساتھ سفر کرو تو اکثر اُن سے معاملات میں مشورہ لیا کرو، اور ان کو متبسم رکھنے کی کوشش کرو یعنے لطیف قسم کا ہلکا مذاق جاری رکھو، خشک مزاج نہ بنو، اپنے توشہ میں سے دوسروں کو بقدر مناسب دینے سے دریغ نہ کرو، اگر کوئی تم کو بلائے تو ضرور جاؤ، اگر کوئی مدد چاہیں تو اُن کی ضرور مدد کرو، اور اکثر خاموش رہا کرو، زیادہ تر نماز وظیفہ ہو، تمہارے ساتھ جو بھی ہوں ان سے سواری کے جانور، پانی یا توشہ وغیرہ کا بخل مت کرو، اگر وہ کسی سچی بات میں تم سے شہادت لیں تو شہادت بھی دو، اگر وہ کسی امر میں مشورہ مانگیں تو صحیح مشورہ دو، مشورہ سے بخل کرنے والے کی سوجھ بوجھ خدا چھین لیتا ہے، جب تمہارے ساتھی چلنے لگیں تو تم کو بھی چلنا چاہیے، جب ان کو کام کرتے دیکھو تو تم بھی کام کرو، اگر وہ خیرات کریں یا قرض دیں تو تم بھی ان کا ساتھ

دو، تم سے جو سن و سال میں بڑے ہوں ان کی باتیں غور سے سنو، اگر وہ کچھ حکم دیں یا پوچھیں تو ہاں کہو، نہیں مت کہو، کیونکہ نہیں ایک عیب ہے اور بیماری ہے، اگر تم راستہ میں حیران ہو جاؤ (یعنے خدانخواستہ راہ گم کردو) تو سواری سے اتر جاؤ اور لوگوں سے دریافت کرنے کی کوشش کرو، اگر کوئی تنہا شخص تم کو راستہ بتلائے تو اس کی بات پر جھٹ سے اعتبار نہ کرلو، ممکن ہے کہ دھوکا دے رہا ہو، یا چوروں کی ٹولی سے تعلق رکھتا ہو، یا ممکن ہے کہ وہ شیطان ہو جس نے تمہیں حیران کر دیا ہے، اسی طرح دو شخصوں سے بھی دھوکا ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ کوئی بات قرین قیاس ہو، انسان اپنے عقل و بصیرت سے کام لے تو وہ بڑی حد تک ٹھیک نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے، اور حاضر وہ چیزیں دیکھ سکتا ہے جو غائب نہیں دیکھتا، جب نماز کا وقت آجائے تو اس میں دیری اور سستی نہ کرو، نماز میں اپنی راحت طلب کرو، کیونکہ وہ دین ہے اور جماعت سے نماز پڑھو، گو برچھے کی انی پر ہو، اور جانور کی پیٹھ پر سونے یا اونگھنے سے پرہیز کرو، کیونکہ یہ بد احتیاطی ہے، اس میں گر پڑنے کا یا کبھی جان جانے کا بھی اندیشہ ہے، البتہ محمل کی بات اور ہے، اس میں تم لیٹ سکتے ہو، سو سکتے ہو، منزل قریب آجائے تو جانور کی پیٹھ پر سے اتر جاؤ، پہلے اُسے چارہ ڈالو، اپنے کھانے سے پہلے اُسے کھلاؤ اور سمجھ سکتے ہو کہ وہ تمہاری ہی ذات کا ایک حصہ ہے، کیوں کہ وہ تمہاری ذات کی ضرورت پوری کرنے کا ذمہ دار ہے، جب تم کہیں اترنا یا منزل کرنا چاہو تو زمین کا وہ حصہ انتخاب کرو جو میدانی قسم کا ہو، سرسبز و شاداب ہو، منظر اس کا حسین ہو، اترتے ہی پہلے دو رکعت نماز پڑھ لو (یعنے بیٹھنے اور آرام لینے سے پہلے) قضاء حاجت وغیرہ کے لئے ایسے مقام کی تلاش کرو جو بستی سے دور ہو۔ کوچ کے وقت پھر دو رکعت نماز پڑھ لو اور زمین کو سلام اور خدا حافظ بھی کہو، یعنے ادھر کی بستی والوں کو یاد رکھو، کسی مقام میں کوئی بستی نظر بھی نہ آرہی ہو، وہاں فرشتے ضرور رہتے ہیں، وہ تمہارا اسلام

لیتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے کھانا کھانے سے پہلے اگر کسی کو کچھ خیرات کر سکتے ہو تو ضرور کرو اور پھر کھاؤ اور جب تم سواری پر ہو تو تمہارے لئے کتاب اللہ کی تلاوت بہت ضروری ہے، اسی طرح تسبیح جب تم کوئی کام کر رہے ہو، اور جب تنہا ہو تو دعا کرنا تم پر لازمی ہے اور سفر میں آواز بلند کرنے سے کبھی پرہیز کرو۔

سفر میں توشہ کی سخاوت اور مروت

رسول اللہؐ نے فرمایا ہے: "آدمی کی شرافت میں سے یہ بات ہے کہ سفر کا توشہ وہ ممکنہ طور پر عمدہ رکھے۔" علی بن حسین رضی اللہ عنہ جب حج کے سفر پر نکلتے تھے تو اپنے ساتھ بادام، شکر اور بھونا ہوا ستو ضرور رکھتے تھے۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں: "سفر میں اچھے برے واقعات پیش آتے ہی رہتے ہیں ان میں سے صرف بری باتوں کی شکایت کرتے رہنا مردانگی نہیں ہے۔" روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابوذرؓ کعبہ کے پاس کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: "میں جندب بن سکر ہوں" لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے، آپ نے کہا: "حضرات، آپ جانتے ہیں کہ جب آپ کہیں دور سفر کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے لئے اچھے سے اچھا توشہ ساتھ لینے کی فکر کرتے ہیں، مگر آپ کو آخرت کا جو سفر درپیش ہے کیا اس کے لئے کسی توشہ کی ضرورت نہیں؟ کیا اس کے لیے بھی اچھا توشہ ساتھ لینا نہیں چاہئے؟" لوگوں نے کہا: "ہمیں ہدایت فرمائیے" فرمایا: "سخت گرمی کے موسم میں تم کم از کم ایک دن ہی کا روزہ (نفل) رکھ لو، یہ قیامت کے دن کی گرمی سے تم کو بچائے گا، حج کے سفر کی تکلیف تم کو بڑی بڑی مصیبتوں سے بچائے گی، آدھی رات کے اندھیرے میں دو ہی رکعتیں تم کو قبر کے اندھیرے سے محفوظ رکھیں گی ایک کلمہ خیر جو تم کہو، ایک کلمہ شر جس سے تم زبان روک لو، کسی غریب و مفلس کو کچھ دامے درمے خیر خیرات سے مدد کر دو، یہ باتیں ہیں اے مسکین، جو تجھ کو یوم عسیر" کی وحشت سے

بچا لے سکیں گی، دنیا کو تم دو درہم بنا لو، ایک درہم بیوی بچوں پر خرچ کر لینے کے لئے، دوسرا مفلسوں اور محتاجوں پر صرف کرنے کے لئے، تیسرا درہم ضرر ہی پہنچائے گا کوئی نفع نہ دے گا، دنیا کو تم دو سخن کا فقرہ بنا دو ایک سخن طلب حلال کے لئے اور دوسرا آخرت کی نصیحت کے لئے، تیسرا سخن تم کو نقصان ہی پہونچائے گا، فائدہ نہ دے گا۔" اور فرمایا: "مجھے اس دن کے رنج و غم نے ہلاک کر دیا جس میں مجھے رہنا بھی نہیں!" لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی: "اے میرے بیٹے، دنیا ایک گہرا سمندر ہے اس کے اندر ایک دنیا ڈوبی ہوئی ہے، نجات کے لئے تم ایک کشتی بنا سکتے ہو، وہ کشتی ہے ایمان کی، جس کا چپو اللہ پر توکّل ہے اور جس کا توشہ تقویٰ اور عمل صالح ہے، اگر تم نجات پا جاؤ تو یہ اللہ کی رحمت کی وجہ سے ہوگا، اور اگر ہلاک ہو جاؤ تو یہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے ہوگا، اے لڑکے سفر میں تم یہ چیزیں اپنے ساتھ ضرور رکھنا: تلوار، موزہ، عمامہ، جبّہ، پانی کی مشک، سوئی دھاگہ کچھ ضروری دوائیں، ان چیزوں سے نہ صرف تم کو فائدہ پہونچ سکتا ہے، بلکہ تمہارے ساتھیوں کو بھی، اور تمہیں ہمسفروں کے ساتھ موافقت کرنا چاہیئے سوائے اس کے کہ گناہ کی باتیں ہوں۔" امام صادقؑ سے کسی نے جوانمردی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "کیا تم سمجھتے ہو کہ گناہ اور بُرے کاموں میں بھی جوانمردی ہو سکتی ہے؟ نہیں، بلکہ جوانمردی اور مروّت کھانا کھلانے دوسروں کو دینے لینے، اچھی اور خوشی کی بات کرنے، اور تکلیف پہونچانے سے ہاتھ روکنے میں ہے اور مروّت تو یہ ہے کہ آدمی اپنا دسترخوان گھر کے صحن میں بچھائے!" مروّت دو قسم کی ہے: ایک حضر میں، دوسرے سفر میں اور جو مروّت کہ حضر میں ہے وہ تلاوت قرآن ہے اور مسجدوں کو لازم کر لینا ہے اور دوستوں کی حاجت پوری کرنے کے لئے ان کے ساتھ چلنا ہے۔ یہ مروّت دوست کو خوش کرتی اور دشمن کا دل جلاتی ہے اور سفر میں مروّت، توشہ کا بھرپور ہونا، اور

اس کا اچھا ہونا اور اس میں سے ساتھی یا ہمسفر کو بھی دینا ہے، اور لوگوں کی راز کی باتیں چھپانا جب تم ان سے جدا ہو جاؤ، اور مزاح یا خوش طبعی ان امور میں ہے جن سے اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہوتا ہو۔" پھر فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس نے میرے نانا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا، اللہ تعالےٰ بندے کو رزق بقدر اس کی ذمہ داری کے دیتا ہے (تنزل المعونۃ علیٰ قدر المؤنۃ) جتنی ذمہ داری ہو (لوگوں کے کھلانے پلانے کا خرچ) اتنی ہی اللہ کی مدد ہوگی، اور راحت بھی بقدر مصیبت ہوتی ہے۔"

فصل (۵) اسباب کی حفاظت، استخارہ اور طلب حاجت

امام صادق ؑ فرماتے ہیں: "جو شخص سفر میں ہر رات آیۃ الکرسی ایک بار، پھر یہ دعا ایک بار پڑھے، خدا اس کو اور اس کے ساتھیوں کو سب بلاؤں سے محفوظ رکھے گا، دعا یہ ہے:

اللّٰھم اجعل مسیری عبرا و صمتی تفکرًا و کلامی ذکرًا۔	اے خدا میرے چلنے کو توجہ عبرت بنا اور میری خاموشی کو تفکر اور میرے کلام کو ذکر کر دے۔

اور آپ فرماتے ہیں: "بعض لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے اور کہا: یا رسول اللہ! ہمارا ارادہ تجارت کی غرض سے شام جانے کا ہے، کوئی دعا تعلیم فرمائیے۔" آپ نے فرمایا: "جب تم کسی منزل میں اترو اور نماز عشاء کے بعد سونے کا ارادہ کرلو تو بچھونے پر لیٹنے سے پہلے تسبیح فاطمہ کا ورد ایک مرتبہ کرلو اور آیۃ الکرسی ایک مرتبہ پڑھو، خدائے تعالےٰ تمہیں ہر آفت سے محفوظ رکھے گا۔" ان لوگوں کا بیان ہے کہ جہاں انہوں نے منزل کی تھی وہ جنگل میں ایک بے حصار مقام تھا، عشاء کی نماز پڑھ کر وہ یہ وظیفہ پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک لڑکا ادھر سے آتا ہوا دکھائی دیا، وہ دور رہا سے انہیں دیکھ کر پلٹ گیا، تھوڑی دیر بعد دو مسلح

ڈاکو ادھر آئے اور وہ بھی ایک نظر دیکھ کر واپس ہو گئے، جب صبح ہوئی تو یہ ڈاکو حیران و پریشان ان کے ہاں آئے اور کہا: "ہم لوگ ڈاکو ہیں، رات کو ہم نے ایک لڑکے کو بھیجا تھا کہ یہ دیکھ آئے کہ تم لوگ کیا کر رہے ہو، اس نے آکر کہا کہ وہاں ایک چار دیواری سی بن گئی ہے جس کے اندر کوئی راستہ نہیں ملتا، اس کی تصدیق کے لئے پھر ہم خود آئے دیکھا تو واقعی ایک دیوار سی کھڑی ہوئی ہے جو پہلے نہ تھی۔" انہوں نے کہا: "ہاں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک وظیفہ بتلایا تھا جس کی برکت سے معلوم ہوتا ہے ایک قدرتی حصار ہمارے گرد کھچ گیا ہے، ڈاکوؤں نے وہ وظیفہ پوچھا جو انہیں بتلا دیا گیا۔ انہوں نے کہا: "اپنا سفر جاری رکھو، ہم ہرگز تمہارا تعاقب نہیں کریں گے اور اس وظیفہ کے پڑھ لینے کے بعد کسی چور کو تم پر سبقت حاصل نہیں ہو سکتی۔"

استخارہ تجارت

عبدالرحمٰن بن صبایہ کہتے ہیں: "ایک سال میں مکہ کے ارادہ سے نکلا، اور میرے ساتھ کپڑوں کا ایک تھان تھا، جو یہاں بعض وجوہ سے بک نہیں سکا تھا، لوگوں نے مجھے مشورہ دیا کہ میں اس کو مصر بھیج دوں یا کوفہ کو، بعض نے یمن کو بھیجنے کا مشورہ دیا اور کہا یہ مال وہاں بک جائے گا، میں حیران تھا کہ کس کی بات سنوں، میرا فائدہ کس میں ہو گا؟ عالم حیرانی میں میں اپنے ایک نیک اور متقی دوست کے پاس گیا اور انہیں اپنے دوستوں کے مشوروں کی اطلاع کی، اور ان کا مشورہ طلب کیا انہوں نے کہا: "تین چٹھیاں لو ایک پر لکھو:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللھم انت اللہ الذی لا الٰہ الا انت عالم الغیب والشھادۃ انت العالم وانا المتعلم فانظر لی ای	اے اللہ تیرے سوائے کوئی معبود نہیں تو چھپی کھلی باتیں جانتا ہے تو جاننے والا ہے اور میں سیکھنے والا ہوں، مجھے بتلا کہ ان دو باتوں میں سے کون سی

الامر خير لي حتى اتوكل عليك	بات ٹھیک ہے تاکہ میں تجھ پر بھروسہ کر کے اس
فيه و اعمل به	پر عمل کروں۔

ایک کے نیچے لکھو "مصر" پھر یہ چٹھی لپیٹ دو، دوسری چٹھی پر بھی یہی دعا لکھو اور اس کے نیچے لکھو "یمن" تیسری پر لکھو: "کہیں بھی نہیں" یہ سامان یہیں بکے گا، اس کے بعد یہ چٹھیاں کسی اور شخص کے ہاتھ میں دو جو ان کو الٹ پلٹ کر دے" اس کے بعد تم ان میں سے کوئی ایک چٹھی اٹھالو، اور اس کو کھول کر دیکھو جس ملک کا نام ہو وہاں اپنا سامان بھیجو انشاء اللہ فائدے میں رہو گے اور پریشانی بھی دفع ہو جائے گی۔"

ابو جعفر محمد بن علی کہتے ہیں: "جب علی بن حسین رضی اللہ عنہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتے یا غلام آزاد کرنے یا خریدنے یا کچھ اور سامان خریدنے یا بیچنے وغیرہ کا عزم فرماتے تو پہلے وضو کرتے اور دو رکعت نماز استخارہ پڑھتے، پہلی رکعت میں سورۂ رحمٰن پڑھتے اور دوسری میں سورۂ حشر، نماز سے فارغ ہونے کے بعد دو سو مرتبہ خدا سے استخارہ کرتے استخیر اللہ، پھر قل ہو اللہ احد اور معوذتین پڑھتے پھر کہتے:

اللهم اني هممت بامر علمته، فان	اے اللہ میں ایک کام کا ارادہ کر چکا ہوں جس
كنت تعلم انه خير لي في دنياي و	کو تو خوب جانتا ہے اگر اس میں میرے لئے خیر ہے
آخرتي فاقدره لي وان كنت	میرے دین و دنیا و آخرت کے لئے تو اس کو مقدر
تعلم انه شر لي في ديني و دنياي	کر اور اگر تو یہ جانتا ہے کہ میرے دین و دنیا و آخرت
وآخرتي فاصرفه عني، رب هب	کے لئے شر ہے تو اس کو مجھ سے دور رکھ، اے خدا
لي رشدي وان كرهت ذلك	میرے لئے سیدھی راہ عنایت کر، چاہے وہ مجھے پسند
او احبته نفسي بسم الله الرحمن الرحيم	نہ آئے یا پسند آئے، میں خدائے رحمٰن و رحیم کے نام
ماشاء الله ولا حول ولا قوة الا بالله	سے شروع کرتا ہوں ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ
حسبي الله نعم الوكيل۔	باللہ حسبی اللہ نعم الوکیل۔

اس کے بعد بغیر کسی تردّد کے اپنا کام کرے۔

طلب حاجت

جب تم کسی ضرورت کے لئے نکلنا چاہو، اور سورج طلوع ہو چکا ہو اور اس کی سرخی جا چکی ہو تو دو رکعت الحمد، قل ہو اللہ اور قل یا ایہا الکافرون کیساتھ پڑھو اور سلام کے بعد کہو:

اللهم انی غدوت التمس من فضلك كما امرتنی فارزقنی رزقا حسنا واسعا حلالا طیبا، واعطنی فیما رزقتنی العافیة غدوت بحول الله وقوته غدوت بغیر حول منی ولا قوة ولکن بحولك وقوتك وابرأ الیك من الحول والقوة، اللهم انی اسألك برکة هذا الیوم فبارك لی فی جمیع اموری یا ارحم الراحمین وصلی الله علی سیدنا محمد وعلی آله وصحبه الطیبین۔

اے اللہ میں نے صبح کی اور تیرا فضل مانگتا ہوں جیسا کہ تو نے مجھے حکم دیا ہے، مجھے اچھا رزق عطا فرما جو وسیع اور حلال و پاکیزہ ہو اور جو عنایت فرمائے اس میں عافیت بھی عطا فرما، میں نے صبح کی تیرے حول و قوت کے بل پر نہ کہ اپنے حول و قوت کے بل پر، اے خدا آج کے دن میں برکت کا طالب ہوں، میرے تمام کاموں میں برکت رہے اور رحمت ہو ہمارے سردار محمد پر اور ان کی آل و اصحاب پر جو پاکیزہ نفوس ہیں۔

پھر جب بازار کی طرف آئے تو یہ پڑھے:-

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له، له الملك وله الحمد یحیی ویمیت وهو حی لا یموت بیده الخیر وهو علی کل شیء قدیر واشهد ان سیدنا محمداً

میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ خدا کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے حکومت ہے، اسی کے لئے تعریف ہے، وہی جلاتا اور مارتا ہے، وہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا، اسی کے ہاتھ میں خیر ہے، اور وہ ہر چیز پر

عبده ورسوله اللهم انی اسئلك خیرها وخیر اهلها واعوذ بك من شرها وشر اهلها اللهم انی اعوذ بك ان ابغی او یبغی علی او اظلم او اظلم او اعتدی او یعتدی علی واعوذ بك من ابلیس وجنوده و فسقة العرب والعجم حسبی الله لا اله الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم۔

قادر ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ میں تجھ سے اس دن کا خیر اور اس کے لوگوں کا خیر مانگتا ہوں اور اس دن کے شر اور اس کے لوگوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ باغی بنوں یا میرے مقابلے میں بغاوت ہو یا میں کسی پر ظلم وزیادتی کروں یا کوئی مجھ پر ظلم وزیادتی کرے اور میں پناہ مانگتا ہوں ابلیس اور اس کی فوج سے اور عربی وعجمی فاسقوں سے، کافی ہے میرے لئے اللہ، میں نے اسی پر توکل کیا اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

اور جب تم کوئی چیز خرید و تو یہ پڑھو:

یاحی یاقیوم یا دائم یا رؤف یا رحیم اسألك بعونك وقدرتك وما احاط به علمك ان تقسم لی من التجارة الیوم اعظمها رزقا واوسعها فضلا وخیرها لی عاقبة۔

اے زندہ، اے قایم رکھنے والے، اے ہمیشہ رہنے والے اے رؤف ورحیم، میں تیری مدد اور قدرت اور ہر چیز پر احاطہ کرنیوالے علم کے واسطے سے مانگتا ہوں کہ تو آج کے دن کی تجارت میں میرے لئے بڑا رزق رکھ اور وسیع فضل جس کا نتیجہ خیر محمود ہو۔

اور جب کوئی سواری کا جانور خرید و تو یہ پڑھو:

اللهم ارزقنی اطولها حیاة واکثرها منفعة وخیرها عاقبة۔

اے اللہ مجھے عنایت کر ایسا جانور جو بہت جئے بہت نفع دے اور اس کا نتیجہ خیر ہو۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "جب تم گھر کا سامان وغیرہ خرید و تو بعد تکبیر یہ پڑھو:

اللّٰھم انی اشتریتہ التمس فیہ من فضلک فاجعل لی فیہ فضلا ۹ اللّٰھم انی اشتریتہ التمس من رزقک فاجعل لی فیہ رزقا۔

اے اللہ میں نے جو چیز خریدی ہے میں اس میں تیرا فضل چاہتا ہوں پس اس میں میرے لئے فضل عطا فرما، اے اللہ میں نے جو چیز خریدی ہے میں اس میں تیرا رزق مانگتا ہوں پس اس میں میرے لئے رزق رکھ۔

اس کو تین مرتبہ دہرائے۔"

فصل (۶) پیدل چلنے کے آداب اور اکیلے سفر کرنے کی کراہت اور متفرق دعائیں

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "سیروا وانسلوا فانہ اخف علیکم" چلو اور تیز چلو، اس سے تم پر آسانی ہوگی (قوت آئے گی، اور جلد مقصود کو پہنچ جاؤ گے) ایک مرتبہ بہت پیدل چلنے والے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پیدل چلنے کی سختیوں کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: "علیکم بالنسل" تم جلدی چلا کرو۔ؔ

ابو عبداللہؑ کہتے تھے: "بہت زیادہ تیز چلنا آدمی کے وقار کے منافی ہے۔"

آپ ہی کا ارشاد ہے: سرعۃ المشی نکس زیادہ تیز چلنا سر کے بل اوندھا ہونا ہے حدیث میں بھی آیا ہے کہ یہ وقار کے خلاف ہے۔ ابو عبداللہؓ سے کسی نے سوال کیا: "اگر کسی شخص پر قرضہ کا بوجھ ہو تو کیا وہ حج کر سکتا ہے؟" آپ نے فرمایا: اگر وہ پیدل چل کر کرنا چاہے تو کرے۔" جو لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرتے وہ اکثر پیدل نکلتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کراع غمیم کے مقام پر پہونچے تو وہاں بہت سے لوگ آپ سے پیدل چلنے کی تکلیف اور تھکن کی شکایت کرنے لگے، آپ نے ان سے کہا:

ؔ جلدی جلدی چلنا اور دوڑنا سارے بدن کو قوت دیتا ہے مطلب یہ کہ ریاضت جسمانی کیا کرو، اس سے قوت آئے گی اور ضعف رفع ہوگا (وحید اللغات)

ازار بند کس کر باندھ لو۔" چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور تکلیف دور ہوگئی۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے ان کو دعا دی اور کہا: "جلد چلنا" اور صبح کا چلنا اور رات کا چلنا اپنے اوپر لازم کرلو، زمین رات میں لپیٹی جاتی ہے۔" ابوبصیر کہتے ہیں: "ابوعبداللہ کو میں نے خدا کا یہ قول سنایا: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (آل عمران ۹۷) لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں جانے کی طاقت رکھے۔" آپ نے کہا: "اگر اس کے پاس جانور نہیں ہے تو پیدل بھی جا سکتا ہے۔" میں نے کہا: "پیدل چلنے کی بھی طاقت نہ ہو تو؟" فرمایا: "کچھ دور پیدل چلے اور کچھ دور سواری پر بیٹھے۔" کہا: "اتنی بھی سکت نہ ہو تو؟" کہا: "لوگوں کی خدمت کر کے جا سکتا ہے تو جائے۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "بعض پیدل چلنے والے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور تکان کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: "جلد چلنا[1] اپنے اوپر لازم کرلو۔" انہوں نے ویسا ہی کیا تکان کی شکایت رفع ہوگئی، اور آپ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کراع غمیم گئے وہاں پیدل چلنے والوں میں ضعف اور سستی دیکھی، آپ نے ان کے لئے دعا کی: "اے خدا ان کو اجر عطا کر اور قوت دے۔" اور فرمایا: "اگر تم لوگ جلدی چلا کرو تو تمہارے جسم کے لئے آسانی ہوگی اور راستہ کٹ جائے گا۔" چنانچہ انہوں نے ویسا ہی کیا اور فائدہ میں رہے۔ آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الراکب احق بالجادۃ من الماشی والحافی احق من من المتنعل۔	سوار شاہراہ کا بہ نسبت پیدل چلنے والے کے زیادہ مستحق ہے اور ننگے پیر چلنے والا جوتہ پہن کر چلنے والے سے زیادہ حق رکھتا ہے۔

اور فرمایا: عورت کو چاہئے کہ سڑک کے بیچ میں نہ چلے، بلکہ اسے کنارے کنارے

[1] علیکم بالنسلان، "نسلان" دوڑنے سے ذرا کم ہے یعنی قدم اٹھا کر جلد جلد چلنا (وحید اللغات)

چلنا چاہیے۔" اور فرمایا: لیس للنساء من سروات الطریق یعنی من وسطہ انما لھن جوانبہ"
یعنے بیچ کا راستہ عورتوں کے لئے نہیں ہے، البتہ ان کے لئے دونوں طرف کے کنارے ہیں۔

تنہا سفر کی کراہیت

ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے:
"کیا میں تم کو بہت بُرے آدمی کی خبر نہ دوں؟" ہملوگوں نے کہا: "ہاں، یارسول اللہ!"
آپ نے کہا: "وہ شخص ہے جو تنہا سفر کرتا ہے، اور جو اپنی عطا کو روکتا ہے، اور اپنے
غلام کو مارتا ہے۔" آپ ہی سے روایت ہے: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت
علیؓ سے فرمایا: "اے علی، تم سفر کے لئے تنہا مت نکلو، کیونکہ شیطان اکیلے شخص کے
قریب ہوتا ہے اور جب دو ہوں تو وہ دور بھاگتا ہے۔" امام کاظم رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین آدمیوں پر لعنت کی ہے، ایک وہ جو اپنا
توشہ اکیلا کھاتا ہے، دوسرے وہ جو اکیلے گھر میں سوتا ہے، تیسرا وہ جو بے آب وگیاہ
جنگل میں سے اکیلا گذرتا ہے۔" اسمٰعیل بن جابر کہتے ہیں: "ہم امام صادقؓ کے پاس
مکہ میں تھے، اتنے میں ایک شخص مدینہ سے آیا، آپ نے اُس سے پوچھا: "تمہارے ساتھ
اور کون آیا ہے؟" اس نے کہا: "کوئی بھی نہیں، میں تو تنہا چلا آیا ہوں۔" آپ نے فرمایا:
"اگر تو کسی کو آگے کرتا تو بہتر تھا۔" پھر فرمایا: "ایک شیطان ہے، دو دو شیطان ہیں، تین
قافلہ ہیں، چار رفقا ہیں۔" موسےٰ بن جعفرؓ کہتے ہیں: جس شخص کو تنہا سفر پر نکلنا ضروری
ہو تو وہ راستہ میں پڑھے:

ما شاء اللہ لاقوۃ	اللہ نے جو چاہا، اللہ کے سوائے کسی میں حول ہے نہ
الاباللہ اللّٰھم آنس وحشتی واعنی	قوت، اے اللہ وحشت میں میرے دل کو سہارا دے
علیٰ وحدتی واحفظنی	تنہائی میں میرا رفیق و معاون ہو جا، اور جو مجھ سے

فی غیبتی۔ غائب ہیں (یعنی گھر والے) ان کی حفاظت کر۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "جب تم جنگل میں راستہ گم کر دو اور کوئی نہ ملے تو یوں پکارو: "یا صلحاء ارشدونا الی الطریق یرحمکم اللہ" اے نیک لوگو! ہم کو راستہ تبلاؤ خدا تم پر رحم کرے۔" ایک روایت میں ہے: "البر موکل بہ صالح والبحر موکل بہ حمزۃ۔ صالح خشکی پر مامور ہیں اور حمزہ دریا پر۔" اور فرمایا: "جب غول طرح طرح کے رنگ بدل کر نمودار ہوں تو اذان میں جلدی کرو۔" ابو عبیدہ الحذار کہتے ہیں: "میں امام باقرؑ کے ساتھ تھا، میرا اونٹ گم ہو گیا آپ نے فرمایا: "دو رکعت نماز پڑھو اس کے بعد کہو:

اللھم رب الضالۃ ھادیا من الضلالۃ ردّ علیّ ضالتی فانھا من فضلک و عطائک۔

اے اللہ، اے گم شدہ جانور کے پروردگار گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ بتلانے والے میرے گم شدہ کو بھی واپس کر دے، کیونکہ تیرے ہی فضل و عطا سے تو یہ حاصل ہوا تھا۔

پھر کہا: "اے عبیدہ آ اور سوار ہو جا۔" میں ابو جعفرؑ کے ساتھ سوار ہو گیا جب ہم چلنے لگے، دور سے ایک کالی سی چیز نظر آنے لگے، آپ نے ابو عبیدہ کو بتلاتے ہوئے کہا: "وہ دیکھو تمہارا اونٹ آرہا ہے۔" واقعی وہ میرا اونٹ تھا۔

منزل پر اترنے کے بعد پڑھنے کی دعائیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا: "اے علی! جب تم کسی منزل پر اترو تو پڑھو:

اللھم انزلنی منزلا مبارکا وانت خیر المنزلین۔

اے اللہ تو مجھ کو مبارک منزل میں اتار بیشک تو بہترین اتارنے والوں میں سے ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ بھی پڑھیں:

ف احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مطلق ندائے غیر اللہ شرک نہیں ہے (مترجم)

وآتني كما آتيته الصالحين وهب لي السلامة والعافية في كل حين اعوذ بكلمات الله التامّات كلها من شر ما خلق وذرأ وبرأ۔

اور میری مدد کر جیسا کہ تو نے اس سے نیک لوگوں کی مدد کی تھی اور میرے لئے ہر گھڑی سلامتی اور عافیت بخش، میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے تمام کلمات سے اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کیا اور پھیلایا ہے۔

پھر دو رکعت پڑھے اور کہے:

اللھم ارزقنا خیر ھذہ البقعۃ واعذنا من شرھا اللھم اطعمنا من جناھا، واعذنا من وبالھا وحببنا الی اھلھا وحبب صالحی اھلھا الینا۔

اے اللہ اس مقام کی بھلائی ہم کو نصیب کر اس کے شر سے ہم کو بچا، اس کے عمدہ میوے اور پھل ہم کو کھلا، اس کے وبال سے ہم کو محفوظ رکھ یہاں کے لوگوں سے ہماری دوستی کرادے اور وہاں کے نیک لوگوں کو ہمارا دوست بنادے

اور جب کوچ کا ارادہ کرو تو دو رکعت پڑھو اور اللہ سے حفظ وامان کی دعا کرو اور اس گاؤں اور گاؤں والوں کو رخصت کرو، چاہے وہ جنگل ہو کیونکہ جنگل میں بھی رہنے والے لوگ ہیں یعنی خدا کے فرشتے، اس لئے مقام خالی بھی ہو تو کہنا چاہیے السلام علیکم والسلام علینا وعلی ملائکۃ اللہ الحافظین السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سفر سے واپسی

روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب مقام خیبر سے واپس ہوئے تو آپؐ نے یہ پڑھا:-

آئبون تائبون ان شاء اللہ عابدون آنے والے توبہ کرنے والے انشاء اللہ عبادت کرنے

راکعون ساجدون لربنا	والے رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے اپنے
حامدون اللّٰھم لك الحمد علیٰ	رب کی حمد کرنے والے اے اللہ تیرے لئے
حفظك ایای فی حضری وسفری	تعریف ہے جو تو میری حفاظت کرتا ہے حضر وسفر
اللّٰھم اجعل اوبتی ھذہ مبارکۃ	میں اے اللہ میرا یہ واپس آنا مبارک و مسعود بنا
میمونۃ مقرونۃ بتوبۃ نصوح	جو ہم وقت ہو توبہ نصوح کے ساتھ، جو میرے
توجب لی بھا السعادۃ یا	لئے سعادت کو واجب کردے اے سب
ارحم الراحمین۔	رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالے۔

کسی شہر یا گاؤں میں داخل ہوتے وقت کی دعا

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا: "اے علیؓ جب تم کسی شہر یا گاؤں میں داخل ہونے کا ارادہ کرو تو جب وہ نظر آنے لگے تو یہ دعا پڑھو:

اللّٰھم انی اسألك خیرھا	اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے خیر اس بستی کا اور
واعوذ بك من شرھا اللّٰھم	تعفظ اس کے شر سے، اے اللہ ہمیں اس کے
حببنا الی اھلھا وحبب	لوگوں میں محبوب کردے اور اس کے صالحین کو
صالحی اھلھا الینا۔	ہمارا محبوب بنا دے۔"

چلنے کے وقت کی دُعاء

ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر کو جاتے تو اُتار کے مقام پر تسبیح پڑھتے اور چڑھاؤ کے مقام پر تکبیر، اور فرمایا رسول اللہ صلعم نے: "قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابو القاسم کی جان ہے، کوئی تہلیل اور تکبیر پڑھنے والا زمین کے چڑھاؤ اور اتار کے موقع پر ایسا نہیں جس کی آواز سن کر فرشتے اس کے ہم آواز

ہوتے ہوں، اور یہ آوازیں زمین کے جگر کو چیرتی ہوئی اندر چلی جاتی ہیں۔"

کشتی میں بیٹھنے کے وقت کی دعاء

بِسْمِ اللّٰهِ الْمَلِكِ الرَّحْمٰنِ، وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ الآیۃ (الانعام۔۹۱)

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (ہود۔۴۱)

پل پر چڑھنے کی دعاء

جب تم پل پر پہنچو تو اس پر اپنا قدم رکھتے وقت کہو:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ ادْحَرْ عَنِّی الشَّیْطَانَ الرَّجِیْمَ۔ — اللہ کے نام سے، اے اللہ شیطان مردود کو مجھ سے دور کر دے۔

امام صادق ؑ فرماتے ہیں: "پل کی ہر اونچائی پر ایک شیطان ہوتا ہے، جب تم اس کی انتہا پر پہونچو تو یہ پڑھو: بسم اللہ یرحل عنك امام صادق ؑ فرماتے ہیں: "جب تم سفر میں ہو یا کسی جنگل میں سے گذر رہے ہو اور وہاں تم کو آدمی یا جن سے ڈر لگ رہا ہو تو اپنے سر پر دلیاں ہاتھ رکھ کر یہ آیت پکار کر پڑھو:۔

اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ (پ ۳ ع ۱۷)	کیا پھر دین خداوندی کے سوا اور کسی طریقہ کو چاہتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ کے سامنے سب سرافگندہ ہیں جتنے آسمانوں میں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور بے اختیاری سے اور سب خدا ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔"

حاجیوں سے ملکر

امام صادق ؑ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حج سے واپس آنے والوں

کو یوں فرماتے تھے:

تقبل اللہ منک و اخلف علیک نفقتک و غفر ذنبک۔ خدا تیری عبادت قبول کرلے تیرا خرچ واپس کردے اور تیرے گناہ بخش دے گا۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "جو شخص گرد آلود حاجی سے معانقہ کرے تو گویا اس نے حجر اسود کو بوسہ دیا" اور فرمایا: "جو شخص سفر سے واپس آئے اور اپنے گھر میں داخل ہو تو کوئی اور کام نہ کرے بلکہ سب سے پہلے نہالے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر سجدہ کرے اور سو مرتبہ الحمد للہ کہے۔" روایت ہے کہ جب جعفر طیارؓ حبش کے ملک سے واپس ہو رہے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے سینہ سے لگا کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور فرمایا: "میں نہیں کہہ سکتا آج مجھے کس بات کی زیادہ مسرت ہے، جعفر کے واپس آنے کی یا فتح خیبر کی۔" اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہمیشہ ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے تھے مگر جب کوئی سفر سے واپس لوٹتا تو اس سے معانقہ کرتے۔

فصل (۷) جانوروں کے ساتھ حسن سلوک اور جانوروں کے حقوق

ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے: "میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ چارپایہ کہا کرتا ہے: "اے اللہ مجھے ایسا مالک عطا فرما جس کے دل میں سچائی اور محبت ہو، جو مجھے پیٹ بھر کھلائے پیاس بھر پلائے، اور میری طاقت سے زیادہ بوجھ مجھ پر نہ ڈالے۔" صادقؑ فرماتے ہیں: "ہر جانور جس کو خریدا جاتا ہے دعا کرتا ہے کہ اے خدا میرے مالک کے دل میں رحم دے۔" اور فرمایا: "جانور رکھا کرو، وہ تمہارے لئے زینت ہے، اور تمہاری ضروریات اس سے پوری ہوتی ہیں، اس کا رزق بھی اسی طرح خدا کے ذمے ہے جس طرح تمہارا اور تمہارے بال بچوں کا۔"

روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خدائے تعالےٰ جانور پر بھی مہربانی اور حسنِ سلوک پسند فرماتا ہے اور ایسے آدمی کی مدد کرتا ہے۔ جب تم کسی دُبلے جانور پر سوار ہو تو اس کو اس کی منزل ہی پر اتارو، اگر زمین بے برگ و گیاہ ہو تو وہاں سے جلدی گزر جانے کی کوشش کرو۔" اور اگر ایسی زمین سے گزرو جہاں چارہ پانی کی کثرت ہو تو اس کو اس کی منزل ہی پر اتارو۔" صادقؑ فرماتے ہیں: "جو شخص جانور خریدتا ہے تو وہ اس کے لئے ایک قدرتی مددگار ہوتا ہے، اور خدا ہی اس کو پالتا ہے۔" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جانوروں کے بھی حقوق مالک پر ہوتے ہیں، یعنی اس کے گھاس دانہ، چارہ کا بندوبست کرنا، خصوصاً جب سفر میں وہ تھکا ہوا ہوتا ہے اور تم منزل پر اترتے ہو تو پہلے اس کے دانہ پانی کی سوچو، اس کے منہ پر نہ مارو، کیونکہ وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتا ہے۔ اس کے پشت پر کھڑے نہ ہونا، سوائے اس کے کہ جہاد میں اس کی ضرورت ہو، اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ ڈالو اور اس کو اتنا نہ چلاؤ پھراؤ کہ وہ تھک جائے۔" امام صادقؑ فرماتے ہیں: "جانور بھی انسان کے لئے ایک خوش نصیبی ہے، جس سے وہ خود اپنی ضروریات میں بھی کام لیتا ہے اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کی ضرورت کے وقت بھی۔" اور آپ فرماتے ہیں: "عورت کے لئے زین پر بیٹھنا ممنوع ہے، ایسی عورت پر لعنت کی گئی ہے۔" نیز آپ فرماتے ہیں: "بُرے قسم کی سواری یا جانور بھی بدنصیبی کی ایک قسم ہے۔" ایک شخص نے آپ سے پوچھا: "میں اپنی سواری کو کب مار سکتا ہوں؟" آپ نے کہا: "جب وہ چلنے میں بالکل اینٹھ جائے اور جیسا کہ وہ اپنی سکونت کے مقام کی طرف لپک کر چلتا ہے اسی طرح تم جدھر لے جانا چاہو نہ چلے۔" اور آپ فرماتے ہیں:

اضربوھا علی العثار — جانور کو ٹھوکر کھانے اور گرنے پر مارو لیکن

ولا تضربوها علی النفار فانہا تری مالا ترون۔ بھڑکنے پر مت مارو، وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جس کو تم نہیں دیکھتے (مثلاً مردوں پر جو عذاب ہو رہا ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اگر کوئی جانور ٹھوکر کھائے اور صرف اتنی بات پر اس کا مالک اس کو کوسے تو وہ بھی کوس کر کہتا ہے کہ ہم تو تمہاری طرح خدا کے نافرمان نہیں ہیں۔" حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "میرے جانور نے کبھی ٹھوکر نہیں کھائی۔" لوگوں نے پوچھا: "اس کی کیا وجہ ہے۔" آپ نے فرمایا: "میں کسی کھیت میں اس پر بیٹھ کر نہیں گیا۔" نیز آپ کا یہ ارشاد بھی مروی ہے: "جانوروں کے منہ پر مت مارا کرو، نہ ان پر لعنت کرو، کیوں کہ ان پر لعنت کرنے والوں پر خدا لعنت کرتا ہے۔" اور نبیؐ فرماتے ہیں: "جب جانور تمہیں لعنت کرے تو ضرور یہ لعنت پڑتی ہے۔" آپ نے یہ بھی فرمایا: "جانوروں کے سرین پر مت بیٹھو، اور ان کی پیٹھ کو اپنی مجلس مت بنالو۔" (کہ ہر وقت ان پر سوار رہیں ان کو آرام نہ لینے دیں) اور آپ نے ایک مرتبہ حضرت علیؓ سے فرمایا: "اے علیؓ، ہر چیز کی ایک حرمت ہوتی ہے اور جانور کی حرمت ان کے منہ میں ہے۔" اور روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹنی کو دیکھا جس پر بوجھ لادا گیا تھا اور وہ بندھی ہوئی بھی تھی، آپؐ نے فرمایا: "کہاں ہے اس کا مالک جس کو مروت نہیں، کل کے دن (یعنے قیامت میں) اس کو اس کی خصومت کے لئے تیار رہنا چاہیے۔"

حضرت علی بن حسینؓ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک ناقہ پر چالیس حج کئے اور کبھی اس کو کوڑے سے نہیں مارا۔

ام سلمہؓ کہتی ہیں: "میں نے رسول اللہؐ سے سنا فرمایا: "فرشتے سفر میں ان لوگوں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے پاس گھنٹہ ہو۔" (جو جانور کے گلے میں رہتا ہے)

اونٹوں کے بارے میں

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "لال اونٹوں سے اختیاط کرو یعنی ان کو مت خریدو، کیوں کہ ان کی عمر کم ہوتی ہے۔" اور فرمایا: "سیاہ رنگ لئے ہوئے اونٹ البتہ لمبی عمر پاتے ہیں۔" اور کہتے ہیں کہ نبیؐ نے اونٹوں کی قطاروں کے بیچ میں سے چلنے سے منع کیا ہے، اس کی وجہ آپ نے یہ بتلائی کہ ایک اونٹ سے دوسرے اونٹ کے درمیانی فاصلے میں شیطان ہوتا ہے اور ایک اونٹ کے جس کو "جلالہ" کہتے ہیں، متعلق آپ نے فرمایا کہ اس کا گوشت کھانا چاہیئے نہ اس کا دودھ پینا چاہیے نہ اس پر سواری کرنی چاہیے جب تک کہ چالیس دن اور رات اس کو گھاس نہ کھلایا جائے

گھوڑوں وغیرہ کے بارے میں

رسول اللہؐ نے فرمایا: "گھوڑے کی پیشانی میں قیامت کے دن تک خیر بھلائی، رکھتا ہے، اس کی پرورش میں پیسہ خرچ کرنے والا گویا فی سبیل اللہ خرچ کرنے والے یا خیرات کرنے والے کے برابر سمجھا جاتا ہے۔" اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کبھی گھوڑے کی پیشانی کے بال یا ان کی ایال یا ان کی دُم کے بالوں کو پکڑ کر کھینچنا نہ چاہیے، کیوں کہ ان کی پیشانی میں خیر بوط ہوتا ہے، گھوڑوں کی ایالیں ان کی کملیاں ہیں جن سے وہ سردی کو دفع کرتے ہیں، ان کی دمیں ان کے پنکھے ہیں، دُم ہلا کر وہ مکھیوں اور کیڑوں کو دفع کرتے ہیں،

حدیث میں آیا ہے کہ گھوڑے کے بارے میں سعادت کا گمان کیا جاسکتا ہے، مثلاً سُرخ گھوڑے یا خاکی، مگر چمک دار گھوڑے کو خوش نصیبی کی ایک علامت کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔ امام رضاؓ فرماتے ہیں: "حضرت علیؓ نے کہا: "ہر جانور کے نتھنوں

کے اندر شیطان ہوتا ہے، اس لئے اس کے لگام لگاتے وقت بسم اللہ ضرور پڑھا کرو۔"

ابو عبیدہؓ فرماتے ہیں: "اگر کسی جانور کے لگام لگاتے وقت یا اس کے سر کتے وقت مشکل پیش آئے تو چپکے سے اس کے کان میں یہ آیت پڑھنی چاہیے۔

اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ۔ (آل عمران ۔ ۸۳)

کیا اللہ کے دین کے سوا یہ کچھ اور چاہتے ہیں حالانکہ گردن جھکائے ہوئے ہیں جو بھی کہ آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں خوشی سے ہو یا نا خوشی سے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اور یہ دعا بھی پڑھنے کی بتلائی گئی ہے:۔

اَللّٰھُمَّ سَخِّرْ ھَالِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْھَا بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

اے اللہ اس کو میرے تابع کر اور اس میں میرے لئے برکت دے محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے طفیل میں

اور سورہ "اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ" پڑھنا بھی بتایا گیا ہے۔"

امام باقرؒ فرماتے ہیں: "زیادہ پسندیدہ سواری میرے پاس گدھے کی ہے اور رسول اللہؐ بھی ایک گدھے کی سواری فرماتے تھے جس کا نام یعفور تھا۔

فصل (۸) سفر کے نوادر میں

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا: "اے علیؓ، جب تم سفر کرو تو وادیوں میں منزل نہ کرو، کیوں کہ وہاں درندوں، سانپوں اور اژدہوں کا خطرہ ہوتا ہے۔"

روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا:۔ "یا رسول اللہ، ہمارے ساتھ سفر میں ایک شخص رہتا ہے، جب ہم منزل پر اُترتے ہیں تو وہ تہلیل میں مصروف ہو جاتا ہے، جب تک ہم کوچ کریں اور جب ہم کوچ کرتے

ہیں تو وہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاتا ہے جب تک کہ ہم منزل پر اتر جائیں۔"
آپ نے فرمایا: "اس کا اور اس کے جانور کے کھانے پینے، دانہ چارے کا کون بند و بست کرتا ہے؟" انہوں نے کہا: "یا رسول اللہ، ہم لوگ کرتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "تو تم سب لوگ اس سے زیادہ بہتر ہو۔"

ابو عبد اللہؓ کہتے ہیں: "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اونٹنی پر بیٹھے ہوئے کسی مختصر سفر پر جا رہے تھے یکایک ایک جگہ آپ نے نیچے اتر کر پانچ مرتبہ سجدہ فرمایا، جب آپ پھر سوار ہوئے تو لوگوں نے کہا: "یا رسول اللہ، ہم نے آپ کو اس وقت ایسی چیز کرتے ہوئے دیکھا جو آپ نے پہلے کبھی نہیں کی تھی۔" آپ نے فرمایا: "مجھے جبریلؑ نظر آئے اور وہ کچھ خوش خبریاں خدا کی طرف سے پہنچانے آئے تھے، ان خوش خبریوں سے متاثر ہو کر میں نے یہ سجدے کئے۔"

اسحاق بن عمارؓ سے روایت ہے: "میں ایک مرتبہ ابو عبد اللہؓ کے ساتھ تھا، دیکھا کہ آپ نے خود سے کچھ باتیں کیں، پھر قبلہ رو ہو کر ایک لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھا کر تھوڑی سی مٹی لے کر اپنے سیدھے گال پر دیر تک ملتے رہے، اس کے بعد پورے چہرے پر مل لیا پھر سوار ہو گئے، میں نے کہا: "حضور، کیا خاص بات ہوئی جو آپ نے ایسا کیا؟" آپ نے فرمایا: "اسحاق! بات یہ ہے کہ میں نے خدا کی ان نعمتوں میں سے جو مجھے عطا ہوتی ہیں، ایک نعمت کا خیال کیا، چاہا کہ اپنے نفس کو تواضع و فروتنی کا سبق دوں۔" پھر آپ نے فرمایا: "دیکھو اسحاق، جب حق تعالیٰ بندہ کو کسی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے اور وہ سجدہ میں جا کر ان کا شکر ادا کرتا ہے تو پھر اس کے لئے دارین میں اور زیادہ نعمت کا حکم دیا جاتا ہے۔

اور نبی صلعم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی سفر پر جائے تو واپسی میں گھر والوں یا دوستوں کے لئے ضرور کوئی نہ کوئی تحفہ لے جائے چاہے وہ کوئی پتھر ہی کیوں نہ ہو۔"

ابو جعفرؑ فرماتے ہیں: "چار چیزوں کی قیمت میں تکرار مت کرو (ان کو مت چکاؤ) قربانی کے جانور کی خریداری میں کفن کے سامان میں، جان کی قیمت میں مکہ کی طرف جانے والی کرایہ کی گاڑیوں یا سواریوں میں۔"

علی بن حسینؑ اپنے خزانچی سے فرماتے تھے: "جب تو حج کی ضروری چیزوں کو خریدے تو قیمت میں تکرار نہ کر۔"

جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں: "رسول اللہؐ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ سفر سے رات کے وقت گھر کو واپس آئیں، اور گھر میں بغیر اجازت حاصل کئے آجائیں۔" اور نبیؐ نے فرمایا: "سفر بھی دوزخ کے عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، سفر ختم کرنے پر جلدی گھر آنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "منازل کا سفر توشہ ختم کر دیتا اخلاق کو بگاڑ دیتا اور کپڑوں کا پرانا کر دیتا ہے۔" اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "اگر اثنا سفر میں راستہ گم کر دو تو ذرا سو جاؤ،"

امام صادق فرماتے ہیں: "ہر پل کی چوٹی پر ایک شیطان ہوتا ہے، جب تم اس کے آخری حد پر پہنچو تو بسم اللہ پڑھو، وہ دور ہو جائے گا۔" امام رضاؑ سے پوچھا گیا: "کیا چاندی لگی ہوئی زین اور لگام کی سواری استعمال کر سکتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "اگر صرف نقش و نگار کی حد تک ہے تو اس پر سوار ہو سکتے ہیں۔"

ایک وقت رسول اللہؐ نے فرمایا: "جو شخص کسی مومن مسافر کی مدد کرے تو خدا اس کی تہتر مصیبتیں دور کرے گا، جب کہ ظالم اپنے کرتوتوں پر افسوس سے اپنے ہاتھوں کی پشت کتریں گے۔" یعقوب بن سالم کہتے ہیں: "میں نے ابو عبداللہؑ سے کہا کہ اگر میرے ساتھ کچھ درہم ہوں اور ان پر تصاویر ہوں اور میں احرام باندھے ہوں تو کیا میں اس کو ہمیانی میں رکھ سکتا ہوں اور کمر میں باندھ سکتا ہوں؟ آپ

نے کہا: "کوئی حرج نہیں، وہ تیرا خرچ ہے اور خدا کے بعد اسی پر تیرا اعتماد ہے"۔

نیز آپ فرماتے ہیں: "جب تم سفر کرو تو اپنا توشہ ساتھ لو"۔

ایک دن بندۂ صالح ابوالحسن موسےٰ بن جعفرؑ نے ایک دسترخوان کی طرف دیکھا کہ اس میں پیلے چھلے ہیں، آپ نے کہا: "نکال دو ان کو، ان کی جگہ لوہے کے چھلے لگاؤ"۔

امام صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "سفر میں رات کے وقت بیچ رستوں میں قیام نہیں کرنا چاہیئے، نیز وادیوں کے اندرونی حصوں میں بھی نہ ٹھہرو، کیوں کہ اکثر وہاں درندے اور سانپ وغیرہ ہوتے ہیں"۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "عنقریب تم ایسی قوموں کے ساتھی بنو گے جن کو کوئی مشورہ نہیں دیا جا سکتا کہ فلاں جگہ اترو یا فلاں جگہ مت اترو کیوں کہ ان میں سے بعض ایسے ہوں گے جو تمہارے لئے کافی ہوں گے"۔

(مکارم اخلاق کی پہلی جلد ختم ہوئی)